کتابیات کشمیر (اردو)

مقالہ برائے ایم فل اردو

مقالہ نگار

سلطان احمد۔ صدر معلم

گورنمنٹ ہائی سکول دھروتی موہڑہ

فتح پور تھکیالہ۔ کوٹلی آزاد کشمیر

نگران مقالہ

ڈاکٹر عطش درانی

مقتدرہ قومی زبان۔ اسلام آباد

ALLAMA IQBAL
Open University Library
(ACQUISITION SECTION)
Acc. No. 98545
Date 19-02-03

شعبہ اردو

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

(CABINET DIVISION, GOVERNMENT OF PAKISTAN)
H-8/4, PITRAS BOKHARI ROAD,
ISLAMABAD (PAKISTAN)
PH: 4449461-4449463
PABX: 4449462 - 4446881 - 82 - 85
FAX: 4446883, E.mail: nlapak @ apollo.net.pk
Telegram: "APNI ZABAN"

کابینہ ڈویژن، حکومت پاکستان)
چ ۸/۴، پطرس بخاری روڈ،
لام آباد (پاکستان)
ن : ۴۴۴۹۴۶۱، ۴۴۴۹۴۶۳
ے بی ایکس : ۴۴۴۹۴۶۲، ۴۴۴۶۸۸۱، ۸۲، ۸۵
کس : ۴۴۴۶۸۸۳، ای میل : این ایل اے پاک @ اپالو نیٹ پی کے
کا پتہ : "اپنی زبان"

No.　　　　　　　　　　　　　　　　الہ نمبر :

Dated:　　　　　　　　　　　　　　　　یخ :

ک ل/۱/۸۰-الف

۱۹-فروری ۲۰۰۱ء

موضوع: **کتابیات کشمیر (اردو)**

جناب سلطان احمد نے ایم فل اردو کی جزوی ضرورت کے لیے محولہ بالا موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ میری نگرانی میں مکمل کرلیا ہے۔ میں ان کی محنت، طریق کار اور پیشکش سے مطمئن ہوں۔ میرے خیال میں یہ مقالہ ایسی حیثیت رکھتا ہے کہ اس پر ایم فل کی ڈگری عطا کی جاسکے۔ ممتحنین اس کا بخوبی جائزہ لے سکتے ہیں۔ مقالہ برائے استحسان پیش ہے۔

عطش درانی

(ڈاکٹر عطش درانی)
نگران (علمی و تحقیقی امور)

LAMA IQBAL OPEN UALNIVESITY
(Post Graduate Admission Section)

No.F-1-3/95-AR(Ac-I)/ Dated 23-2-99

Mr/Ms. سلمان احمد
بمقام و ڈاکخانہ موہڑہ شریف۔ تحصیل فتح پور
نکیال۔ ضلع کوٹلی۔ AJK

SUBJECT: **M.PHIL IN URDU**

Dear student,

The Vice Chancellor has approved the Title کتابیات کشمیر (اردو)

as the topic of your thesis for the M.Phil Dagree in Urdu and ڈاکٹر عطش درانی، مقتدرہ قومی زبان، سیکٹر H-8، اسلام آباد has been appointed as your Supervisor.

You will carry on your researches regularly for a period of one year and shall submit four copies of your thesis through your Supervisor within a period of one year from the date of issue of this letter if you are otherwise eligible. You are advised not to apply for any relaxation in the stipulated period.

You are required to intimate the Department regularly about your progress through your Supervisour . Before the thesis is submitted and fee is paid, other conditions laid down in the Registration for the M.Phil Dagree will have to be fulfilled.

The thesis is equivalent to **Two Full** Credits, therefore, you are requested to deposit and amount of **Rs. 4000/-(Rs.2000/- per Credit)** as thesis fee thourgh Band Draft in the name of Treasurer, Allama Iqbal Open Univesity, Islamabad wihtin one month of the recepit of this letter and send to the undersigned.

You are also requested to send a summary of your research work in quadruplicated at the time of submission of your thesis for the M.Phil Dagree.

Kindly acknowledge receipt.

Yours faithfully

(Raiz Ali)
Assistant Registrar-II

c.c. to:-

1. Deparment of Urdu
2. Concerned Supervisor
3. Office Copy

فہرست ابواب

اظہار سپاس

اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ جس نے مجھ ناچیز کو ایم فل کا یہ مقالہ مکمل کرنے اور ایم فل سکالروں کی صف میں شامل ہونے کا شرف بخشا۔ ایم فل سکالروں کے لیے مشکل مرحلہ موضوع کا انتخاب ہوتا ہے۔ یہ مرحلہ میرے لیے کچھ زیادہ مشکل ثابت ہوا۔ جس دھرتی سے میرا تعلق ہے یہاں علمی وسائل کی کمی ہے۔ لائبریریوں کی سہولت نہ ہونے کے باعث علمی و تحقیقی کام کرنا بہت مشکل ہے۔ ایسی ہی وجوہ کی بنا پر میرے لیے موضوع کا انتخاب ایک مشکل مسئلہ تھا۔ جسے میں نے چند اہل علم کی مدد سے حل کرنے کی کوشش کی جن کا ذکر چند سطور بعد ہوگا۔ جب علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ داخلہ کی جانب سے میرے تحقیقی موضوع "کتابیات کشمیر (اُردو)" کی زیر مکتوب نمبر F-1-3/95-AR(AC-1) بتاریخ ۲۳ فروری ۱۹۹۹ء منظوری صادر ہوئی یہ میرے لیے خوشی کا موقع تھا۔ موضوع منظور ہوتے ہی میں نے اپنا تحقیقی کام شروع کر دیا۔ میرے موضوع کا تعلق اس کشمیر سے ہے جہاں بھارت خون کی ہولی کھیل رہا ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ میں کشمیریوں کے دکھ اور درد سے متاثر نہ ہوتا۔ یہ دکھ اور درد میرے لیے اور بھی گہرے ہوتے گے۔ جب سانحہ کارگل کے باعث پوری کنٹرول لائن کے حالات فائرنگ اور گولہ باری سے مخدوش ہو کر رہ گے۔ اسی دوران بتاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۹۹ء میرا چھوٹا بیٹا جو اُس وقت جماعت ششم کا طالب علم تھا دشمن کی گولی لگنے سے زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہو گیا۔ دشمن کی گولی اس کی دائیں چھاتی میں لگی اور پشت کی جانب سے پار ہو گئی۔ شکر ہے اس ذات باری تعالیٰ کا جس نے اُسے ایک بار پھر زندگی عطا فرما دی۔ یوں میری امیدوں کا سہارا موت کی آغوش سے ایک بار پھر واپس لوٹ آیا۔

یہی نہیں بلکہ بتاریخ ۱۳ فروری ۲۰۰۰ء میرا بڑا بیٹا جو اُس وقت جماعت دہم کا طالب علم تھا گھنے میں دشمن کی گولی لگنے سے زخمی ہو گیا۔ مگر اسے بھی اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ ان حالات میں جبکہ میرے دونوں بیٹے یکے بعد دیگرے دشمن کی گولیوں کا شکار ہو گے۔ میرا تحقیقی کام متاثر ہونا لازمی امر تھا۔ ان ناگہانی مصائب کا شکار ہونے کے باعث تحقیقی کام مکمل کرنے میں کچھ تاخیر بھی ہو گئی۔

"کتابیات کشمیر (اردو)" مرتب کرنے کے لیے ملک کی چند بڑی لائبریریاں ہی میرا ماخذ تھیں۔ میں نے ان سے استفادہ کرنے کی حتی المقدور سعی کی۔ ان لائبریریوں میں خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد، نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد، پنجاب پبلک لائبریری لاہور، لائبریری شعبہ کشمیریات اورینٹل کالج لاہور، لائبریری مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، لائبریری اکادمی ادبیات اسلام آباد، سنٹرل لائبریری علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، لائبریری گورنمنٹ ڈگری کالج فتح پور، لائبریری گرلز کالج فتح پور، لائبریری گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول دھنواں، لائبریری گورنمنٹ ہائی سکول دھروتی موہڑہ شامل ہیں۔

کشمیر سے متعلق کتب کا سب سے بڑا ذخیرہ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد میں موجود ہے۔ اس لحاظ سے یہ لائبریری کشمیر کا قومی اثاثہ ہے۔ کشمیر کی قدیم و جدید تاریخ، تہذیب و تمدن اور بھارتی تسلط کے خلاف کشمیر کی موجودہ جنگ آزادی کے بارے میں سب سے زیادہ اور نادر کتب یہاں موجود ہیں۔ اسے پاکستان و آزاد کشمیر بھر میں ایک ریفرنس لائبریری کا درجہ حاصل ہے۔ کشمیر کی حالیہ سیاسی تاریخ کے بارے میں انتہائی اہم اور قیمتی مواد انڈیا آفس لائبریری لندن سے بھی مائیکرو فلم کی شکل میں حاصل کیا گیا ہے۔ جس کی بدولت لائبریری کے شعبہ کشمیریات کی افادیت میں نمایاں اضافہ ہو گیا ہے۔ لائبریری کا پر سکون صاف ستھرا اور خوبصورت ماحول مطالعہ و تحقیق کے لیے نہایت ہی موزوں ہے۔

علاوہ ازیں نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد جس میں جدید سہولیات میسر ہیں اور شعبہ کشمیریات اورینٹل کالج لاہور میں کشمیر سے متعلق کافی کتب موجود ہیں۔ محققین کو کتب سے استفادے کے لیے خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد، نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد، لائبریری مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد میں بہتر سہولیات میسر ہیں۔ ان لائبریریوں کے قواعدو ضوابط اور عملہ کا تعاون مثالی ہے۔ پنجاب لائبریری لاہور میں ایک دن میں کوشش بسیار کے بعد ایک ر دو کتب مطالعہ کے لیے دستیاب ہوتی ہیں۔ اس لائبریری میں محقق ر قاری متذکرہ بالا لائبریریوں کی طرح براہ راست کتب تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ کیٹلاگ سے کتاب کا انتخاب کر کے عملہ سے کتاب حاصل کرنا ہوتی ہے۔ عملہ بڑی مشکل سے موجود کتب میں سے صرف ایک یا دو کتابیں بیک وقت مطالعہ کے لیے دیتا ہے۔ اکثر کتابیں لائبریری میں موجود ہی نہیں ہوتیں۔ ان مشکلات کے باعث اس بڑی لائبریری سے خاطر خواہ استفادہ نہ ہو سکا۔

ان لائبریریوں کے علاوہ چند بک سٹالوں اور چند شخصیات کی ذاتی لائبریریوں سے بھی استفادہ کرنے کی کوشش کی۔

جن اہم شخصیات کی معاونت سے ایم فل کا یہ تحقیقی کام پایہ تکمیل تک پہنچا ان کا شکریہ ادا نہ کرنا احسان فراموشی ہو گی۔ میں سب سے پہلے پروفیسر محمد عالم چوہدری انٹر کالج بنجیڑہ آزاد کشمیر سکالر پی۔ ایچ۔ ڈی سندھ یونیورسٹی کراچی کا خصوصی شکر گزار نہ ہوں تو ناشکری کا مرتکب ہوں گا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر موصوف میری راہنمائی اور حوصلہ افزائی نہ کرتے تو شائد میں اس تحقیقی کام کو ابتدا ہی میں چھوڑ دیتا۔ موصوف کی قیمتی لائبریری کی سہولت میسر نہ ہوتی تو ایم۔ فل کا تحقیقی کام کرنا میرے بس میں نہ ہوتا۔ ضلع کوٹلی میں اس نوعیت کا علمی مواد اور کہیں بھی میسر نہ تھا۔ الغرض آغاز تا اختتام ہر مرحلہ پر موصوف کی راہنمائی، حوصلہ اور تعاون میرے شامل حال رہا۔

بوقت انتخاب موضوع جب میں مارے مارے پھر رہا تھا ڈاکٹر عطش درانی، ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، ڈاکٹر گوہر نوشاہی اور بالخصوص افتخار عارف میرے لیے خضرِ راہ ثابت ہوئے۔ ان کی راہنمائی میرے کام آئی اور میں اپنے موضوع کا انتخاب کرنے میں کامیاب ہوا۔ لہذا میں ان قابل قدر شخصیات کا بے حد ممنون احسان ہوں اور بلندی درجات کے لیے دعا گو ہوں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا شعبہ اردو جس سے اکثر ایم۔ فل اردو کے محققین کا براہ راست رابطہ رہتا ہے، میرا رابطہ بھی رہا۔ شعبہ ہذا کے جناب انعام الحق جاوید اور جناب محمد بشیر سیفی میرے خصوصی شکریے کی مستحق ہیں جن سے میں بذات خود اور بذریعہ ٹیلی فون راہنمائی حاصل کرتا رہا۔ انھوں نے ہمیشہ اپنی شفقت سے نوازا۔

مقالے کا مسودہ تحریر کرنے میں مجھے اپنے مخلص ساتھیوں سردار محمد ریاض خان بسالوی، محبوب حسین اور ملک محمد علی کا تعاون حاصل رہا۔ میری دعائیں ان احباب کے ساتھ ہیں۔

اس تحقیقی سفر میں میرے لیے خوش بختی یہ رہی کہ ڈاکٹر عطش درانی صاحب جیسی قد آور علمی وادبی شخصیت کی نگرانی میں کام کرنے کا اعزاز حاصل ہوا جنھوں نے اپنے آپ کو اردو زبان کے لیے وقف کرر کھا ہے اور ہمیشہ تحقیقی وتصنیفی کام میں مشغول رہتے ہیں۔ میں ڈاکٹر عطش درانی کا بے حد ممنون ہوں کہ انھوں نے نہ صرف موضوع کے انتخاب میں میری معاونت فرمائی بلکہ نگران مقالہ کی حیثیت سے اپنی مصروفیات کے باوجود مقالہ کی تکمیل تک بڑے مشفقانہ انداز سے راہنمائی فرماتے رہے۔

امید ہے ممتحنین و قارئین کمپوزنگ کی اغلاط سمیت میری فروگذاشتوں سے صرفِ نظر فرمائیں گے۔

سلطان احمد
صدر معلم
گورنمنٹ ہائی سکول دھروتی موہڑہ
تحصیل فتح پور تھکیالہ ضلع کوٹلی
آزاد کشمیر

تعارف

باب اول (الف۔i)

"کنایات کشمیر اردو" کے آغاز میں کشمیر کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ جس میں سر زمین کشمیر کا ظہور اور لفظ کشمیر کی وجہ تسمیہ کے متعلق کئی مبینہ روایات کا بحوالہ قدیم تاریخ کشمیر "راج ترنگی" مصنفہ پنڈت کلہن اور "مکمل تاریخ کشمیر" محمد الدین فوق جائزہ لیا گیا ہے۔

کشمیر کا محل وقوع، رقبہ، تقسیم کشمیر کے بعد بھارت وپاکستان کے زیر قبضہ اور آزاد کشمیر کے رقبہ کی الگ الگ تفصیل بیان کی گئی ہے۔

باب اول۔ (الف۔ii)

جغرافیائی احوال کے بعد کشمیر کے تاریخی وسیاسی پس منظر کے حوالے سے قدیم ہندو راجاؤں کے دور کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ کشمیر میں بدھ حکمران اشوک کے دور حکومت جس میں سلطنت کشمیر کا ڈنکا ہندوستان، برما، کابل، قندہار، ترکستان اور چین تک بجنے لگا تھا، اسی طرح راجہ للتادتہ مکتاپیڈ کا دور جس نے پنجاب، کابل، قندہار، تبت اور ترکستان تک کشمیر کی سرحدوں کو وسعت دی ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

ہندو راجاؤں کے بعد کشمیر میں اسلامی عہد کا آغاز ہوا۔ مذہب اسلام کی اشاعت میں صوفیائے کرام، اولیائے عظام اور علمائے دین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ رینچن شاہ حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد سلطان صدر الدین کے نام سے کشمیر پر تخت نشین ہوا اور کشمیر میں پہلا مسلمان بادشاہ بنا۔ اس کے بعد کشمیر میں شاہ میری خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ جو ۲۱۶ برس تک قائم رہی۔ عہد مسلم میں کشمیر علم وادب اور تہذیب وثقافت کے میدان میں بام عروج تک پہنچ گیا۔ اسکی سرحدیں دور دور تک پھیل گئیں۔

اسلامی عہد حکومت کے نامور بادشاہوں علاؤالدین، سلطان شہاب الدین اور سلطان زین العابدین عرف بڈشاہ کا ذکر شامل ہے۔ جس میں ان کے کارہائے نمایاں بیان کیے گے ہیں۔

چک خاندان نے اقتدار چھین کر شاہ میری سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ چک خاندان کے ۸ حکمرانوں نے ۳۱ برس تک حکومت کی۔ ان کی شیعہ نوازی کے سبب شیعہ سنی اختلافات نے جنم لیا۔ اس طرح چند شرائط کے تحت کشمیر میں مقامی حکمرانی کا خاتمہ کرتے ہوئے برصغیر کی مغلیہ حکومت نے کشمیر کا اقتدار حاصل کر لیا۔

مغلوں نے کشمیر میں تعمیر وترقی، علم وادب اور فنون لطیفہ کو خوب فروغ دیا۔ مغلوں کے آخری دور میں جب وہ انتشار و

زوال کا شکار تھے، احمد شاہ ابدالی نے اپنے ایک سپہ سالار کو بھیج کر کشمیر فتح کر لیا۔ اس طرح کشمیر دولت افاغنہ کا صوبہ بن کر رہ گیا۔ افغانیوں نے یہاں ۶۶ برس تک حکومت کی۔ جو ایک سے ایک بڑھ کر ظالم اور بد مزاج ثابت ہوئے جنھوں نے اہلیان کشمیر کو بڑی بے دردی سے لوٹا۔

افغانیوں کے آپس میں انتشار کے باعث کشمیر پر ان کی گرفت کمزور پڑ گئی تو مہاراجہ رنجیت سنگھ والئی لاہور نے اپنا لشکر بھیج کر افغانیوں کو شکست دے دی۔ اور کشمیر کو سکھ سلطنت کا حصہ بنا لیا۔ سکھ یہاں ۲۷ برس تک قابض رہے۔ انہوں نے کشمیر میں خوب لوٹ مار مچائی اور ظلم کا بازار گرم کیے رکھا۔ آخر ایسٹ انڈیا کمپنی نے کشمیر کو ایک معاہدے کے تحت گلاب سنگھ کے حوالے کرتے ہوئے سکھ حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ اس طرح کشمیر ڈوگروں کی غلامی میں چلا گیا۔ کشمیر پر ڈوگرہ حکومت ۱۰۱ سال قائم رہی۔ جس نے کشمیریوں کو زر خرید غلام بنائے رکھا اور زندہ کشمیریوں کی کھالیں تک ادھیڑنے سے گریز نہ کیا۔

باب اول (الف-iii)

ڈوگرہ دور میں چند اہم واقعات رو نما ہوئے جن میں خطبہ عید کی بندش، توہین قرآن کا واقعہ، ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو سری نگر جیل میں عبدالقدیر خان کے مقدمہ کی سماعت کے دوران کشمیریوں پر قتل عام کے واقعات شامل ہیں۔

۱۹۴۷ء میں جب بر صغیر کو انگریزوں نے دو آزاد و خود مختار ریاستوں میں تقسیم کیا تو اہلیان کشمیر نے آزاد اسلامی مملکت کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کیا۔ مگر مسلم دشمن قوتوں سے مل کر بھارت نے کشمیر کے ایک بڑے حصے پر قبضہ جما لیا۔ ایک حصہ اپنی آزادی کی جنگ لڑ کر ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو آزاد ہوا۔ کشمیر مختلف حصوں میں تقسیم ہو کر رہ گیا۔

کشمیریوں نے جب آزادی کی جنگ شروع کی تو اس وقت بھارت اس مسئلہ کو اقوام متحدہ میں لے گیا۔ اقوام متحدہ میں بحث و تمحیص کے بعد کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینے کے لیے قرار دادیں منظور ہوئیں۔ ان قرار دادوں میں کشمیریوں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ جس ملک کے ساتھ چاہیں الحاق کر لیں۔

بھارت وقتی طور پر اقوام متحدہ کے توسط سے کشمیریوں کی جنگ آزادی بند کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر بعد میں وہ حیلوں بہانوں سے کشمیریوں کو حق خود اختیاری دینے اور رائے شماری کرانے کے وعدوں سے منحرف ہو گیا۔

اقوام متحدہ کے کئی کمیشن رائے شماری کرانے کی غرض سے ہندوستان و پاکستان آئے مگر ہندوستان کے ہر مرحلہ پر عدم تعاون کی وجہ سے یہ کمیشن ناکام رہے۔ اقوام متحدہ آج تک اپنی قرار دادوں کی روشنی میں کشمیریوں کو استصواب رائے کا تسلیم شدہ حق دلانے میں ناکام رہا۔

باب اول (الف-iv)

بھارت کی ہٹ دھرمی اور اقوام متحدہ کی ناکامی دیکھ کر بالآخر اہلیان کشمیر نے اپنی جنگ آزادی خود لڑنے کا تہیہ کر لیا۔ تحریک آزادی گذشتہ دس سالوں سے عروج پر ہے۔

بھارت نے کشمیریوں کا حق خود ارادی چھیننے، استصواب رائے کا حق نہ دینے، کشمیر پر اپنا غاصبانہ قبضہ بحال رکھنے اور کشمیریوں کی تحریک آزادی کچلنے کے لیے کوئی حربہ آزمائے بغیر نہیں چھوڑا۔ ستر ہزار سے زائد کشمیری اپنی آزادی کی خاطر جانیں قربان کر چکے ہیں۔

بھارت جس قدر تحریک آزادی کو دبانے کی کوشش کر رہا ہے، تحریک آزادی اسی قدر زوروں پر جاری ہے۔ بھارت نے سات لاکھ فوج اس تحریک کو دبانے کے لیے مقبوضہ کشمیر میں داخل کر رکھی ہے۔ جو سامان حرب وضرب سے لیس ہے۔

دوسری طرف نہتے کشمیری ہیں جن پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں۔ ماؤں، بہینوں کی عصمتیں لُٹ رہی ہیں۔ گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر جلائے جارہے ہیں۔ ٹارچر سیلوں میں بے پناہ تشدد کیا جارہا ہے۔ تشدد سے ہلاکتوں کے باوجود کشمیری اپنی تحریک آزادی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

بھارتی مسلح فورسز نے ایسے ایسے لرزہ خیز مظالم کا ارتکاب کیا ہے جن کے متعلق سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور انسانیت کانپ اٹھتی ہے۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود بھارتی مسلح فورسز اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں بری طرح ناکام ہیں۔ مجاہدین آزادی کے حوصلے بلند ہیں۔ وہ ہر ظلم کا مقابلہ مردانہ وار کرتے چلے آرہے ہیں۔ مجاہدین آزادی کے بلند عزم وہمت کی ایک واضح مثال کارگل کا واقعہ بھی ہے۔ جہاں مجاہدین نے اپنے سے کئی گنا زیادہ بھارتی فورسز کو مکمل طور پر بے بس کر دیا۔

مجاہدین آزادی کے حوصلے اس قدر بلند ہیں کہ وہ اپنی جانوں کی پرواہ کیے بغیر دشمن کے ہیڈ کوارٹروں میں گھس جاتے ہیں۔ اپنے سے کئی گنا زیادہ دشمن کا جانی ومالی نقصان کر دیتے ہیں۔ کشمیر کے تعارف میں ان تمام باتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

باب اول (ب)

باب اول کے اس حصہ میں کشمیر میں اردو کی ابتدائی اور ارتقائی منازل کا ذکر ہے۔ ریاست پر ڈوگرہ راج کے وقت سرکاری زبان فارسی تھی۔ جو عرصہ تک یہاں کی علمی وادبی زبان رہی۔ تاہم ریاست میں اردو زبان کی ابتدا کے آثار سترھویں صدی کے اواخر سے ملتے ہیں۔ ہندوستان کے باقی صوبوں کی نسبت ریاست جموں وکشمیر میں اردو زبان نے تیزی سے ارتقائی منازل طے کیں۔ ڈوگرہ عہد میں فارسی کی جگہ اردو نے دفتری زبان کی حیثیت اختیار کر لی۔ اور جلد ہی عدالتی اور درسی زبان کا درجہ بھی حاصل کر لیا۔

کشمیر میں ترویج اردو کے عوامل میں ذرائع مواصلات میں اضافہ اور اہل علم کی آمد و رفت، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی، سیاحوں کی آمد، موسیقی و شاعری، کشمیری حکمرانوں کے دربار، تنظیموں اور اداروں کا کردار، مذہبی تحریکوں اور مجلسوں کا کردار، دارالترجمہ کا قیام اور اردو کا پہلا چھاپہ خانہ شامل ہیں۔

مہاراجہ پرتاب سنگھ نے بیسویں صدی کے اوائل میں اردو کو ریاست کی سرکاری زبان کا درجہ دے دیا تھا۔ اردو زبان ریاست میں بیداری کا ذریعہ بھی بنی۔ اردو زبان میں کئی اخبارات بھی شائع ہونے لگے۔

علامہ اقبالؒ کا انداز فکر کشمیر میں اردو زبان و ادب کی مقبولیت اور فروغ کا باعث بنا۔ علامہ اقبال کے علاوہ کشمیر میں اردو زبان کے فروغ کے سلسلہ میں ایک معتبر نام خوشی محمد ناظر کا ہے۔ ان کی شاعری نے ریاست میں اردو زبان کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ الغرض تقسیم ہند اور تحریک آزادی کشمیر کے عروج کے وقت (۱۹۴۷ء) اردو جموں و کشمیر میں نہ صرف رابطے کی زبان تھی بلکہ اس کا اپنا ادب اور حلقہ اثر بھی تھا۔

۴ اپریل ۱۹۶۷ء کو تمام سطحوں پر آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر نے اردو زبان کو نافذ کیا۔ تحریک آزادی نے کشمیر میں اردو زبان کو بہت فروغ دیا۔ تحریک آزادی کے حوالے سے اردو میں سینکڑوں کتابیں، رسالے اور اخبارات شائع ہوئے جو اردو زبان کے فروغ کا باعث بنے۔ ریاست میں اس وقت کئی علمی و ادبی انجمنیں اور ادارے قائم ہیں۔ جو فروغ اردو میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

باب اول (ج)

اس حصہ میں کتابیات، اس کی اہمیت و ضرورت، کتابیات کی خصوصیات، اس کے مقاصد اور عام طور پر کتابیات سے حاصل ہونے والی معلومات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتابیات کی تین اہم شاخوں منظم کتابیات، تجزیاتی یا تنقیدی کتابیات اور تاریخی کتابیات کے متعلق بیان ہے۔

کتابیات کی اقسام قومی کتابیات، تجارتی کتابیات، لائبریری کیٹلاگ، منتخبہ کتابیات، موضوعی کتابیات، اشاریے / خلاصے، کتابیاتی کتابیات، شخصی کتابیات، اجتماعی کتابیات اور عالمی کتابیات کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں "کتابیات کشمیر (اردو)" کی ضرورت و اہمیت اور مقاصد بیان کیے گے ہیں۔

کشمیر کو قدرت نے عظیم ادیبوں اور شاعروں سے نوازا ہے۔ کشمیر میں سیاسی یورشوں اور تحریکوں نے کشمیری ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔

کشمیر میں اردو زبان میں بہت سا علمی و ادبی سرمایہ تخلیق ہوا۔ مختلف موضوعات پر بہت سی کتب بھی تصنیف ہوئیں۔

ان کتب کواجاگر کرنے کے لیے ''کتابیات کشمیر (اردو)'' مرتب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ کتابیات کشمیر سے متعلق معلوماتی، تحقیقی، علمی وادبی کام کرنے والوں کے لیے اہمیت کی حامل ہوگی۔ ''کتابیات کشمیر (اردو)'' میں معلومات کے ذخائر کا ذکر بھی شامل ہے۔ جہاں یہ کتب موجود ہیں ان ذخائر میں خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد بطور خاص قابل ذکر ہے۔

باب دوم

''کتابیات کشمیر (اردو)'' ایک موضوعی کتابیات ہے۔ جس میں اصناف اور موضوعات کے اعتبار سے کشمیر سے متعلق کتابوں کی ابواب بندی کی گئی ہے۔ دوسرے ابواب میں نثری ادبیات، تاریخ، سوانح حیات، آپ بیتی، اور تذکرے جیسی کتب شامل کی گئی ہیں۔

باب سوم

اس باب میں تخلیقی ادبیات، ناول افسانہ، سفر نامہ، ڈرامہ اور شاعری کے متعلق کتب شامل ہیں۔

باب چہارم

خصوصی موضوع۔ تحریک آزادی کشمیر سے متعلق کتب اس باب میں شامل ہیں۔ جو خالصتاً تحریک آزادی کشمیر سے متعلق ہیں۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دوسرے ابواب میں شامل کتب تحریک آزادی سے غیر متعلق ہیں۔ بلکہ کتابیات میں ایسی کتابوں کی تعداد بہت کم ہے جن میں تحریک آزادی کے حوالے سے کسی قسم کا مواد موجود نہیں۔ عام کتب میں کسی نہ کسی حوالے سے تحریک کا کچھ نہ کچھ ذکر ضرور موجود ہے۔

باب پنجم

متذکرہ بالا اصناف و موضوعات کے علاوہ متفرق اصناف و موضوعات کے متعلق کتب اس باب میں شامل ہیں۔ جن کی الگ طور پر ابواب بندی ممکن نہ تھی اور ابواب کی تعداد زیادہ ہونے کا اندیشہ تھا۔ ان کی تعداد دیگر ابواب میں شامل کتب سے زیادہ ہے۔

کتابیات مصنف وار کے بجائے کتاب وار مرتب کی گئی ہے۔ کتابوں کا اندراج الفبائی ترتیب سے کیا گیا ہے۔ اس کتابیات میں پیش کی گئی معلومات کے اندراجات کی ترتیب ذیل ہے۔

کتاب کا نام :   مصنف (مرتب، مولف، مترجم) کا نام،

مقام اشاعت :   ناشر،   سال اشاعت،

تعداد ابواب،   تعداد صفحات،   (ماخذ)،

☆ تعارف۔

ماخذ میں لائبریری، کیٹلاگ، کتابیات کا ذکر ہے جہاں سے کتاب / معلومات دستیاب ہوئی۔ ہر کتاب کے متعلق مختصر ترین ایک / دو سطری تعارف پیش کیا گیا ہے۔ سوائے ان کتابوں کے جو بلاواسطہ میری نظروں سے نہیں گزریں۔ ہر کتاب کے تعارف سے کتاب میں شامل مواد کا سرسری اندازہ ہو سکتا ہے کہ کتاب میں کس نوعیت کا مواد موجود ہے۔ کتابیات میں زیادہ تر وہی کتابیں شامل ہیں جو براہ راست میری نظروں سے گزری ہیں۔ ان کا تناسب زیادہ ہے۔ محض فہارس کی مدد سے کتابیات مرتب نہیں کی گئی۔ صرف چند کتابوں کے نام ایسے ہیں۔ جنھیں لائبریریوں کے کیٹلاگ، کتابیات قاموس الکتب، کتابیات پاکستانی ادبیات ۱۹۹۴ء (اکادمی ادبیات)، فہارس اور اخبارات کی مدد سے حاصل کیا گیا۔ اور ان کی ذاتی طور توثیق نہ کر سکا۔ ایسی کتابوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس نوعیت کی کتابوں کے اندراجات بھی نامکمل رہے ہیں۔ چند کتابوں کے اندراجات اس وجہ سے نامکمل رہے ہیں کہ ان میں مطلوبہ اندراجات موجود ہی نہ تھے۔

کتابیات میں ہر اس کتاب کو شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو اردو زبان میں ہے یا کسی دوسری زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس کتابیات میں وہ کتابیں بھی شامل کی گئی ہیں جن میں کسی نہ کسی حوالے سے کشمیر سے متعلق کچھ نہ کچھ تحریر ہوا ہے۔ کتابیات میں شامل تمام کتب کے لیے بنیادی طور پر یہی معیار اپنایا گیا ہے۔ جس کتاب سے کشمیر سے متعلق اردو زبان میں کچھ نہ کچھ مواد دستیاب ہوا وہ کتابیات میں شامل کی گئی ہے۔

"کتابیات کشمیر (اردو)" میں اب تک لکھی گئی وہ کتابیں شامل ہیں۔ جو آزاد کشمیر اور پاکستان میں دستیاب ہیں۔ یہی میرے مقالے کی تحدید ہے۔

"کتابیات کشمیر (اردو)" میں حتی المقدور زیادہ سے زیادہ کتب شامل کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ خاص طور پر آزاد کشمیر اور پاکستان کی اہم لائبریریوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ان لائبریریوں کے علاوہ بک سٹالوں اور ذاتی لائبریریوں سے بھی استفادہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اس موضوع کی وسعت کے پیش نظر یہ ادّعا نہیں کہ تمام کتب اس کتابیات میں شامل کر دی گئیں ہیں۔

باب اول

الف۔ تعارف کشمیر

(الف-i) کشمیر کے جغرافیائی خدوخال

سرزمین کشمیر کا ظہور۔

طبقات الارض کے ماہرین کے مطابق سرزمین کشمیر کو معرض وجود میں آئے ہوئے دس کروڑ سال گزر چکے ہیں۔کروڑوں سال پہلے یہ علاقہ سمندر کے نیچے ڈوبا ہوا تھا۔ا۔ رفتہ رفتہ طبعی حالات کی تبدیلی کے باعث پہلے تو کوہ ہمالیہ کی چوٹیاں نمودار ہوئیں اور پھر دیگر گھاٹیاں اور وادیاں ظاہر ہوئیں۔ خشکی کا پہلا سرا جو ایک جزیرے کی صورت میں نمودار ہوا کوہ سلیمان تھا۔

وادی کشمیر جھیل کی صورت اختیار کیے ہوئے تھی۔اس جھیل کا پانی بارہ مولہ کے درّے سے نکلتا گیا۔پانی کے نکاس کے بعد وادی کشمیر وجود میں آگئی۔

لفظ ''کشمیر'' کی وجہ تسمیہ :۔

لفظ ''کشمیر'' کے متعلق مؤرخین کی آراء میں بعد المشر قین پایا جاتا ہے۔اس لفظ کی وجہ تسمیہ کے متعلق بہت سی روایات موجود ہیں۔ان میں سے زیادہ روایات کا ذکر محمد الدین فوق کی ''تاریخ کشمیر'' میں ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ زمانہ قدیم میں جب وادی کشمیر ایک وسیع جھیل کی شکل میں تھی اس کا نام ''ستی سر'' تھا۔۲۔ اس جھیل کے آس پاس پہاڑوں کی چوٹیوں پر مختصر سی وادی بھی تھی۔اس جھیل سے ایک ''جلود بھو'' نامی آدم خور دیو نکل کر اس آبادی کے لوگوں کو بہت تنگ کرتا تھا۔لوگ مدتوں اسکے ظلم کا شکار رہے۔آخر کار کشپ رشی نامی ایک بزرگ یہاں وارد ہوئے۔لوگوں نے آدم خور دیو کے ظلم کی فریاد کی۔کشپ رشی نے اس آدم خور دیو کا خاتمہ کر کے مظلوم لوگوں کو نجات دلائی۔اس وسیع و عریض جھیل ''ستی سر'' کے پانی کی بارہ مولہ کے قریب پہاڑ کاٹ کر نکاسی کی۔جس سے یہ وادی معرض وجود میں آئی۔یہ جگہ ''کشپ میر'' کہلائی۔اس جگہ کو کشپ رشی دیو سے آزاد کر کے پانی نکال کر ظہور میں لایا تھا۔اس بناء پر یہ جگہ ''کشپ میر'' یعنی کشپ کی جگہ کہلائی۔۳۔ جو بگڑتے بگڑتے ''کشمیر'' ہو گئی۔ایک روایت پنڈت کلہن نے کشمیر کی قدیم تاریخ راج ترنگنی میں بھی اسی طرح بیان کی ہے۔۴۔

ایک دوسری روایت کے مطابق کشپ کی محبوبہ کا نام میر تھا اس وجہ سے ان دونوں کے نام سے یہ جگہ کشپ میر کہلائی جو بعد میں کشمیر ہو گئی۔۵۔

تیسری روایت یہ ہے کہ ۵۵۸ قبل مسیح میں بنی اسرائیل کے کچھ قبائل ہجرت کر کے افغانستان، گلگت اور کشمیر وغیرہ کے علاقوں میں آکر آباد ہوئے۔جو قبیلہ یہاں آکر آباد ہوا یہاں کی خوبصورتی سے بہت متاثر ہوا جس نے اس وادی کا نام 'کشیر' رکھا۔جو 'ک' اور 'اشیر' کا مرکب ہے۔یعنی 'اشیر' جیسا۔'اشیر' عبرانی زبان میں شام کو کہتے ہیں۔سرسبز و شاداب اور خوبصورت ہونے کی بناء پر بنی اسرائیل

کو یہ جگہ شام جیسی نظر آئی۔اس لیے انھوں نے اس کا نام 'کشیر' رکھا یعنی 'شام جیسی'۔اب بھی وادی کشمیر اور گلگت بلتستان میں اسے 'کشیر' کے نام سے ہی پکارا جاتا ہے۔۶؎

۴۔ چارلس ایلی سن بیٹس Charles Ellison Bates نے اپنی مشہور کتاب A Gazetter of Kashmir میں لکھا ہے۔ کہ برہمنوں کے خیال میں یہ نام 'کس' یا 'کش' بہ معنی روشنی اور 'میر' بہ معنی سمندر کا مرکب ہے۔یعنی 'روشنی کا سمندر'۔۷؎

۵۔ مسلمانوں کی ایک روایت کے مطابق جھیل 'ستی سر' کو خشک کرنے کا کام حضرت سلیمان پیغمبر کے حکم پر 'کشف' نامی جن نے سر انجام دیا تھا۔اس وجہ سے اس وادی کا نام 'کشف میر' پڑ گیا جو بعد میں کشمیر ہو گیا۔۸؎ بعض نے اس روایت کو یوں بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت سلیمان جب پہاڑ کی چوٹی پر آکر ٹھہرا۔آپ نے دیکھا کہ یہاں دور دور تک پانی نظر آرہا ہے۔آپ نے اندازہ کیا کہ اگر اس پانی کو خارج کیا جائے تو اس طرح خوبصورت وادی نکلے گی جہاں انسان آباد ہو سکیں گے۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر میں جنوں کا ایک 'کاش' نامی سردار موجود تھا۔اس نے اس شرط پر پانی خارج کرنے کی خدمت سرانجام دینے کی خواہش کا اظہار کیا کہ لشکر میں موجود 'میر' نامی خوبصورت پری اس کے عقد میں دے دی جائے۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی یہ شرط قبول کرتے ہوئے پانی خارج کرنے کا حکم دیا۔ جن نے بارہ مولہ کے قریب پہاڑ کاٹ کر پانی خارج کر دیا۔اور 'میر' نامی خوبصورت پری کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس طرح وادی کا نام 'کاش میر' اور بعد میں کشمیر ہو گیا۔

۶۔ ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی کے مطابق وادی کشمیر جو زمانہ قدیم میں 'ستی سر' جھیل کہلاتی تھی اس کا پانی خارج کر کے اس کا نام 'کاس میرا' رکھا گیا۔'کا' سے مراد 'پانی' 'سمیرا' سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں سے ہوا کے ذریعے پانی نکال دیا گیا ہو۔گویا 'کاس میرا' سے مراد ایسی جگہ ہے جس کا پانی خارج کر دیا گیا ہو۔۹؎

۷۔ ایک توضیح یہ بھی کی جاتی ہے کہ 'کشمیر' 'کس' اور 'میر' کا مرکب ہے 'کس' سے مراد نالہ 'میر' سے مراد پہاڑ ہے۔اس طرح اس سے مراد پہاڑوں اور نالوں کا ملک ہے۔بعض کا بیان ہے کہ قدیم ہی سے اس کا نام 'کشمیر' تھا۔'کم' پانی کو کہتے ہیں اس میں سے 'ک' لیا گیا اور 'شمیر' باہر نکالنے کو۔چونکہ اس کا پانی باہر نکالا گیا اس لیے اس کا نام کشمیر ہوا۔۱۰؎

۸۔ پنڈت کلہن کی بیان کردہ داستان کے حوالے سے بعد کے مورخین نے کشمیر کی وجہ تسمیہ کے بارے میں جو مختلف نظریات قائم کیے ان میں ایک یہ بھی ہے جس پر اکثر نے اتفاق کیا ہے کہ کشمیر دو الفاظ 'کشپ' اور 'مر' کا مرکب ہے۔اور سنسکرت زبان میں 'مر' کے معنی آبادی یا پہاڑی دڑوں کے ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ اگر ہندو رشی 'بزرگ' کا نام 'کشپ' شامل کر لیا جائے تو اس کا مطلب 'کشپ' کی آبادی نکلتا ہے۔اس طرح 'کشپ' اور 'مر' کی ترکیب سے اس علاقے کا نام 'کشپ مر' بنا جو بعد میں کشمیر ہو گیا۔۱۱؎ الغرض یہ اور اس طرح چند

دیگر روایات و توضیحات 'کشمیر' کی وجہ تسمیہ کے متعلق مشہور ہیں۔ جہاں تک لفظ 'کشمیر' اور اس کی ترکیب کا تعلق ہے۔ راج ترنگنی کے انگریزی مترجم سر آریل سٹین کے مطابق اس کے صحیح معنی ماہرین لسانیات اب تک تلاش نہیں کر سکے۔ ۱۲؎ اس لفظ کی جس قدر توضیحات کی گئی ہیں وہ محض مفروضات پر مبنی ہیں۔ تاہم ماہرین علم الارض، علم اللسانیات اور دیومالائی روایات کا اتفاق ہے کہ زمانہ قدیم میں تقریباً دس کروڑ سال پہلے وادی کشمیر پانی سے لبالب بھری ہوئی تھی۔ جس کی گہرائی کئی سو فٹ تھی۔ طبعی عمل کے مطابق یہ پانی نشیب (بارہ مولہ) کی طرف بہتا رہا۔ ابتداء میں اس کا اخراج کم تھا۔ بعد میں پہاڑوں سے برف پگھلنے کی وجہ سے اس پیالہ نما وادی میں جب پانی کی سطح بلند ہوگئی تو نشیب (بارہ مولہ) کی طرف پانی کا بہاؤ تیز ہوتا گیا جس سے پانی کا راستہ گہرا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ پانی کے کٹاؤ کی وجہ سے زمین کی سطح سری نگر کے میدانی حصہ کے برابر ہوگئی اور پانی خارج ہوگیا۔ جس کے نتیجہ میں تمام وادی خالی ہوگئی اور وہ لوگ جو اس جھیل کے ارد گرد پہاڑوں پر آباد تھے اُتر کر اس وادی میں آگئے۔ صوفی غلام محی الدین نے The Ancient Geography of Kashmir (P.P 61-62) کے حوالے سے لکھا ہے کہ لفظ کشمیر کا استعمال تین صدیوں سے ثابت ہے جبکہ یہ نام بذات خود اس سے بھی کہیں زیادہ قدیم ہے۔ ۱۳؎ دراصل زمانہ تاریخ ہی سے ملکی باشندوں اور غیر ملکی سیاحوں میں یہی نام مستعمل رہا ہے۔

لفظ 'کشمیر' بطور خاص اس وادی کے لئے استعمال ہوتا ہے جسے وادی کشمیر کہتے ہیں جو اسّی میل لمبی اور چونتیس میل چوڑی ہے مگر عام طور پر لفظ 'کشمیر' ان تمام علاقوں کے لیے مستعمل ہے جو ۸۴۴۷۱ مربع میل پر مشتمل علاقے ہیں جو ڈوگروں کے زیر حکومت تھے۔

کشمیر کا محل وقوع۔

ریاست جموں کشمیر جسے عرفِ عام میں صرف کشمیر کہتے ہیں۔ اس علاقے کو ۱۸۴۶ء میں ایک وحدت کی شکل حاصل ہوئی۔ یہ ریاست ۷ ۳ء ۳۲ سے ۵۸ء ۳۶ عرض بلد اور ۲۶ء ۷۳ سے ۳۰ء ۸۰ طول بلد کے درمیان واقع ہے۔ ریاست کی مشرقی سرحد چینی تبت سے ملتی ہے۔ شمال میں قراقرم اور ہندوکش کے سلسلہ ہائے کوہ اسے سنکیانگ اور روسی ترکستان سے جدا کرتے ہیں۔ ریاست کی شمال مغربی سرحد افغانستان سے ملتی ہے۔ جنوب میں اس کے ڈانڈے بھارت سے ملتے ہیں۔ یہاں بھی بلند پہاڑ حدِ فاصل کا کام دیتے ہیں جن کی چوٹیاں موسم سرما میں برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ صرف ۳۰ میل کا علاقہ ایسا ہے جو اس موسم میں آمدورفت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ریاست کی سرحدیں دنیا کے چار ممالک چین، افغانستان، پاکستان اور ہندوستان سے ملتی ہیں۔ جنوبی اور وسطیٰ ایشیا کے عین درمیان واقع ہونے کے باعث اسے فوجی اعتبار سے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ریاست جموں کشمیر براعظم ایشیا کے تقریباً وسط میں اور برصغیر ہندوپاک کے عین شمال میں واقع ہونے کے باعث اسے 'ایشیا کا دل' اور 'برصغیر کا تاج' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

پامیر کا بلند سطح مرتفع جسے دنیا کی چھت (Roof of the World) کا نام دیا جاتا ہے کشمیر کے شمال میں واقع ہے۔ تاریخی،

جغرافیائی اور ثقافتی رشتوں کے اعتبار سے کشمیر سنٹرل ایشیا کا حصہ ہے۔اس لیے یہ ایشیا کی انگوٹھی کا نگینہ کہلاتا ہے۔

ریاست کے نقشے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ریاست کا تین چوتھائی حصہ پاکستان کے ساتھ ملحق ہے اور ہندوستان سے صرف ایک تنگ اور دشوار گزار راستے سے آمدورفت ہے۔جو برف باری کے دنوں میں ہندوستان سے منقطع ہو کر رہ جاتا ہے۔جنوب اور مغرب میں ریاست پاکستان سے کچھ اس طرح متصل ہے کہ گویا اس کا قدرتی حصہ ہے۔

کشمیر کا رقبہ۔

ریاست جموں کشمیر کا رقبہ قدیم دور ہی سے مختلف علاقوں پر مشتمل رہا۔یہ رقبہ کبھی کم اور کبھی وسیع ہوتا رہا۔اس مملکت کا رقبہ کابل، سمرقند اور بخارا تک اور دوسری طرف دکن تک پھیل جاتا رہا۔اور کبھی سکڑ کر وادی کشمیر اور جموں تک محدود ہو جاتا تھا۔سلطان شہاب الدین کے دور میں ۱۳۵۴ء تا ۱۳۷۳ء مملکت کشمیر کا رقبہ سندھ اور کابل تک پھیلا ہوا تھا۔اس مملکت میں سارا پنجاب اور سندھ، جنوب مغربی سرحدی علاقہ اور مغرب میں کابل اور قندھار شامل تھے۔تاہم اس وقت ریاست کا جو رقبہ ہمارے مدنظر ہے وہ ۱۹۴۷ء میں برصغیر پاک وہند کی تقسیم کے وقت کشمیر میں مہاراجہ ہری سنگھ کے زیر حکومت رقبہ ہے۔اس رقبے کے متعلق آراء میں تھوڑا بہت تفاوت پایا جاتا ہے۔

۱۸۹۱ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست کا کل رقبہ ۸۰۹۰۰ مربع میل بتایا گیا۔۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں بھی یہی اعداد و شمار بتائے گئے۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۸۴۴۳۲ مربع میل، ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۸۴۲۵۸ مربع میل، ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۸۲۲۵۸ مربع میل اور ۱۹۶۱ء کی بھارتی مردم شماری کے مطابق ۸۶۰۲۳ مربع میل رقبہ بتایا گیا۔

تاہم حکومت پاکستان اور مقبوضہ کشمیر کی سرکاری دستاویزات کے مطابق اور اکثر مصنفین کے نزدیک یہ رقبہ ۸۴۴۷۱ مربع میل ہے۔جس کے حصول کے لیے کشمیری مصروف جہاد ہیں۔[۱۴]

اس رقبہ کی تفصیل ذیل ہے:۔

۱۔	صوبہ جموں	۱۲۳۷۸ مربع میل
۲۔	صوبہ کشمیر	۸۵۳۹ مربع میل
۳۔	صوبہ لداخ و گلگت	۶۳۵۵۴ مربع میل

۱۹۴۷ء کے بعد ریاست جموں کشمیر مختلف حصوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۔ بھارت کے زیر قبضہ

صوبہ لداخ ۲۴۵۶۹ مربع میل

صوبہ کشمیر ۶۸۹۳مربع میل

صوبہ جموں ۹۸۸۰مربع میل

کل بھارتی مقبوضہ علاقہ ۴۱۳۴۲مربع میل

۲۔ پاکستان کے زیر کنٹرول

گلگت بلتستان ۲۹۸۱۴مربع میل

آزاد کشمیر ۴۱۴۴مربع میل

کل پاکستان کے زیر کنٹرول علاقہ ۳۳۹۵۸ مربع میل

۳۔ چین کے زیر کنٹرول

۱۹۶۲ء کی بھارت چین جنگ کے نتیجہ میں بھارتی قبضہ سے صوبہ لداخ سے حاصل کیا گیا رقبہ ۱۷۱۹۱ مربع میل ہے۔ اسے "اقصائی چین" کہتے ہیں۔ پاکستان کے صدر ایوب خان نے گلگت بلتستان کی شمالی سرحدوں پر چین کو تحفتاً جو رقبہ دیا وہ ۱۸۶۸مربع میل ہے۔۱۵؎

رقبہ کے لحاظ سے ریاست جموں کشمیر دنیا کے ۱۱۰ آزاد خود مختار ممالک سے بڑی ہے۔ ریاست میں دو میدانی علاقے ہیں ایک وادی کشمیر جو ریاست کے دل کی مانند ہے۔ جس کی لمبائی ۸۴ میل اور چوڑائی ۳۵ میل ہے۔ وادی کی شکل ایک پیالے کی طرح ہے جس کے چاروں طرف برف پوش پہاڑ قلعہ کی مانند کھڑے ہیں۔ وادی میں آنے جانے کے صرف دو ہی راستے ہیں۔ ایک آسمان اور دوسرا جہاں سے وادی کا پانی باہر کی طرف جاتا ہے۔ وادی میں دریائے جہلم کی حیثیت اس طرح ہے جس طرح انسانی جسم میں ریڑھ کی ہڈی کی ہوتی ہے۔

دوسرا جموں کا میدانی علاقہ ہے جو پنجاب کے میدانوں ہی کا ایک حصہ ہے۔ پونچھ جواب ایک ضلع ہے اس کا ہیڈ کوارٹر راولاکوٹ میں ہے۔ تقسیم سے پہلے یہ مہاراجہ کی جاگیر تھی۔ اس کا کچھ حصہ اور پونچھ شہر مقبوضہ جموں کشمیر کے صوبہ جموں میں شامل ہیں۔

ریاست کے چھوٹے بڑے ۹۰ سے زائد شہر اور ۹۰۰۰ سے زائد گاؤں ہیں۔ بلتستان کی زمین سنگلاخ اور غیر آباد ہے۔ دور دور تک چٹانیں ہی چٹانیں دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن یہاں دنیا کے بہترین پھل پائے جاتے ہیں۔ بلتستان کے دائیں جانب لداخ کا سنگلاخ علاقہ ہے۔ جس کی سرحدیں تبت سے ملتی ہیں۔ اس کا مرکزی مقام لیہہ ہے۔ جو سطح سمندر سے ۱۰ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔

لداخ کا علاقہ قراقرم اور کوہ ہمالیہ کے درمیان بلند پہاڑی سلسلہ میں واقع ہے۔ اس کی بلندی ۱۰ ہزار فٹ سے ۲۵ ہزار فٹ تک ہے۔ اس علاقہ میں سارا سال برف پڑی رہتی ہے۔

ریاست جموں کشمیر پہلے تین صوبوں، صوبہ جموں، صوبہ کشمیر اور سرحدی صوبے پر مشتمل تھی۔ تقسیم کے بعد ان تینوں صوبوں کا کچھ علاقہ مقبوضہ کشمیر میں بھارت کے قبضہ میں چلا گیا۔ اور کچھ علاقہ آزاد کشمیر یا پاکستان کے کنٹرول میں آگیا۔ صوبہ جموں کا ۲۴۹۸ مربع میل آزاد کشمیر میں اور ۹۶۸۰ مربع میل بھارت کے قبضہ میں ہے۔ صوبہ کشمیر کا ۲۴۰۹ مربع میل آزاد کشمیر میں اور ۲۳۷۴۰ مربع میل بھارت کے قبضہ میں ہے۔ مقبوضہ کشمیر کا گرمائی صدر مقام سری نگر اور سرمائی جموں ہے۔

(الف-ii) کشمیر کا تاریخی و سیاسی پس منظر

عہد ہنود

کشمیر کو اس لحاظ سے برصغیر پاک و ہند اور تاریخ عالم میں ایک اہم مقام حاصل ہے کہ اس کی تاریخ کا چار ہزار قبل مسیح سے بھی پہلے کا سراغ ملتا ہے۔ ۵۲ حکمرانوں کے ادوار اندھیروں میں مدفن ہیں۔

۴ ہزار ق م سے ۱۳۲۰ء تک کا دور ہندو راجاؤں کا دور ہے اس دوران ان راجگان کے اکیس خاندانوں نے کشمیر پر حکومت کی۔

> ''انھوں نے چار ہزار پانچ سو چار سال تک بڑے شان و شوکت اور استقلال کے ساتھ حکومت کا ڈنکا بجا کر تاریخ عالم میں قابل رشک یادیں چھوڑیں''۔ ۱۶

ان راجگان میں سے اٹھارہ خاندان مقامی کشمیری تھے۔ آغازِ حکومت کے متعلق مختلف مصنفین نے اپنی اپنی آراء کا ذکر کیا ہے۔ تاہم ان راجاؤں کے متعلق اہم تاریخی دستاویز پنڈت کلہن کی تاریخ ''راج ترنگنی'' ہی ہے۔ راج ترنگنی کا ترجمہ فارسی، اردو اور انگریزی میں ہو چکا ہے۔

> ''اِن راجگان کے دور میں کشمیر کم و بیش دنیا کی آزاد و خود مختار مملکت رہی ہے۔ یہ مملکت انتہائی طاقت ور سمجھی جاتی تھی''۔ ۱۷

ہندو راجاؤں کے کل ۲۱ خاندانوں نے تقریباً چار ہزار پانچ سو چار سال تک حکومت کی۔ اس کی تفصیل مع سن و سال بہت سے مصنفین نے قائم کی ہے۔ جن میں پنڈت کلہن کی ''راج ترنگنی''، محمد الدین فوق کی ''تاریخ کشمیر''، ''آئین اکبری'' اور آزاد محمود کی ''تاریخِ کشمیر'' شامل ہیں۔

> ''قدیم تاریخوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مملکت کشمیر کی سرحدیں وقت کے ساتھ ساتھ پھیلتی اور سمٹتی رہی ہیں لیکن زیادہ عرصہ کشمیر کی سرحدیں آج کے کشمیر سے بہت وسیع رہی ہیں۔ یہاں تک کہ سارا ہندوستان اور پاکستان، تبت، کابل اور سمرقند و بخارہ اِس مملکت میں شامل رہے ہیں''۔ ۱۸

کشمیر میں بدھ حکمران اشوک کے دورِ حکومت (۲۳۱ تا ۲۷۲ ق م) میں کشمیر سلطنت کا ڈنکا ہندوستان، برما، کابل، قندھار، ترکستان اور چین تک بجنے لگا تھا۔

> یہ بہادر، شجاع، جفاکش اور مستقل مزاج راجہ رعایا کے امن و آسائش میں ہر وقت ساعی رہتا تھا'' ۱۹

عہد ہنود میں راجہ للتادتیہ عرف مکتاپیڈ مشہور بادشاہ گزرا ہے۔ وہ ۷۲۵ء تا ۷۷۳ء برسراقتدار رہا۔ یہ ایک عظیم فاتح تھا جس نے پنجاب، کابل، قندھار، تبت اور ترکستان کو فتح کر کے ملکی حدود کو وسعت دی اور رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اس کے

حملوں کی کیفیت ''راج ترنگنی'' میں یوں بیان ہوئی ہے۔

> ''یورش کے وقت اس کے نقاروں کی آواز سے خوف زدہ باشندے اپنے مکانات چھوڑ کر اس طرح بھاگ جاتے تھے جس طرح عورتوں کے رحم سے اُن کا حمل گر جاتا ہے۔'' ۲۰

''تاریخ کشمیر'' کے مصنف محمد الدین فوق کے بقول وہ دنیا فتح کرنے کے ارادے سے نکلا اور ہندوستان، پنجاب، قنوج، بنگال، دکن، بمبئی، مالوہ، گجرات دوارکا، کابل، بخارا، ثمرقند، کاشغر اور تاشقند تک کے علاقوں کو فتح کرنے کے بعد ان کا انتظام وانصرام سابق حکمرانوں کو واپس کر کے ۱۲ سال بعد تبت کے راستے واپس کشمیر آیا۔ ۲۱

وہ ان علاقوں سے عالموں، فاضلوں اور ہنرمندوں کو اپنے ہمراہ کشمیر لایا اور کشمیر میں علم و ہنر کو فروغ دیا۔ ۸۵۰ء تا ۱۱۶۲ء سوائے چند حکمرانوں کے کوئی بھی حکمران ملک کو امن وخوشحالی نہ دے سکا۔ ۲۲ اس دوران اخلاقی انحطاط سے ہندو سماج کا تار و پود بکھر گیا اور معاشرہ ناگفتہ بہ حالات سے دوچار ہوا۔

۱۳۱۹ء میں ایک تاتاری سردار ذوالقدر خان نے کشمیر پر حملہ کیا۔ کشمیر کا حکمران راجہ سہدیو مقابلے کی تاب نہ لا کر فرار ہو گیا۔ ذوالقدر خان نے وادی کو تاراج کر کے کشمیر میں ظلم کا بازار گرم کر دیا۔ ذوالقدر خان تاتاری نے کشمیر کا بچہ بچہ چن کر مروا دیا۔ ۲۳

آخر کار اس کے ظلم کا خاتمہ آفت الٰہی سے ہوا وہ بمع لشکر اور ۵۰۰۰۰ قیدیوں کے برف کے طوفان میں دب کر ہلاک ہوا۔ اسکی ہلاکت کے بعد سہدیو کے ایک ملازم رینچن نے جولداخی شہزادہ بتایا جاتا ہے ۱۳۲۰ء میں حکومت سنبھالی۔

عہد اسلامی کا آغاز

یوں تو ۷۱۳ء میں عظیم فاتح مجاہد اعظم محمد بن قاسم راجہ داہر کا خاتمہ کر کے تسخیر ملتان کے بعد سرحد کشمیر سے ملحق علاقہ ''پنج آبیات'' تک پہنچ گیا تھا جہاں سے بوجوہ اُسے واپس لوٹنا پڑا تھا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد اسلامی لشکر میں ہمیم شامی راجہ داہر کے بیٹے جے سیما کے ہمراہ حاکم کشمیر راجہ رائے کشمیر کے دربار میں ایک مبلغ کی حیثیت سے وارد ہوئے جنھوں نے حسن اخلاق سے راجہ کو اتنا متاثر کیا کہ اُس نے کشمیر میں تعمیر مساجد کی اجازت دے دی۔ ۷۵۳ء تک اسلام کا اثر اتنا پھیل چکا تھا کہ اہل ہنود کی افواج میں مسلمانوں کو بڑے بڑے عہدے حاصل ہو گئے تھے۔ ۲۴

دراصل کشمیر میں مذہب اسلام کی اشاعت میں صوفیائے کرام، اولیاء عظام اور علمائے دین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مخدوم جہانیاںؒ، جہاں گشتؒ، سید تاج الدینؒ، سید حسین سمنانیؒ اور امیر کبیر پیر سید علی ہمدانیؒ المعروف شاہ ہمدان کے نام نامی شامل ہیں۔ ان بزرگوں نے خطہ کشمیر کے کفرستان کو اسلامستان میں تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہی حضرات کی بدولت کشمیر میں شمع اسلام روشن ہوئی اور تاریکی کا دور ختم کرنے میں مدد ملی۔ ان کی زندگیاں دین اسلام کے لیے وقف تھیں۔ ان کی راتیں شب خیزی میں مصلیٰ پر اور دن گھوڑے کی پشت پر میدان کارزار میں شمشیر بکف گزرتے تھے۔ ان بزرگوں کا کوئی قول وفعل شریعت محمدی ﷺ کے خلاف نہ ہوتا تھا۔

زمانی اعتبار سے کشمیر کے اولیاء اور صوفیاء میں حضرت بلبل شاہ کا نام گرامی سب سے پہلے آتا ہے۔ آپ کا اصل نام سید شرف الدین

عبدالرحمن عرف بُلبُل شاہ تھا۔ آپ ۱۲۹۵ء میں راجہ لچھمن دیو کے زمانہ حکومت میں اپنے ۱۲۰۰ مریدوں کے ہمراہ تبت کے راستے کشمیر میں وارد ہوئے۔ آپ کو کشمیر میں دین اسلام کی اشاعت کے سلسلہ میں ایک اہم مقام حاصل ہوا۔ آپ ہی کی بدولت رنچن شاہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے سلطان صدرالدین کے نام سے کشمیر پر (۱۳۲۰ء تا ۱۳۲۳ء) حکومت کی۔ اس طرح کشمیر بہت جلد ایک مضبوط ریاست بن گئی۔ سلطان صدرالدین نے کشمیر میں اپنے دورِ اقتدار میں بہت اصلاحی کام کیے۔

۱۳۲۳ء میں سلطان صدرالدین کی وفات کے بعد راجہ سہدیو کا بھائی ادیان دیو حکومت پر قابض ہو گیا اور صدرالدین کی بیوہ سے شادی کر لی۔ اس نے ۱۵ برس (۱۳۲۳ء۔ ۱۳۳۸ء) حکومت کرنے کے بعد انتقال کیا۔

شاہ میری خاندان

ادیان دیو کی وفات کے بعد ایک مسلمان وزیر شاہ میر جو سوات کا باشندہ تھا اور راجہ سہدیو کے دور میں رنچن شاہ کے ساتھ کشمیر میں داخل ہوا تھا اقتدار پر قابض ہو گیا۔ شاہ میر نے سلطان شمس الدین کا لقب اختیار کر لیا۔ وہ کشمیر کا پہلا باقاعدہ مسلمان حکمران تھا جس نے کشمیر میں شاہ میری خاندان کی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ تین سال حکومت کرنے کے بعد وہ اندرکوٹ میں وفات پا گیا۔ اس کے بعد شاہ میری خاندان کے کئی حکمرانوں نے ۲۱۶ برس کشمیر میں حکومت کی۔ یہ سلاطین آزاد و خود مختار تھے۔ اس مسلم عہد میں کشمیر علم و ادب اور تہذیب وثقافت کے میدان میں بام عروج تک پہنچ گیا۔ کشمیر کی سرحدیں دور دور تک پھیل گئیں۔ شاہ میری خاندان کے حکمران سلطان علاؤالدین کی وفات کے بعد ۱۳۵۹ء میں اس کا بیٹا شیر اشمک شہاب الدین کا لقب اختیار کر کے تخت نشین ہوا۔ اس خاندان کے اس عظیم سپوت نے تبت، کاشغر، ترکستان، ثمرقند، بخارا، قندھار، کابل، پنجاب، سندھ، بلوچستان اور راجپوتانے تک ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد رکھی۔ جس سے کشمیر دنیا کی عظیم مملکتوں میں شمار ہونے لگا۔ شہاب الدین نے سلطنت کشمیر کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔ سلطان شہاب الدین نے کشمیر میں رواداری، عدل وانصاف اور سماجی بہبود کا بھی ثبوت دیا۔ سلطان علم و ادب کا شائق اور اہلِ علم کا قدردان تھا۔ اس کے زمانے میں عظیم صوفی مبلغ سیّد علی ہمدانی کشمیر تشریف لائے۔ اور کشمیریوں کی تقدیر بدل دی۔ شہاب الدین کشمیر کا پہلا قوم پرست بادشاہ تھا۔ جس نے رواداری، بھائی چارے اور تعصب سے پاک ماحول پیدا کیا۔ کشمیریوں میں کشمیریت اور وطن دوستی کے جذبات کو پروان چڑھایا۔ کشمیر کا یہ عظیم حکمران ۱۹ برس حکومت کرنے کے بعد ۱۳۷۸ء میں راہی عدم ہوا۔ اس خاندان کے ایک اور بادشاہ سلطان زین العابدین عرف بڈشاہ جو سلطان سکندر بت شکن کا بیٹا تھا جس کا اصل نام 'شاہی خان' تھا اُس نے ۱۴۲۰ء تا ۱۴۷۰ء اپنے پچاس سالہ عہد حکومت میں کشمیر کو تعمیر و ترقی اور علم و ادب کا گہوارہ بنا دیا۔ کشمیر دنیا کی عظیم درسگاہ سمجھا جانے لگا۔ اس کی بے پناہ قومی خدمات کے باعث رعایا نے اسے بڈشاہ یعنی (عظیم بادشاہ) کا خطاب دیا اس کا دورِ حکومت علوم وفنون، شعر و ادب، صنعت و حرفت، تجارت، مذہبی رواداری، عدل وانصاف، فتوحات، بیرونی روابط اور امن و خوشحالی کے اعتبار سے کشمیر کا سنہری دور کہلاتا ہے۔

> ''اس کے عہد میں سب سے بڑھ کر جو امن رعایائے کشمیر کو تھا وہ یہ تھا کہ اس کے
> وجود میں تعصب مذہبی اور ظلم و تعدی کا نام و نشان نہ تھا۔ شیر و بکری کے ایک گھاٹ
> پانی پینے کی مثال اسی زمانہ پر صادق آتی ہے۔'' ۲۵

اس کے عہد میں سرینگر میں دیودار کی لکڑی سے ۱۲۰۰ کمروں پر مشتمل عظیم الشان یونیورسٹی قائم کی گئی۔ جس میں تمام مروجہ علوم کے شعبے قائم کیے گئے۔ سلطان نے تجارت میں بد دیانتی ختم کرنے کے لیے نرخ بندی کروائی۔ تانبے کے بڑے بڑے پتھروں پر نرخ کندہ کروا کر شہر میں جگہ جگہ آویزاں کروادیئے۔ غرض بڈ شاہ کا پچاس سالہ دورِ حکمرانی تاریخ کشمیر کا سنہری دور کہلاتا ہے۔

''سلاطین کشمیر کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے نہ صرف مادرِ وطن کشمیر کو دنیا کی ایک عظیم مملکت اور ایک متمدن اور ایک ناقابلِ تسخیر قوم بنادیا، بلکہ مادرِ وطن کی آزادی وخودمختاری کے لیے بے پناہ قربانیاں دیتے رہے۔ مسلم سلاطین کا یہ دور مملکت کشمیر کی آزادی وخودمختاری کے لحاظ سے ایک لاثانی دور ہے۔'' ۲۶

شاہ میری خاندان کے کئی حکمرانوں نے ۲۱۶ برس تک کشمیر پر حکومت کی۔ سلطان حبیب شاہ، شاہ میریوں کا آخری حکمران تھا۔

چک خاندان

کشمیر میں چک خاندان کا مورث اعلیٰ لنکر چک تھا جو دردستان سے آ کر راجہ سہدیو کے دربار میں ملازم ہوگیا تھا۔ اس کی اولاد شاہ میریوں کے دربار میں عام عہدوں پر فائز رہی۔ لیکن جب شاہ میری زوال کا شکار ہوئے تو اس خاندان کے ایک چالاک وزیر غازی چک نے بھرے دربار میں شاہ میری سلطان حبیب شاہ کے سر سے شاہی تاج اتار کر اپنے سر پر پہن لیا اور اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ یہ ۱۵۵۰ء کا واقعہ ہے۔

چک خاندان کے آٹھ حکمران ۳۱ برس (۱۵۵۵ء تا ۱۵۸۶ء) برسراقتدار رہے۔ چک شیعہ مذہب کے پیروکار تھے۔ ان کی شیعہ نوازی کے سبب کشمیر کے صحیح العقیدہ سنی علماء کو سخت تشویش ہوئی۔ دراصل یہ پرامن دور نہ تھا۔ ایک سنی عالم قاضی موسیٰ کو شہید کروادیا گیا اور اُسے ہاتھی کی دُم سے باندھ کر شہر میں گھسیٹا گیا۔ جس سے ان کے خلاف نفرت بڑھ گئی۔ ۲۷

چنانچہ کشمیری علماء کا ایک وفد جس میں شیخ ہمزہ مخدوم اور شیخ یعقوب صرفی جیسی جلیل القدر ہستیاں شامل تھیں، مغل شہنشاہ اکبر اعظم کے دربار میں پہنچا اور کشمیر کو مغل سلطنت میں شامل کرنے کی درخواست کی۔ ایک معاہدہ ہوا جس میں طے پایا کہ کشمیری عوام کے مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔ کشمیریوں کو غلام نہیں بنایا جائے گا اور نہ بیگار لی جائے گی۔ نیز کشمیریوں کو داخلی خودمختاری بھی حاصل رہے گی۔ اس طرح ۱۵۸۶ء میں مغل فوج کشمیر میں داخل ہوئی جس نے برسراقتدار یعقوب شاہ چک کو شکست دے کر مغل فرمانروائی قائم کردی۔ کشمیر کی خودمختاری کا اب تک یہ آخری عہد ثابت ہوا۔ چنانچہ کشمیریوں کی خودمختاری چک خاندان کے حکمرانوں کی ناعاقبت اندیشی اور شیعہ سنی نزع کی نذر ہوگئی جس کو تادمِ تحریر کشمیری ترس رہے ہیں۔

مغلیہ دورِ حکومت

۲۸ جون ۱۵۸۶ء مغل بادشاہ اکبر کی فوج مرزا قاسم بیگ کی سربراہی میں ہندوستان کے شخصی راجاؤں کی فوجی امداد سمیت لشکر جرار کی صورت میں لاہور سے براستہ بھمبر کشمیر پر حملہ آور ہوئی۔ کشمیری افواج بہادری اور بے جگری سے لڑیں۔ لیکن وہ زیادہ دیر تک اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ اس طرح یعقوب شاہ چک فرار ہو گیا۔ مرزا قاسم فاتحانہ انداز میں سرینگر میں داخل ہوا۔ تب سے کشمیر کو مغل سلطنت میں صوبے کی بجائے سرکار کا درجہ دے دیا گیا۔ کشمیر سرکار صوبہ کابل میں شامل کر دی گئی۔

مغل کشمیر کے قدرتی حُسن اور خوبصورتی کے دلدادہ تھے۔ انھوں نے کشمیر میں کئی خوبصورت عمارتیں بنوائیں اور باغات لگوائے۔ قلعہ ہری پربت، نسیم باغ، شالیمار باغ، نشاط باغ، چشمہ شاہی، چشمہ ویری ناگ، پتھر مسجد، ہری محل اور بھمبر کی تاریخی عمارتیں مغلیہ حسنِ ذوق کی آئینہ دار ہیں۔ مغلوں نے کشمیر میں علم و ادب اور فنونِ لطیفہ کو بھی فروغ دیا۔ سیاحوں، عالموں، تاجروں اور شعراء کی آمد و رفت کی وجہ سے کشمیر علم و ادب کا گہوارہ بن گیا۔ ۲۸ مؤرخین اتفاق کرتے ہیں کہ مغلوں کے قبضہ سے جہاں کشمیر کی خودمختاری ختم ہو گئی وہاں بطور مجموعی کشمیر کے حالات رفتہ رفتہ دگرگوں ہوتے چلے گئے۔

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد مغلوں میں انتشار شروع ہو گیا۔ مغلوں کے زوال و انتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میر مقیم نامی ایک سردار نے کابل پہنچ کر احمد شاہ ابدالی کو کشمیر پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ احمد شاہ ابدالی نے (۱۷۵۲ء) اپنے سپہ سالار عبداللہ خان ایشک قاضی کو ۱۵ ہزار فوج دے کر حملے کے لیے روانہ کیا۔ جس نے کشمیر فتح کر کے اسے کابل سلطنت میں شامل کر لیا۔ یوں ۱۶۶ برس بعد (۱۵۸۶ء تا ۱۷۵۲ء) کشمیر سے مغلوں کا قبضہ ختم ہو گیا اور کشمیر دولت افاغنہ کا صوبہ بن گیا۔

افغان دورِ حکومت

۱۷۵۲ء میں عبداللہ خان ایشک قاضی کی یلغار سے کشمیر میں افغان دورِ حکومت کا آغاز ہوا۔ افغان ۶۶ برس تک یہاں مسلط رہے۔ اس دوران یہاں ۲۸ گورنر تعینات ہوئے جو ایک سے ایک بڑھ کر نہایت سنگدل اور بدمزاج حکمران تھے۔ وہ ظالم اور حریص بھی تھے۔ انھوں نے بلاتفریق مذہب و ملت کشمیریوں کو بڑی بے دردی سے لوٹا۔ ظالم حکمرانوں نے کشمیریوں پر ٹیکسوں کی بھرمار کر دی۔ معاشی بدحالی کی وجہ سے لوگ پنجاب کی جانب ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

> ''افغانوں کے نزدیک پھول توڑنا یا انسان کا سر قلم کرنا برابر تھا۔ افغانوں نے کشمیر میں لوٹ مار کے سوا کوئی کام نہ کیا۔ چراغ بیگ نامی ایک افغان گورنر کی سفا کی ضرب المثل بن گئی۔'' ۲۹

افغانوں کے آپس کے لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے کشمیر پر ان کی گرفت کمزور پڑ گئی۔ جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک کشمیری پنڈت بیربل کی تحریک پر مہاراجہ رنجیت سنگھ والئی لاہور نے سپہ سالار دیوان چند کی سرکردگی میں ایک لشکر بھیجا۔ جس نے افغان گورنر جبار خان کو شکست دے کر

ڈوگروں نے کشمیر انگریزوں سے خریدا تھا۔ چنانچہ انھوں نے اس خطے کے باسیوں کے ساتھ زرخرید غلاموں جیسا سلوک کیا۔ اس دور میں مسلمانوں کو حکومتی انتظام و انصرام سے دور رکھا گیا۔ ڈوگرہ عہد میں ۲۸ وزراء گزرے جن میں سے ایک بھی مسلمان نہ تھا۔ جب کہ ریاست کی ۸۵ فیصد آبادی مسلمان تھی۔ ریاستی فوج کی ۱۳ بٹالینوں میں سے صرف ڈیڑھ بٹالین مسلمانوں کی تھی۔ تمام عہدوں پر ڈوگرہ راجپوت اور کشمیری پنڈت قابض تھے۔ مسلمانوں سے قلیوں اور مزدوروں کا کام لیا جاتا تھا۔ مسلمان کاشتکار ہندو جاگیرداروں کے لیے دن رات محنت کرتے، کھیتوں میں فصل اگاتے۔ جب یہ فصل تیار ہو جاتی تو اس کا بیشتر حصہ جاگیردار اور مالیہ دار لے جاتے۔ محنت کش کسان کے خون پسینے کی کمائی سے اس کے لئے صرف مٹھی بھر اناج چھوڑ جاتے۔ مسلمانوں کو ہر چیز پر ٹیکس دینا پڑتا۔ مسلمان کے مکان کی کھڑکی پر ٹیکس، ایک سے زائد چولھا پر ٹیکس، بیوی پر ٹیکس، مال مویشی پر ٹیکس، دستکاروں اور ہنر مندوں پر ٹیکس غرض یہ کہ ہر چیز پر ٹیکس عائد تھے۔ اتنے ٹیکسوں کے بوجھ سے ان کی مالی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ تعلیم کی سہولتیں مفقود تھیں۔ سرکاری اہلکار کسی بھی شخص کو پکڑ کر اس کی پیٹھ پر بوجھ لاد کر جہاں چاہتے لے جاتے۔ انکار پر بغاوت کے الزام میں جیلوں میں ٹھونس دیا جاتا۔ ملازمتیں صرف غیر مسلموں کے لیے تھیں۔ گائے ذبح کرنے پر عمر قید کی سزا دی جاتی تھی۔ ذرا سی بات پر کشمیریوں کو سخت ترین سزائیں دی جاتیں۔ گلاب سنگھ کے دور میں پونچھ کے دو سرداروں (سبز علی خان اور ملی خان) کی زندہ کھالیں اتروا کر اور پھر ان میں بھوسہ بھر کر درختوں سے لٹکا دیا گیا۔ ۱۸۵۸ء میں مہاراجہ گلاب سنگھ کی وفات کے بعد اس کا لڑکا رنبیر سنگھ تخت نشین ہوا۔ اس ظالم حکمران کے زمانے میں غلہ بچانے کے لیے بہت سے کشمیریوں کو باندھ کر جھیل وُلر میں پھینک دیا گیا۔ ۳۰ ۱۸۸۵ء میں اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا پرتاب سنگھ تخت نشین ہوا۔ جو ۱۹۲۵ء تک حکومت کرتا رہا۔

پرتاب سنگھ نے ذاتی مصارف اس قدر بڑھا دیئے کہ عوام پر ٹیکسوں کی پہلے سے بھرمار کے باوجود ان ٹیکسوں میں اضافہ کر دیا گیا۔ معمولی محنت مزدوری کرنے والا شخص بھی ٹیکسوں کی زد سے نہ بچ سکا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان گورکن کو بھی ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا۔ وہ جتنی قبریں کھودتا تھا اتنی اٹھنیاں سرکار کو ادا کرنی پڑتی تھیں۔ ان ٹیکسوں کے بوجھ سے کاریگروں تک کی حالت یہ تھی کہ ان کے پاس کھانے کو روٹی اور نہ پہننے کو کپڑا تھا۔ ان کے جسم پر آویزاں چیتھڑے راہ چلتے ہوئے فقیروں کے مشابہ تھے۔ شال پشمینہ کاڑھنے والی دختران کشمیر کی یہ حالت تھی کہ ان کے تن نازک تار تار کو ترس رہے تھے۔ کپڑوں میں جا بجا پیوند لگنے کی وجہ سے ان کا جسم نیم برہنہ تھا۔ آخر کار ۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء میں کشمیریوں کو اس مہاراجہ کی وفات پر اس کے ناپاک وجود سے نجات ملی۔

تاہم اس کے دور میں کشمیر میں ایک حد تک سیاسی بیداری پیدا ہو چکی تھی۔ کچھ کشمیری تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ ۱۹۲۵ء میں پرتاب سنگھ کا بھتیجا ہری سنگھ تخت نشین ہوا۔ چونکہ پرتاب سنگھ اولاد جیسی نعمت سے محروم تھا۔ اس کے دور میں سیاسی بیداری جنم لے چکی تھی۔ سیاسی بیداری کے باعث کچھ اصلاحات بھی نافذ ہوئیں۔ جن کے تحت قانون تحفظ زمینداره نافذ کیا گیا۔ جس سے ساہوکاروں اور مہاجنوں کو زد پہنچی۔ قانون انتقال اراضی کا نفاذ ہوا۔ انجمن امداد باہمی کو وسعت ملی۔ عدالت عالیہ قائم ہوئی۔ بیگار کی منسوخی کا اعلان ہوا۔ چند میونسپل کمیٹیاں قائم ہوئیں۔ سماجی برائیوں مثلاً رشوت ستانی، زنا کاری، بردہ فروشی، نابالغوں کی شادی اور تمباکو نوشی کے انسدادی قوانین نافذ ہوئے۔ عدل و انصاف قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔ سیاسی بیداری کے باعث ۱۹۳۱ء میں ہری سنگھ کے خلاف ایک زبردست تحریک چلی جو مسلمانوں پر ظلم کا ناگزیر نتیجہ تھی۔ یہ تحریک کسی نہ کسی شکل میں ۱۹۴۷ء تک گویا جاری رہی جب ڈوگرہ راج اختتام پذیر ہوا۔

(الف-iii)　　تحریک آزادی کشمیر

عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ تحریک آزادی کشمیر کے مسئلہ کی ابتداء ۱۹۴۷ء میں جموں و کشمیر کے ایک حصہ پر بھارتی سامراج کے غاصبانہ قبضہ سے ہوئی۔ ایک حد تک یہ بات درست ہے لیکن تحریک آزادی کی ابتداء اس سے بھی کافی پہلے ہو چکی تھی۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے چند واقعات کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ جن کی رونمائی نے تحریک آزادی میں مہمیز کا کام کیا۔

تحریک آزادی کے چند ابتدائی واقعات

۱۸۱۹ء میں جب ریاست میں مسلم دور کے خاتمہ کے بعد یہاں سکھوں کے دور کا آغاز ہوا تو اس کے ساتھ اسلامیان کشمیر کی غلامی کی اس تاریک رات کا آغاز بھی ہو گیا۔ جو ۱۸۴۶ء میں بیعنامہ امرتسر کی صورت میں اہلیان کشمیر کی ڈوگرہ خاندان کے ہاتھوں فروخت کے بعد پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ تاریک تر اور خوفناک تر ہو جاتی ہے۔ سکھوں اور ڈوگروں کی اس غلامی کے دورِ استبداد میں جو ایک صدی سے زیادہ عرصے پر محیط ہے مسلمانان کشمیر پر اس قدر وحشیانہ غیر انسانی مظالم ڈھائے گئے کہ ان کی نظیر ظلم و استبداد کی تاریخ میں بمشکل ہی ملے گی۔ آخر کار یکے بعد دیگرے ریاست میں چند ایسے واقعات رونما ہوئے جنہوں نے خوف اور مایوسی کا شکار اسلامیان کشمیر کو خواب غفلت سے بیدار کر کے ان میں ایک ایسا جذبہ ایمانی اور عزم و حوصلہ پیدا کیا جس کے نتیجے میں ان کے دلوں سے ظالم اور جابر ڈوگرہ حکمرانوں کا ڈر اور خوف مکمل طور پر جاتا رہا اور وہ پوری قوت کے ساتھ اس جابرانہ نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہی تاریخ ساز اور انقلاب آفریں واقعات آگے چل کر تحریک آزادی کشمیر کی حقیقی بنیاد ثابت ہوئے۔

جو واقعات اس تحریک کا نقطہ آغاز بنے ان میں ۲۹ اپریل ۱۹۲۱ء کو جموں میں خطبہ عید کی بندش کا واقعہ شامل ہے۔ اس واقعہ کے متعلق تحریک آزادی کشمیر کے ممتاز راہنما چودھری غلام عباس نے یوں ذکر کیا:-

> ''حقیقت یہ ہے کہ یہ دن مسلمانوں کے لیے یوم نجات کا حکم رکھتا تھا۔ صدیوں کے دبے ہوئے جذبات سمندر کے طوفان کی طرح مسلمانوں کے دلوں میں موجزن ہو گئے۔ ان کی دیوانگی و وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ آج مسلمانوں کو 'آسیب' ہو گیا ہے۔'' ۳۱

۴ جون ۱۹۳۱ء کو جموں کی پولیس لائن میں توہین قرآن کا واقعہ پیش آیا جس سے ریاست کا کوئی کونہ ایسا نہ رہا جہاں حکومت کے خلاف احتجاج کی لہر نہ پہنچی ہو۔ ۳۲

۲۱ جون ۱۹۳۱ء کو خانقاہ معلیٰ کے صحن پاک میں ایک عظیم الشان اجتماع میں ایک نوجوان عبدالقدیر کی پُر جوش تقریر اور اسی تقریر کی پاداش میں اس پر قائم کئے گئے بغاوت کے مقدمہ کی سماعت کے دوران ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء سنٹرل جیل سری نگر میں اذان دیتے ہوئے ۲۲ فرزندان توحید جام شہادت نوش کر گئے۔

دراصل ان واقعات نے تحریک آزادی کشمیر کو پروان چڑھایا۔ گلینسی کمیشن کی شفارشات میں عوامی نمائندوں پر مشتمل حکومت قائم کرنے کے لیے قدم اٹھایا گیا تھا۔ اس موقع پر مسلمانوں نے اپنی جدوجہد جاری رکھنے کے لیے ایک سیاسی جماعت کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا اس

ضرورت کے پیشِ نظر آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا پہلا اجلاس ۱۵، ۱۶، ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو سری نگر میں ہوا۔ ۳ ستمبر ۱۹۳۲ء کے الیکشن میں مسلمانوں کے لیے مختص تمام نشستیں مسلم کانفرنس نے جیت لیں ۔ یہ تاریخ کشمیر کی پہلی اسمبلی تھی ۔ انڈین نیشنل کانگریس کی ریشہ دوانیوں سے شیخ محمد عبداللہ اس کے دامِ فریب میں آگئے ،جنھوں نے نہرو کی ایما پر ۱۰ جون ۱۹۳۹ء کو تحریک آزادی کشمیر کی بانی وعلم بردار جماعت آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کو ختم کر کے کشمیری نیشنلزم اور سیکولرازم کی بنیادوں پر اسے نیشنل کانفرنس میں تبدیل کر دیا۔

اگر چہ جلد ہی بعد یہ عیاں ہو گیا کہ نیشنل کانفرنس تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے بجائے انڈین نیشنل کانگریس کی ہمنوا ہے ۔ اس لیے یکم اکتوبر ۱۹۴۰ء کو منشی محمد دین فوق مؤرخ کشمیر کی صدارت میں مسلم کانفرنس کے ارکان کا اجلاس منعقد ہوا جس میں آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کے احیاء کا فیصلہ کیا گیا۔ [۳۳]

چودھری غلام عباس بھی جلد ہی مسلم کانفرنس میں واپس آگئے ۔لیکن نیشنل کانفرنس کے قیام سے تحریک آزادی کو جو دھچکا لگا اس کی تلافی نہ ہو سکی۔

۱۹۴۴ء میں قائداعظم کشمیر کے دورے پر تشریف لائے ۔ دونوں پارٹیوں کے اتحاد کی کوشش کی گئی مگر کامیاب نہ ہو سکی۔ قائداعظم نے شیخ عبداللہ کو یوں نصیحت فرمائی:-

> ”شیخ عبداللہ میں نے بال دھوپ میں سفید نہیں کیے ہیں میں تمھیں باپ کی طرح
> نصیحت کر رہا ہوں وقت آئے گا تو تم مجھے یاد کرو گے“۔ [۳۴]

مگر وہ کسی طرح بھی ان کے کہنے میں نہ آئے . جس کا خمیازہ مستقبل میں نہ صرف انھیں بلکہ پوری قوم کو بھگتنا پڑا۔ آخر مئی ۱۹۴۶ء میں ”کشمیر چھوڑ دو“ تحریک کی پاداش میں شیخ محمد عبداللہ کو جیل جانا پڑا۔ جنوری ۱۹۴۷ء کے ریاستی اسمبلی کے انتخابات میں مسلم کانفرنس نے ۲۱ میں سے ۱۶ نشستوں پر کامیابی حاصل کر لی۔

تقسیم ہند اور مسئلہ کشمیر

حکومت برطانیہ کے غاصبانہ تسلط کے خاتمہ کے لیے برصغیر کی تحریک آزادی کے کامیابی سے ہمکنار ہونے پر برطانیہ کو ۳ جون ۱۹۴۷ء کو اعلان آزادی ہند کرنا پڑا۔ اس اعلان کے مطابق ہندوستان کو دو آزاد خود مختار مملکتوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ مسلم اکثریت والے علاقوں میں پاکستان کے نام سے الگ آزاد اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا۔ ہندوؤں کی اکثریت والے علاقے ہندوستان میں شامل ہوئے ۔ برطانوی ہند کے علاوہ دیگر چھوٹی بڑی ریاستوں کو جو براہ راست برطانوی کنٹرول میں نہ تھیں، انھیں قانون آزادی ہند کے تحت یہ اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ اپنے مستقبل کا فیصلہ ہندوستان یا پاکستان میں سے جس مملکت کے ساتھ چاہیں الحاق کی صورت میں کر لیں یا خود مختار رہیں ۔ ایسی ریاستوں میں سے ایک ریاست کشمیر بھی تھی ۔ جس پر ڈوگرہ مہاراجہ ہری سنگھ براجمان تھا۔ ریاست کشمیر کی ۸۰ % آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی ۔ جب ۱۷ جولائی ۱۹۴۷ء کو ہاؤس آف لارڈز نے متفقہ طور پر قانون آزادی ہند کو منظور کر لیا تو فوری طور پر ۱۹ جولائی ۱۹۴۷ء کو آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کے ایک اجلاس میں قرارداد الحاق پاکستان منظور کر لی گئی ۔ حیدر آباد اور جونا گڑھ کی ریاستیں جن کے حکمران مسلمان تھے، ان کا الحاق اس بناء پر ہندوستان سے کر دیا گیا کہ ان ریاستوں کی آبادی کی اکثریت غیر مسلم ہے ۔ جبکہ کشمیر میں اس اصول کی نفی کی کوششیں شروع کر دی گئیں کشمیر میں مداخلت کی غرض سے ریڈ کلف

ALLAMA IQBAL
Open University Library
(ACQUISITION SECTION)
Acc. No. 98545
Date 15-02-03

ایوارڈ نے ضلع گورداس پور کی تین تحصیلیں ہندوستان کے حوالے کر کے ریاست کے ہندوستان کے ساتھ الحاق کے لئے راستہ ہموار کر دیا۔ حالانکہ ان علاقوں کی اکثریت مسلم آبادی پر مشتمل تھی۔

اصولی طور پر مذہبی، سیاسی، تہذیبی، ثقافتی، اقتصادی، لسانی اور جغرافیائی ہر لحاظ سے یہاں کے باشندوں کی اکثریت کی منشا کے مطابق ریاست کا الحاق پاکستان کے ساتھ ہونا چاہیے تھا مگر قانون آزادی ہند کے علی الرغم ہندوؤں نے مہاراجہ ہری سنگھ اور برصغیر کے وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے ساتھ ریاست کے ہندوستان کے ساتھ الحاق کی ساز باز شروع کر دی اور ریاست پر قبضہ کی سازش تیار کر لی۔

دوسری جانب ان سازشوں کو بھانپتے ہوئے ریاستی مسلمانوں نے مہاراجہ کے خلاف اپنی آزادی کے لئے علم بغاوت بلند کر دیا۔ محکوم کشمیریوں نے کانگریس کی سازشوں اور ڈوگرہ ظلم کے خلاف بندوق تھام لی۔ غلامی کی چکی میں پسے ہوئے کشمیریوں نے انتہائی بہادری سے مہاراجہ کی فوجوں سے مقابلہ کرنا شروع کر دیا۔ پونچھ میں سابقہ فوجیوں کی خاصی تعداد تھی۔ جن کے پاس ہتھیار بھی تھے۔ مجاہدین کشمیر نے جلد ہی باغ، راولاکوٹ اور پلندری وغیرہ کے علاقے آزاد کرا لیے۔ مظفرآباد میں مجاہدین کا قبائلیوں نے بھرپور ساتھ دے کر ڈوگرہ فوج کو مار بھگایا اور بارہ مولہ تک پہنچ گئے۔ جموں کے ضلع میر پور میں سخت مزاحمت کے باوجود مجاہدین نے اسے آزاد کرا لیا۔ اس طرح آزاد علاقے میں ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ایک آزاد حکومت قائم ہوگئی جو آزاد ریاست جموں وکشمیر کے نام سے موسوم ہوئی۔ مہاراجہ نے جب مجاہدین آزادی کی یلغار کو کامیاب ہوتے دیکھا تو وہ کشمیر سے بھاگ کر جموں چلا گیا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور بھارت کے ہندو حکمرانوں نے ایک سازش کے تحت مہاراجہ ہری سنگھ سے ایک دستاویز پر دستخط کرانے کی کوشش کی۔ اگرچہ اس وقت ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو بھارتی فوجیں اسی بنیاد پر کشمیر میں داخل کی گئیں کہ مہاراجہ نے بھارت سے مدد کی درخواست کی ہے اور کشمیر کا بھارت سے مشروط الحاق کیا گیا ہے۔ لیکن دور جدید کے معروف مغربی مؤرخ الیسر لیمب نے ایسی دستاویز کے وجود کا اپنی کتاب 'لیگیسی آف ٹریجڈی ان کشمیر' میں انکار کیا ہے۔ ۳۵ دراصل بھارت کسی بھی عالمی فورم پر کشمیر کے بھارت سے الحاق کی ایسی کوئی دستاویز آج تک پیش نہیں کر سکا۔

مسئلہ کشمیر اور اقوام متحدہ کا کردار

یکم جنوری ۱۹۴۸ء حکومت ہند نے ایک فریادی کی حیثیت سے مسئلہ کشمیر حل کرانے کے لیے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل سے رجوع کیا۔ حکومت ہند نے اپنی درخواست میں یہ مؤقف اختیار کیا کہ ریاست جموں وکشمیر نے آئینی اور قانونی طور پر ہندوستان سے الحاق کیا ہے اور یہ کہ الحاق کی دستاویزات پر نہ صرف مہاراجہ بلکہ ایک عوامی جماعت کے راہنما شیخ عبداللہ نے بھی دستخط کیے ہیں۔ جبکہ پاکستان کی ایماء پر سرحدی علاقوں سے مسلح قبائل نے ریاست پر شمال مغربی سمت سے حملہ کر دیا۔ لہذا پاکستان سے کہا جائے کہ وہ قبائلیوں کو امداد دینے سے اجتناب کرے۔ ۳۶

پاکستان نے بلا تاخیر سلامتی کونسل میں جوابی تجاویز پیش کر دیں۔ پاکستان کے نمائندے ظفر اللہ خان نے اپنی سہ روزہ تقریر میں کہا کہ ہندوستان نے ریاست جموں وکشمیر پر بزور قوت قبضہ کرنے کے لئے جو کارروائی اپنی مسلح افواج کے ذریعے کی ہے وہ دراصل پاکستان کی نوزائیدہ ریاست کو تباہ و برباد کرنے کا ایک منصوبہ ہے۔ اس نے ریاست میں جو استصواب کرانے کا وعدہ کیا ہے وہ محض ایک فریب ہے۔ خدانخواستہ اگر ریاست پر ہند کا قبضہ مسلط ہو گیا تو یہ اپنے استصواب کے وعدے سے منحرف ہونے میں کوئی عار محسوس نہیں کرے گا۔ پاکستانی مندوب کے یہ خدشات سو فیصد درست ثابت ہوئے۔

ظفر اللہ خان نے مطالبہ کیا کہ ہندوستانی فوجوں اور قبائلیوں کے علاوہ سکھ جتھوں اور راشٹریہ سیوک سنگھ کے رضا کاروں اور دوسرے سارے بیرونی عناصر کو کشمیر سے نکل جانا چاہیے۔ جو وہاں مسلمانوں کی نسل کشی کر رہے ہیں۔

سلامتی کونسل کی پہلی قرارداد

سلامتی کونسل نے فریقین کی سماعت جاری رکھی اور اپنے ۲۲۹ ویں اجلاس میں ایک قرارداد کی رو سے مسئلہ کشمیر کے فوری حل کی ضرورت کو تسلیم کیا گیا۔ اس مسئلہ کو الجھنے سے بچانے کے لیے دونوں حکومتوں کو مناسب ہدایات جاری کی گئیں۔ سلامتی کونسل کی اس قرارداد پر ۱۷ جنوری ۱۹۴۸ء کو رائے شماری ہوئی۔ جس کے نتائج کے مطابق ۹ ممالک انڈونیشیا، بلجیئم، کینیڈا، چین، کولمبیا، فرانس، شام، برطانیہ اور امریکہ نے قرارداد کی حمایت کی۔ جبکہ روس اور یوکرائن نے رائے شماری میں حصہ نہ لیا۔ سلامتی کونسل میں بحث جاری رہی۔ ہندوستان نے اپنی تجاویز میں کشمیر میں فوری جنگ بندی، قبائلیوں کے انخلاء، اپنی فوج میں کمی اور کشمیر میں قومی حکومت قائم کر کے اس کے ذریعے استصواب رائے کے مطالبات پیش کیے۔ تقریباً دو ہفتے کی بحث کے بعد سلامتی کونسل کے صدر نے حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قرارداد کا ایک مسودہ پیش کیا۔ جس میں پاکستان کے موقف کو درست تسلیم کیا گیا تھا۔ قرارداد میں تجویز کیا گیا تھا کہ:-

۱۔ کشمیر سے ساری بیرونی فوجیں نکل جائیں۔

۲۔ ایک غیر جانبدارانہ انتظامیہ قائم کی جائے۔

۳۔ اقوام متحدہ کی زیر نگرانی استصواب کروایا جائے۔ ۳۷

امریکہ اور برطانیہ نے اس قرارداد کی پُر زور حمایت کی۔ روس سے بھی مثبت رویہ کی توقع تھی۔ مگر رائے شماری سے پہلے ہی ہندوستان کے مندوب آہنگر کی درخواست پر سلامتی کونسل کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ جس سے موقع پا کر ہندوستان نے برطانوی سامراج سے ساز باز کر لی۔ جو ۸ فروری کے موقف سے منحرف ہو گیا۔

کمیشن کا تقرر

۸ مارچ ۱۹۴۸ء کو سلامتی کونسل کا اجلاس پھر شروع ہوا۔ کئی ہفتوں کے مشوروں کے بعد ۲۱ اپریل ۱۹۴۸ء کو قرارداد نمبر ۴۷ سلامتی کونسل کے ۲۸۶ ویں اجلاس میں پیش کی گئی۔ جس میں کشمیریوں کے حق رائے دہی کو تسلیم کیا گیا اور کہا گیا کہ پانچ رکنی کمیشن کا تقرر کیا جائیگا جو فریقین کے مشورے اور رضامندی سے کشمیر کے عوام کی آزادانہ رائے شماری کا اہتمام کرے۔ اس قرارداد میں حکومت پاکستان کو کشمیر سے قبائلیوں اور پاکستانی شہریوں کی واپسی کا بندوبست کرنے اور ہندوستان کو مناسب فوج وہاں تعینات رکھنے کے لئے کہا گیا۔

اقوام متحدہ کا پانچ رکنی کمیشن ۲ جولائی ۱۹۴۸ء کو برصغیر میں پہنچا۔ یہ کمیشن ارجنٹینا، بلجیئم، چیکوسلواکیہ اور امریکہ کے پانچ ارکان پر مشتمل تھا۔ کمیشن نے تقریباً چار ہفتے تک دونوں حکومتوں کے متضاد نظریات و خیالات کی سماعت کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ براہ راست گفت و شنید کار لاحاصل ہے۔ چنانچہ اقوام متحدہ کے کمیشن برائے ہندو پاکستان نے ایک قرارداد پیش کی۔ یہ قرارداد ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کو منظور ہوئی۔ اس قرارداد کے حصہ اول میں ''اعلان متارکہ جنگ'' حصہ دوم میں ''معاہدہ التواء جنگ'' اور حصہ سوم میں حکومت پاکستان اور حکومت ہند کی اس خواہش کی از سر نو توثیق کی گئی کہ ریاست جموں و کشمیر کی آئندہ حیثیت کا فیصلہ عوام الناس کی مرضی کے مطابق کیا جائے۔ اس قرارداد کی رو سے دونوں حکومتوں نے

جنگ بندی، فوجی مبصروں کے تقرر، پاکستانی افواج کے مکمل انخلاء اور ہندوستانی افواج کے جزوی انخلاء سے اتفاق کیا۔ کمیشن کے ارکان ۲۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو جنیوا روانہ ہوگئے اور اپنی ناکامی کی رپورٹ تحریر کی۔

اقوام متحدہ نے اس مسئلہ کے حل کی کوشش جاری رکھی۔ کشمیر میں رائے شماری کرانے اور اس مسئلہ کے حل کرنے کے لیے ناظم استصواب رائے کے منصب کے لیے امیر البحر چیسٹر ڈبلیو نمٹز (Chester W. Nimitz) کی نامزدگی ہوئی۔ مسئلہ کے حل کے لئے مناسب تجاویز پیش کرنے کے لیے سلامتی کونسل کے صدر کینیڈا کے نمائندے جنرل اے۔ جی۔ ایل میکناٹن (A.G.L. Mcnaughton) کی تقرری کی گئی۔ ۱۴ مارچ ۱۹۵۰ء کو سلامتی کونسل نے معروف قانون دان اور آسٹریلیا ہائیکورٹ کے جج سر اوون ڈکسن کو اپنا نمائندہ مقرر کیا۔ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری نے اپریل ۱۹۵۱ء میں ایک امریکی سینیٹر ڈاکٹر فرینک پی گراہم (Frank P. Graham) کو نیا نمائندہ مقرر کیا۔

۱۴ فروری ۱۹۵۷ء کو ایک قرارداد کے ذریعے سلامتی کونسل کے صدر گنار یارنگ سے درخواست کی گئی کہ وہ سلامتی کونسل اور اقوام متحدہ کے کمیشن کی قراردادوں کی روشنی میں ہندوستان اور پاکستان کی تجاویز کا جائزہ لے کر بتائے کہ اس تنازعہ کے تصفیہ کے لئے فوجوں کے انخلاء اور دوسری شرائط پوری کرنے کی غرض سے کیا کارروائی ہونی چاہیے۔ ۲ دسمبر ۱۹۵۷ء کو ایک قرارداد کے ذریعے دوبارہ ڈاکٹر گراہم سے کہا گیا کہ وہ اس مسئلہ کے تصفیہ کی کوشش کرے۔

اقوام متحدہ کے مقرر کردہ ان تمام کمیشنوں، نمائندوں اور ثالثوں کو ہندوستان کے منفی رویہ کی وجہ سے اس مسئلہ کو حل کرنے میں کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ ہندوستان نے ہمیشہ مثبت تجاویز کو مسترد کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر پر اپنے غاصبانہ قبضہ کو برقرار رکھنے کے لیے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا۔

دراصل مسئلہ کشمیر کا حل اقوام متحدہ کے چارٹر کی روشنی میں کشمیریوں کے حق رائے دہی کی بنیاد پر ہونا تھا جس کا وعدہ ہندوستانی و پاکستانی قیادت اور اقوام متحدہ نے کشمیریوں سے کر رکھا تھا۔ بھارت کے منافقانہ رویہ اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تا حال یہ مسئلہ متنازعہ چلا آرہا ہے۔ اس مسئلہ کے حل کے لیے پاکستانی قیادت نے سخت سے سخت تر شرائط جن میں کشمیر سے پاکستانی افواج کے انخلاء کی شرط کا تسلیم کرنا بھی شامل ہے، ہر قسم کی بین الاقوامی تجاویز کو منظور کرلیا۔ جب کہ بھارت نے ہمیشہ ہر جائز تجویز کو بھی مسترد کردیا۔ بھارت نے ہر لحاظ سے کشمیر پر اپنا غاصبانہ تسلط قائم رکھنے کا پکا عزم کر رکھا ہے۔ بھارت کی اس ہٹ دھرمی کے باوجود اقوام متحدہ بھارت کے خلاف کوئی موثر قدم نہ اٹھا سکا اور محض خاموش تماشائی بنا رہا۔

ہندوستان کا موقف ہمیشہ ضد، ہٹ دھرمی اور بے اصولی پر مبنی رہا۔ پریم ناتھ بزاز کے الفاظ میں:-

> "طاقت آزما سیاست نے، اقوام متحدہ کو ہٹ دھرم اور ضدی فریق کے خلاف کوئی موثر قدم اٹھانے کے لیے بے دست و پا کر رکھا ہے۔" ۳۸

(iv-الف) تحریک حریت کی نئی لہر

اسلامیانِ کشمیر ایک عرصہ تک اقوام متحدہ سے یہ امید وابستہ کئے بیٹھے رہے کہ سلامتی کونسل کی منظور کردہ قراردادوں کی روشنی میں ان کو استصواب رائے کا حق دے دیا جائیگا۔ جس کا وعدہ بھارت نے اقوام عالم کے سامنے کر رکھا تھا۔ مگر کشمیر پر اپنا ناجائز قبضہ مستحکم کرنے کے بعد بھارت اپنے اس وعدے سے منحرف ہو گیا۔ اقوام متحدہ بھی اپنی منظور کردہ قراردادوں پر عمل درآمد کرانے میں ناکام ہو گیا۔ پاکستان جو کشمیریوں کی نمائندگی کا کردار ادا کر رہا تھا وہ بھی بھارت سے کشمیریوں کو استصواب رائے کا حق دلانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے باعث ۱۰ جنوری ۱۹۶۶ء کو معاہدہ تاشقند اور ۱۹۷۱ء کی جنگ کے باعث ۲ جولائی ۱۹۷۲ء کو طے پانے والے معاہدات نے مسئلہ کشمیر کو سرد خانے کی نظر کر دیا۔ شیخ عبداللہ کے انجام سے بھی کشمیریوں نے اب سبق سیکھ لیا تھا۔ اقوام متحدہ کی خاموشی، آزادی پسند ممالک اور انسانی حقوق کے علمبردار ممالک و تنظیموں کی مصلحت پسندی اور مسلم امہ کی بے حسی نے جب نصف صدی تک آزادی کشمیر کے لیے عملی طور پر کوئی کردار ادا نہ کیا تو پھر مجاہدین کشمیر نے ''تخت آزادی'' یا ''شہادت'' کا دو نکاتی نصب العین وضع کر کے جہاد عظیم کا علم بلند کیا۔ ۳۹

اسلامیان کشمیر اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ آزادی قراردادوں اور تقریروں سے نہیں ملتی بلکہ آزادی خون مانگتی ہے اور پھر یہ کہ کشمیریوں کو اپنی آزادی کی جنگ خود لڑنا ہوگی۔

> ''اصل میں جب کسی قوم کو غلامی میں ایک طویل مدت گزر جائے تو قانون فطرت کے مطابق اس میں جذبہ آزادی بیدار ہونا شروع ہو جاتا ہے''۔ ۴۰

تاریخ کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ جب حاکم کا ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تب مظلوم محکوم اپنے خون کی جنگ شروع کر دیتا ہے۔ کشمیر میں جب معاشرتی ناانصافیاں، معاشی ناہمواریاں اور سیاسی جبر و استبداد انتہا پر پہنچ گئے تو آزادی کی تحریک میں جوش آ گیا۔ کشمیر میں سرفروشوں کے گروہ تیار ہونے لگے۔ ان کے سامنے چین، الجزائر، ویتنام اور کیوبا کی مثالیں بھی تھیں۔ کشمیری حریت پسند تنظیمیں جو آزادی اور استصواب رائے کے لیے کوشاں تھیں انھوں نے ۱۹۸۸ء تک اپنا سرگرم کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔ کئی ایک جہادی تنظیموں کا قیام عمل میں آ گیا۔ جنہوں نے بعد میں ''متحدہ جہاد کونسل'' بنالی۔ ان تنظیموں میں حزب المجاہدین، جمعیت المجاہدین، حرکت المجاہدین، تحریک المجاہدین، البرق مجاہدین، العمر مجاہدین، مسلم جانباز فورس، الفتح فورس، لشکر طیبہ، تحریک جہاد، حرکتہ الجہاد الاسلامی، حزب الجہاد، حزب المومنین، البدر، لبریشن فرنٹ اور اسلامک فرنٹ شامل ہیں۔ ان سب جہادی قوتوں نے کبھی انفرادی اور کبھی اجتماعی کارروائیاں شروع کر دیں۔

مارچ ۱۹۹۳ء میں سیاسی، سماجی اور مذہبی تنظیموں کی ایک بالادست تنظیم آل پارٹیز حریت کانفرنس معرض وجود میں آئی۔ اس میں جماعت اسلامی، جموں و کشمیر لبریشن فرنٹ، مسلم کانفرنس، عوامی ایکشن کمیٹی، اتحاد المسلمین، پیپلز کانفرنس اور پیپلز لیگ شامل ہیں۔ ''آل پارٹیز حریت کانفرنس'' نے سیاسی محاذ پر اہم کردار ادا کرتے ہوئے بہت کامیابیاں حاصل کیں۔ اس کے قیام سے جہادی تنظیموں کی بہت حوصلہ افزائی ہوئی۔ افغانستان میں جہادی تنظیموں نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیتے ہوئے روس جیسی سپر پاور کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ آزادی کشمیر کے لیے مصروف جہادی تنظیموں کے لیے جہاد افغانستان کی کامیابی نے مہمیز کا کام کیا۔ پورے جموں و کشمیر کی آبادی کی عظیم اکثریت ہندوستان کے خلاف

اٹھ کھڑی ہوگئی اور صاف صاف اعلان کر دیا کہ کشمیر سے بھارتی قابض افواج نکل جائیں ۔ کشمیریوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے ۔ جوں جوں بھارتی مظالم بڑھتے گئے تحریک آزادی زور پکڑتی گئی ۔

جموں وکشمیر میں بھارتی مظالم

بھارت نے تحریک آزادی کو اپنی پوری قوت سے دبانے کی بھرپور کوشش شروع کردی ۔ اور اپنے سارے وسائل کشمیر میں تحریک آزادی کو دبانے کے لئے جھونک دیئے ۔ کشمیر میں اسلحے کے انبار لگا دیئے گئے ۔ لگ بھگ سات لاکھ فوج کشمیر میں داخل کر دی گئی ۔ بھارتی فورسز کے مقابلے میں مجاہدین آزادی کا تناسب ایک فیصد سے بھی کم ہے ۔ ان بھارتی فورسز نے کشمیر میں ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے ۔ بھارت نے کشمیریوں کا حق خود اختیاری غصب کرنے ، انھیں آزادی کی نعمت سے محروم رکھنے اور ہمیشہ کشمیریوں کو غلام بنائے رکھنے کے لیے وہ ظالمانہ حربے استعمال کیے جن کو دیکھ کر انسانیت چیخ اٹھتی ہے ۔ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی بدترین خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں ۔ گزشتہ ۱۲ سالہ تحریک آزادی میں ۷۰ ہزار سے زائد لوگ شہید ہو چکے ہیں ۔ تقریباً ایک لاکھ کشمیری شدید زخمی ہوئے ۔ ریاست میں ۴۲ ہزار بچے یتیم ہو چکے ہیں ۔ ۱۰ ہزار خواتین بیوہ ہوگئی ہیں ۔ ۳۰ ہزار دکانوں اور گھروں کو بھارتی فوجیوں نے جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا ڈالا ۔ ۱۷ ہزار سے زائد عفت مآب مسلمان خواتین کی آبروریزی کی گئی ۔ ۸ ہزار سے زائد معصوم ننھے بچے آگ میں جلا دیئے گئے ۔ ۹ ہزار سے زائد لوگ لاپتہ ہو گئے ۔ ۲۷ نومبر ۱۹۹۳ء کو سوپور کے قصبہ آرام پورہ میں بھارتی درندوں نے خون کی ہولی کھیل کر ۱۵۰ افراد کو بے دردی سے شہید کر دیا ۔ مساجد کی شہادت ، درگاہوں کی بے حرمتی اور درگاہ حضرت بل کے طویل محاصرے اور موئے مبارک کی چوری کے شرمناک واقعات برپا کر کے کشمیریوں کے ملی اور مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کی ناپاک سازشیں کی گئیں ۔ جنوری ۲۰۰۰ء میں عیدالفطر کے موقع پر پٹن کے پورے قصبہ کو جلا کر مسلمانوں کا تقریباً ۱۰ کروڑ کا نقصان کر دیا گیا ۔ اسی طرح کئی دوسرے مقامات پر بھی پورے پورے گاؤں جلا کر خاکستر کر دیئے گئے ۔ مقبوضہ کشمیر آئے روز بھارتی مظالم کے خلاف سراپا احتجاج رہتا ہے ۔ اجتماع اور ہڑتالوں کا سلسلہ روزمرہ کا معمول بن چکا ہے ۔ آل پارٹیز حریت کانفرنس کی قیادت کو جیلوں میں ٹھونس کر غیر انسانی سلوک روا رکھا جاتا ہے ۔ کشمیر میں بھارت سرعام جنگی جرائم کا ارتکاب کرتا ہے ۔ مگر عالمی ضمیر خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہا ہے ۔ بھارتی افواج نے کشمیر میں ظلم کی انتہا کر دی ہے ۔ شدید سردی میں مردوں ، عورتوں ، بچوں ، بوڑھوں کو گھروں سے باہر نکال کر شناخت پریڈ کی جاتی ہے ۔ خانہ تلاشیوں کے دوران گھروں میں لوٹ مار کی جاتی ہے ۔ کھڑی فصلوں اور باغات کو نذر آتش کر دیا جاتا ہے ۔ مساجد اور خانقاہوں کو آگ لگا دی جاتی ہے ۔ بھارت نے کشمیریوں پر ظلم کا کوئی طریقہ آزمائے بغیر نہیں چھوڑا ۔ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کے کارکنوں کو بھی قتل کیا جا رہا ہے ۔ مقبوضہ وادی میں کسی کی جان ، عزت و آبرو اور مال کچھ بھی محفوظ نہیں ۔ عالمی میڈیا مثلاً سی این این ، واشنگٹن پوسٹ ، بی بی سی ، وائس آف امریکہ ، وائس آف جرمنی ، ایشیا ویک ، نیوز ویک اور ٹائمز وغیرہ نے کھل کر اظہار کیا کہ بھارت نے جنت نظیر کشمیر کو جہنم زار بنا دیا ہے ۔

عالمی میڈیا نے ظلم کے نہایت دلخراش واقعات بھی رپورٹ کئے ہیں ۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل ، ہیومن رائٹس واچ اور انسانی حقوق کی دیگر کئی تنظیموں نے اپنی اپنی رپورٹوں میں بھارتی فورسز انٹیروگیشن سینٹروں میں تشدد کے جو ہولناک طریقے اختیار کرتی ہیں ان کو آشکار کیا ہے ۔

انٹیروگیشن سینٹروں میں غیر انسانی تشدد کیا جاتا ہے ۔ عقوبت خانوں میں ہزاروں نوجوانوں کو شرمناک واذیت ناک عمل سے گزار کر موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے ۔ یا پھر اپاہج بنا دیا جاتا ہے ۔

مقبوضہ کشمیر میں اس وقت تقریباً ۱۱۴۸ ٹارچر سیل قائم ہیں۔ جہاں لوگوں کو اذیت ناک طریقوں سے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ریاست کے تمام پولیس تھانے تشدد گاہوں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔

مقبوضہ ریاست جموں و کشمیر میں پبلک سیفٹی ایکٹ، ڈسٹرب ایریا ایکٹ اور آرمڈ فورسز سپیشل پاور ایکٹ کی وجہ سے شہری آزادیاں مکمل طور پر ختم ہو گئی ہیں۔ عدالتوں کے فیصلوں پر عمل نہ کرنے کے باعث عدالتی نظام مکمل طور پر تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔

ٹارچر سیلوں اور تفتیشی مراکز میں حواس سوز اور حوصلہ شکن طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ پلاس سے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے ناخن نوچ لیے جاتے ہیں۔ جسموں کو سلگتے ہوئے سگریٹوں سے داغا جاتا ہے۔ ہتھوڑے سے جسم کی ہڈیاں توڑی جاتی ہیں۔ جب انسان تڑپتا ہے تو وحشی قہقہے لگاتے ہیں۔ کرسی پر بٹھا کر ہاتھ کرسی کی پشت پر باندھ دیئے جاتے ہیں تاکہ معمولی سی حرکت بھی نہ ہو سکے۔ ایسے میں کتے چھوڑ دیئے جاتے ہیں جو جسم کا گوشت نوچ نوچ کر ہڈیاں ننگی کر دیتے ہیں۔ کبھی تیز روشنی کا بلب جلا کر اس کی تیز روشنی آنکھوں میں ڈالی جاتی ہے۔ اور جب آنکھیں بند کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو گلاسوں سے منہ پر پوری طاقت سے پانی پھینکا جاتا ہے۔ آگ میں سرخ کی ہوئی سلاخوں سے جسم کے نازک مقامات داغے جاتے ہیں۔ سیروں پانی پلا کر پیشاب نہیں کرنے دیا جاتا۔ کم تیز چاقو سے جسم کا تھوڑا تھوڑا گوشت کاٹ کر تڑپایا جاتا ہے۔ پاؤں اور ہاتھوں میں مونج کی رسی کس کر باندھ دی جاتی ہے پھر اس پر پانی ڈالا جاتا ہے جس سے وہ آہستہ آہستہ سکڑنے لگتی ہے اور بالآخر ٹانگوں، کلائیوں اور بازوؤں کے گوشت میں پیوست ہو جاتی ہے۔ ہڈیوں میں ورمے کے ساتھ سوراخ کر کے مونج کی رسی ڈال کر لٹکا دی جاتی ہے۔ [۱۶]

اکثر نوجوان ان خوفناک ترین سزاؤں کے دوران دم توڑ دیتے ہیں۔ اس صورت میں ان کی لاش کو کسی ویرانے میں پھینک دیا جاتا ہے۔ جہاں انھیں بھیڑیے، کتے اور گیدڑ کھا جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ ناقابل بیان ظلم بھی تفتیش کے نام پر کیے جاتے ہیں۔ جن کی رپورٹیں انسانی حقوق کے ادارے شائع کرتے رہتے ہیں۔ ایسی رپورٹیں چند بھارتی حقیقت پسندوں نے بھی شائع کی ہیں۔ مگر بھارت کا سر شرم سے جھکا نہ عالمی ضمیر بیدار ہوا۔

بھارت نے مجاہدین آزادی کو کچلنے کے لیے جتنے بھی حربے استعمال کیے ان کا نتیجہ تحریک آزادی میں تیزی کی صورت میں برآمد ہوا۔

بھارتی فورسز کی ناکامی

بھارت نے کشمیر میں قتل و غارت اور وحشیانہ تشدد کا بازار اس لئے گرم کر رکھا ہے کہ کشمیری دب کر رہ جائیں۔ وہ اپنی آزادی اور اپنے حق خود اختیاری سے دستبردار ہو کر بھارتی ظلم کو اپنا مقدر سمجھ کر خاموش ہو کر بیٹھ جائیں۔ مگر بھارتی مسلح غنڈوں کا ہر ظلم آزادی پسندوں کے لیے مہمیز کا کام کرتا ہے۔ اُن کی جدوجہدِ آزادی میں روز بروز شدت آتی جا رہی ہے۔ کشمیری مجاہدین بے سرو سامانی کے عالم میں جذبہ جہاد کے بل بوتے پر بھارتی مسلح فورسز کو کشمیر سے نکالنے کے لیے روزانہ کامیاب کارروائیاں کرتے ہیں۔ ان کارروائیوں میں بھارتی فورسز کو کشمیریوں کی نسبت کئی گنا زیادہ جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس طرح سات لاکھ سے زائد حرب و ضرب سے لیس مسلح افواج کو مٹھی بھر نہتے مجاہدین آزادی نے بے بس کر رکھا ہے۔ اس کی واضح مثال ۱۹۹۹ء کے دوران کشمیر میں کارگل کی چوٹیوں پر مجاہدین کا قبضہ ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ کارگل کی چوٹیوں پر قبضہ کا بھارتی فورسز کو علم تک نہ ہو سکا۔ جب انھیں اپنی کمزوری اور مجاہدین کی کامیابی کا علم ہوا تو وہ سیخ پا ہو گئے۔ مجاہدین کے اس ۲۲ ہزار فٹ بلند چوٹی پر قبضہ سے زوجیلا پاس ان کی زد میں آ گیا۔ بھارت کو نہ صرف کارگل لداخ بلکہ سیاچن کو بھی سپلائی پہنچانے میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ جس سے یہ

علاقے خالی کرنا بھارت کی مجبوری بن گئی۔

کارگل کی چوٹیوں پر قابض مجاہدین جن کی تعداد سینکڑوں میں تھی بھارت نے ان کے خلاف اپنی چھ ڈویژن فوج لگادی۔ مگر بھارت کی اعلیٰ ترین فوجی مشینری اس معرکہ میں بے بس اور لاچار لگ رہی تھی۔ یہی نہیں بلکہ بھارت نے ائیر فورس سمیت اپنی پوری فوجی قوت جنگ میں جھونک دی۔ لیکن وہ مجاہدین سے کارگل کی چوٹیاں خالی کرانے میں بُری طرح ناکام ہوکر رہ گیا۔ بھارتی فوجیوں کی لاشوں پر لاشیں گرتی تھیں۔ کارگل کی چوٹیوں پر بھارت نے گولہ بارود کی آگ برسائی مگر مجاہدین کارگل آہنی عزم کے ساتھ اپنی پوزیشنوں پر ڈٹے رہے۔ جب بھارتی چھ ڈویژن فوج مٹھی بھر مجاہدین کو کارگل کی چوٹیوں سے نکالنے میں بُری طرح ناکام ہوگئی تو بھارتی حکومت نے حکومتِ پاکستان پر مختلف طریقوں سے دباؤ ڈالنے کی کوششیں شروع کردیں۔ پاکستان پر حملہ کی دھمکی دی گئی۔ بالآخر یہود و ہنود اکٹھے ہوگے۔ امریکی صدر بل کلنٹن نے وزیر اعظم پاکستان پر زور دیا کہ وہ کارگل کی چوٹیوں سے مجاہدین کو نکال لے۔ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور امریکی صدر بل کلنٹن کے درمیان واشنگٹن میں مذاکرات کے بعد ۵ جولائی ۱۹۹۹ء کو اعلانِ واشنگٹن جاری ہوا۔ صدر بل کلنٹن نے مسئلہ کشمیر میں ذاتی دلچسپی لے کر اس کو حل کرانے کی یقین دہانی کرائی۔ اس وعدہ پر وزیر اعظم پاکستان نے مجاہدین کارگل سے اپیل کی کہ وہ کارگل کی چوٹیاں خالی کردیں۔ اس اپیل پر مجاہدین اپنے زیر قبضہ چوٹیوں سے نکلنے پر مجبور ہوگے اور کارگل کی چوٹیاں خالی کردیں۔ جب بھارت کارگل میں جان کی بازی ہار رہا تھا تو امریکہ نے اسے بچالیا۔

کارگل کی چوٹیاں خالی کرنے کے بعد مجاہدین نے اپنی حکمتِ عملی میں واضح تبدیلی کرلی۔ انھوں نے فدائی گروپ تشکیل دے دیئے جو دشمن کے ہیڈ کوارٹروں میں بلاخوف و خطر داخل ہوکر کارروائیاں کرنے لگے۔ ان کارروائیوں میں مجاہدین نے اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کا جانی و مالی نقصان کرنا شروع کردیا۔ جس سے دشمن حیرت زدہ ہوکر رہ گیا۔ اس کا اظہار مقبوضہ کشمیر کے ڈی۔ آئی۔ جی راجندرا کمار نے بھارت کے معروف ہفت روزہ جریدے ''انڈیا ٹوڈے'' سے گفتگو کرتے ہوئے یوں کیا:-

> ''کچھ عرصہ پہلے تک ہم مجاہدین کو تلاش کرنے جنگلوں میں جاتے تھے لیکن اب یہی مجاہدین ہمیں تلاش کرتے ہوئے ہماری ہی چھاؤنیوں میں آگھستے ہیں اور ہمارا شدید نقصان کرنے کے بعد اپنی جانیں بھی قربان کردیتے ہیں۔'' ۴۲

مجاہدین کشمیر کی یہ کارروائیاں اب شدت سے جاری ہیں۔ جب کہ بھارتی حکومت کشمیر میں بالخصوص لائن آف کنٹرول پر اپنی افواج میں مسلسل اضافہ کر رہی ہے۔ گولہ بارود کے انبار لگائے جا رہے ہیں اور کیمیائی ہتھیار نصب کیے جا رہے ہیں۔ بھارت کنٹرول لائن پر غیر اعلانیہ جنگ جاری رکھے ہوئے ہے۔ آزاد کشمیر کے سرحدی دیہات ہر وقت بھارتی فائرنگ اور گولہ باری کی زد میں رہتے ہیں۔

بھارتی نقصانات

مجاہدین نے ہر شعبہ میں بھارتی افواج پر اپنی برتری ثابت کی ہے۔ بھارت کے جاسوسی نیٹ ورک کو مجاہدین نے تباہ کرکے انھیں پریشان کردیا۔ جب کہ مجاہدین کے ٹھکانوں اور سرگرمیوں کے بارے میں انھیں معلومات حاصل نہیں ہو پاتیں۔

مجاہدین کی نمایاں کامیابی یہ ہے کہ انھوں نے سات لاکھ سے زیادہ بھارتی فورسز کو مسلسل مصروف رکھا ہوا ہے۔ جس سے بھارت پر اخراجات کا بوجھ مسلسل بڑھ رہا ہے۔ ۱۹۹۸ء تک بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں چھ کھرب پینتالیس ارب روپے خرچ کیے۔

مجاہدین کی کارروائیوں بالخصوص واقعہ کارگل کے بعد فدائی دستوں کی کارروائیوں سے بھارتی فوج انتہائی خوفزدہ ہے۔ جہادی تنظیموں کے فدائی دستے اپنی جانوں کی پرواہ کیے بغیر دشمن کے ہیڈ کوارٹروں میں گھس جاتے ہیں اور دشمن کا اپنے سے کئی گنا زیادہ جانی و مالی نقصان کر جاتے ہیں۔ جس سے بھارتی فورسز حیرت زدہ اور سخت الجھن کا شکار ہو کر رہ گئی ہیں۔ ۱۹۹۹ء کے دوران بھارت کے ماہر نفسیات ڈاکٹر دی شرما نے مقبوضہ کشمیر کا دورہ کرنے کے بعد اپنی رپورٹ میں بتایا کہ :-

''۴۵% بھارتی فوجی نفسیاتی اور ذہنی مریض بن چکے ہیں۔'' ۴۳ے

مختلف سروے رپورٹوں کے مطابق ساڑھے پانچ سو سے زیادہ فوجی خودکشی یا ایک دوسرے کو قتل کر چکے ہیں۔ پرکشش مراعات کے باوجود مجاہدین کے خوف سے بھارتی فوج میں افسران کی تیرہ ہزار سے زائد خالی اسامیوں پر کوئی بھرتی ہونے کو تیار نہیں۔ اس بات کا اظہار بھارتی وزیر دفاع نے پارلیمنٹ میں کیا۔ ''کشمیر ٹائمز'' کی ۱۷ جولائی ۱۹۹۸ء کی رپورٹ کے مطابق دس ہزار سے زیادہ فوجی ہلاک ہو چکے ہیں اور اگر ۱۹۹۸ء و ۱۹۹۹ء کو بھی شامل کر لیں تو یہ تعداد ۱۶ ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ ۴۴ے حالانکہ مجاہدین کے بارے میں بھارتی اعداد و شمار کے مطابق مقبوضہ کشمیر میں ایک مجاہد کے مقابلے میں ۲۵۰ تا ۳۰۰ بھارتی فوجی ہیں۔ دنیا میں یہ تناسب کہیں نہیں ہے۔

اس طرح مٹھی بھر مجاہدین سامانِ حرب وضرب سے خالی، بھوکے پیاسے، سرد اور یخ بستہ راتوں میں اتنی بڑی فوجی مشینری کو آہنی عزم کے ساتھ بے بس کیے ہوئے ہیں۔

بھارت کشمیر پر غاصبانہ قبضہ برقرار رکھنے کے لیے اس وقت صرف دفاع پر پاکستان کے کل بجٹ کے برابر خرچ کر رہا ہے۔ کشمیر میں بھارت کے یومیہ اخراجات ساڑھے چھ کروڑ، ماہانہ اخراجات ۱۹۵ کروڑ اور سالانہ اخراجات ۲۳ ارب ۴۰ کروڑ ہیں۔ جب کہ کارگل کی لڑائی میں روزانہ ۲۵ کروڑ کے حساب سے ۲۱ دنوں کے دوران ۵ ارب ۲۵ کروڑ خرچ ہوئے۔ کارگل کی ۴۶ پوسٹوں پر قبضہ برقرار رکھنے کے لیے اسے مزید ۳ کروڑ روپے روزانہ خرچ کرنا ہوں گے۔ ۴۵ے

مجاہدین کی کارروائیوں سے بھارتی افواج کے افسران سمیت لگ بھگ ایک لاکھ فوجی مارے جا چکے ہیں۔ پھر بھی بھارتی حکومت کشمیر پر اپنا قبضہ ختم نہیں کرتی۔ ۴۶ے

مجاہدین کے مقابلے میں بھارتی افواج اور سکیورٹی فورسز کا مورال اس قدر گر چکا ہے کہ فوجی اپنی یونٹوں سے راہِ فرار اختیار کرنے لگے ہیں۔ بھارتی فوجیوں کی حواس باختگی کا یہ عالم ہے کہ بعض حالات میں تنگ آ کر خودکشی کر لیتے ہیں یا اپنے ساتھی افسروں پر فائر کھول دیتے ہیں۔

بھارتی مظالم کے اعداد وشمار

''کشمیر ٹوڈے'' کے مطابق جولائی ۱۹۸۸ء تا دسمبر ۱۹۹۹ء مقبوضہ کشمیر میں دہشت گرد بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں کی گئیں اموات، گرفتاریوں، آتش زنی اور مسلم خواتین کی اجتماعی آبروریزی کا سالانہ گوشوارہ حسبِ ذیل ہے:-

SN	تفصیل	۱۹۸۸ء	۱۹۸۹ء	۱۹۹۰ء	۱۹۹۱ء	۱۹۹۲ء	۱۹۹۳ء	۱۹۹۴ء	۱۹۹۵ء	۱۹۹۶ء	۱۹۹۷ء	۱۹۹۸ء	۱۹۹۹ء	میزان
۱	مجاہدین شہید ہوئے	۸۹	۷۷۱	۹۷۱	۱۲۸۸	۱۱۵۳	۱۱۰۳	۱۶۹۶	۱۲۹۸	۱۲۳۶	۱۱۶۲	۱۰۶۲	۱۱۸۱	۱۳۰۱۰
۲	مجاہدین زخمی ہوئے	۱۱۳	۳۲۳	۲۵۱	۱۲۶	۹۰۰	۱۲۳۴	۱۱۶۹	۱۲۸۸	۲۴۵۵	۱۵۶۶	۲۵۳	۱۲۳	۹۸۰۱
۳	مجاہدین گرفتار ہوئے	۳۵۱	۴۲۳	۵۲۱	۹۱۵	۲۰۸۱	۱۵۴۲	۱۹۰۲	۱۲۰۹	۱۴۷۶	۹۱۳	۲۶۰	۲۲۷	۱۱۸۲۰
۴	شہری شہید ہوئے	۳۲۱	۳۲۳۳	۴۴۰۸	۷۸۹۱	۹۹۴۸	۹۱۷۶	۴۲۰۶	۱۴۳۴	۲۱۸۶	۱۴۹۳	۷۲۲	۷۰۳	۴۵۷۲۱
۵	شہری زخمی ہوئے	۴۶۰۹	۷۹۰۰	۱۱۲۷۰	۱۳۹۰۰	۱۶۶۹۱	۱۶۳۰۶	۶۴۴۱	۲۸۷۷	۵۲۰۰	۲۷۹۹	۶۲۶	۷۰۷	۸۹۳۲۶
۶	شہری گرفتار ہوئے	۵۵۷۰	۹۴۱۹	۹۲۰۹	۱۰۸۳۶	۱۰۲۰۹	۱۳۴۱۸	۱۰۰۲۵	۳۴۰۷	۴۲۶۶	۲۵۸۵	۱۰۸۷	۴۰۶	۸۰۴۳۷
۷	بھارتی فوجیوں نے رہائشی مکان جلائے	۲۳۹۱	۴۹۷۲	۵۱۹۵	۱۵۶۳	۱۰۱۷	۲۶۷۵	۱۴۶۶	۳۱۷۳	۱۶۳۹	۱۲۹۰	۷۷۱	۸۲۷	۲۶۹۷۹
۸	بھارتی فوجیوں نے مسلم خواتین کی بے حرمتی کی	۵۶۳	۷۲۳	۱۰۸۷	۱۳۸۰	۱۲۴۷	۲۰۱۰	۱۸۱۵	۱۹۷۶	۲۲۸۷	۲۰۶۶	۱۰۸۴	۸۸۴	۱۷۱۲۲
۹	آزاد کشمیر کے شہری جو جنگ بندی لائن کے اس پار بھارتی فائرنگ سے شہید ہوئے	۹	۱۷	۲۰	۱۵	۵	۵۴	۷۱	۳۹	۷۱	۷۰	۱۶۸	۲۲۵	۷۶۴
۱۰	آزاد کشمیر کے شہری جو زخمی ہوئے	۴۳	۵۶	۱۵	۲۰	۱۹	۱۱۱	۱۹۳	۸۷	۲۵۱	۲۳۲	۴۱۲	۳۸۹	۱۸۲۸

۴۷

جذبہ جہاد سے سرشار مجاہدین کے حوصلے ہمالیہ سے بھی بلند ہیں۔ وہ تہیہ کیے ہوئے ہیں کہ:-

توڑ دیں گے بڑھ کے ہر ظلم کی زنجیر کو

چھین لیں گے دستِ ہندوستان سے کشمیر کو

مجاہدین کشمیر کے خون سے آزادیٔ کشمیر کا سورج ضرور طلوع ہوگا اور عنقریب وہ دن آئے گا جب ظلم وجبر کی ساری زنجیریں ٹوٹ جائیں گی۔ (انشاءاللہ)۔

(ب) کشمیر میں اُردو.........ابتداء وارتقاء

کشمیر میں اُردو کی ابتداء کا پس منظر

ریاست جموں وکشمیر کو برصغیر سے بالعموم اور صوبہ جموں کو پنجاب سے بالخصوص علاقائی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی اور لسانی روابط نے کچھ اس مضبوطی سے باہم جوڑ دیا ہے کہ دونوں خطوں میں موجود تہذیبی وتمدنی روایات، رسوم ورواج اور زندگی سے متعلق عمومی رویوں کا ایک دوسرے پر اثر لازمی وفطری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بے شمار عوامل اور لسانی ضرورتوں کے باعث نئی زبان اُردو نے پنجاب میں جنم لیا تو اس کا دائرہ اثر جموں تک پھیلتا چلا گیا۔ یہ الگ بات ہے کہ جموں اور اس کے نواحی علاقے عموماً عہد ماضی میں فوجی کارروائیوں کا مرکز رہے ہیں اور یہاں کے مخصوص حالات کے باعث اس علاقے میں علمی وادبی تحریکوں کو پنپنے کے مواقع کم ملے ہیں یا دیر سے میسر آئے ہیں۔

سکھ شاہی کے خاتمے کے بعد رسوائے زمانہ بیعنامہ امرتسر (۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء) کے ذریعے جب مہاراجہ گلاب سنگھ نے کشمیر انگریزوں سے حاصل کر کے ڈوگرہ راج قائم کیا تو یہاں ریاست کی نئی ہیت تشکیل پذیر ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں باوجود ڈوگرہ ظلم وتعدی کے، جموں کشمیر کے سیاسی وسماجی حالات کسی حد تک تبدیل ہونے لگے۔ دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح یہاں علم وادب کی کچھ روایات بھی قائم ہونے لگیں۔ اس طرح ان اثرات کو جو برصغیر میں اُردو زبان کے ارتقاء کی روشنی میں ڈوگرہ راج سے قبل ریاست جموں وکشمیر پر پڑے تھے انھیں پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ ریاست پر ڈوگرہ اقتدار کے آغاز کے وقت سرکاری اور دفتری زبان فارسی تھی۔ فارسی زبان طویل عرصہ تک یہاں کی علمی وادبی زبان رہی۔ اہلیان کشمیر نے جہاں اسے دفتری زبان کے طور پر برتا وہاں اس زبان میں شعروادب بھی تخلیق ہوا۔ تاہم ڈوگرہ عہد میں اُردو کو سرکاری سرپرستی حاصل ہو گئی۔ جموں وکشمیر میں اُردو زبان کی ابتدائی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر عبدالقادر سروری لکھتے ہیں۔

> ''قدیم ترین تحریری آثار جو ہم کو کشمیر میں دستیاب ہوئے ہیں۔ وہ سترھویں صدی کے آواخر سے تعلق رکھتے ہیں اور عموماً ریختہ کا انداز رکھتے ہیں۔ اس زمانے تک مغل فوجوں کا ربط کشمیر سے قائم ہو چکا تھا۔ سلطان یوسف شاہ چک فارسی کا خوش گو شاعر تھا لیکن اس کے بارے میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ وہ ہندی میں بھی شعر کہتا تھا''۔ ۴۸

خواجہ غلام احمد پنڈت لکھتے ہیں۔

> ''کشمیر میں کشمیری، سنسکرت اور فارسی زبانیں عام طور پر بڑی مقبول ہیں اور ان کی طویل تاریخ ہے۔ لیکن یہ حیرت انگیز بات ہے کہ جتنی ترقی اُردو نے ہندوستان کے باقی صوبوں، ریاستوں اور علاقوں میں کی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ اور مسلمہ طور پر ریاست جموں وکشمیر میں کی ہے۔ حتیٰ کہ ڈوگرہ عہد میں اُردو نے دفتری زبان کی حیثیت سے فارسی کی جگہ لے لی اور عدالتی و درسی زبان کا درجہ بھی پایا۔'' ۴۹

کشمیر میں ڈوگرہ راج کا آغاز ایسے وقت میں ہوا جب اُردو برصغیر میں ابتدائی تشکیلی مراحل تیزی سے طے کرتے ہوئے ایک واضح اور

مستحکم زبان کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ سکھوں کے عہد میں دربار لاہور سے وابستگی کے باعث پنجاب سے اُردو ادب وصحافت کی نئی اٹھنے والی تحریکوں نے جموں کی راہ بھی دیکھ لی تھی۔ اس کے علاوہ ہندوستان سے اُردو شعرو ادب کی روایات بھی مختلف ذریعوں سے جموں وکشمیر میں روشناس ہونے لگی تھیں۔ جموں میں ڈوگری، گوجری اور پنجابی کا روان تھا۔ پنجاب سے ملحق علاقہ ہونے کے باعث پنجابی زبان کا اس علاقے میں عمل دخل زیادہ تھا۔ ڈوگری اور گوجری بولنے والے بھی پنجابی زبان بخوبی سمجھ لیتے تھے۔ جبکہ پنجابی زبان اُردو کے عناصر ترکیبی میں شامل ہے۔ اس طرح جموں میں معمولی محنت سے اُردو کو اپنا لیا گیا۔ اہلیان کشمیر اور پنجاب کا کئی حوالوں سے ہمیشہ تعلق رہا ہے۔ لوگ محنت مزدوری کے لیے پنجاب ہی کا رخ کیا کرتے تھے۔

سلیم خان گمی لکھتے ہیں۔

> ''کشمیر نے جب اہل کشمیر کے لیے سکھوں اور ڈوگروں کے عہد میں ایک عقوبت خانہ کا روپ دھارا تو ہزاروں کشمیری کنبے کشمیر چھوڑ کر سیالکوٹ، لاہور، امرتسر، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور دوسرے شہروں میں آباد ہو گئے۔ ظاہر ہے ان کی دلچسپیاں کشمیر سے ہی وابستہ تھیں۔ دوسرا یہ کہ وہ لوگ جو کشمیر نہ چھوڑ سکے، وہ بھی سردیوں کے موسم میں پنجاب کی طرف نکل جاتے تھے اور محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتے تھے۔ یہ لوگ موسم گرما کے آغاز پر واپس کشمیر کا رخ کرتے تھے۔ تیسری بات یہ کہ کشمیر اور پنجاب رنجیت سنگھ کے عہد سے ''یک جان دو قالب'' چلے آتے تھے۔ اور دونوں خطوں کی سیاست ایک دوسرے کو متاثر کرتی چلتی آ رہی تھی۔ جغرافیائی اعتبار سے بھی پنجاب اور کشمیر ایک دوسرے سے باہم مربوط ہیں اور اگر انسانی جغرافیہ کا مطالعہ کیا جائے دونوں خطوں کے کیف وکم میں زیادہ بُعد نہیں۔ چوتھے یہ کہ نسلی اعتبار سے بھی پنجاب کے کئی قبیلے کشمیر میں اور کشمیر کے کئی قبیلے پنجاب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ پانچویں بات یہ کہ دونوں خطوں کے تہذیبی اور ثقافتی تعلقات بھی صدیوں سے باہم مربوط چلے آ رہے ہیں۔ چھٹی بات یہ کہ مذہب اسلام کا رشتہ بھی دونوں خطوں کے مسلمانوں میں پائیدار اور مستحکم ہے''۔ ۵۰

اس طویل اقتباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اہل کشمیر بالخصوص جموں اور مغربی پنجاب کے مسلمانوں کے درمیان گہرے مذہبی اور ثقافتی روابط تھے۔ علاقائی اتصال اور سماجی وتجارتی تعلقات کے سبب جموں کے لوگ نئی زبان اُردو سے کسی حد تک آشنا ہو گئے تھے۔ کیونکہ زبانوں کے اثر ونفوذ کا عمل غیر شعوری سطح پر جاری رہتا ہے۔ اس لیے اُردو کے کئی الفاظ اُن کی زبان (ڈوگری) کا حصہ بن چکے تھے۔ لیکن اُردو کو ابھی وہ ضروری استحکام حاصل نہیں ہو سکا تھا، جس سے وہ فارسی کی جگہ لے کر سرکاری زبان بن سکے۔ البتہ یہ زبان تیزی سے ان منزلوں کی جانب سے اپنا سفر جاری رکھے ہوئے تھی جہاں پر پہنچنے کے بعد اسے فارسی کا نعم البدل بننا تھا۔ اور ریاست کی سرکاری، دفتری اور علمی وادبی زبان کی حیثیت اختیار کرنا تھی۔

کشمیر میں ترویج اُردو کے عوامل

جموں اور پنجاب کے قریبی تعلقات ،تہذیبی وثقافتی ربط کے علاوہ ریاست میں اُردو کی ابتداء، ترویج وترقی کا عمل جن عوامل کے باعث تیزی سے ممکن ہوا۔ان میں چند عوامل جو زیادہ قابل ذکر ہیں ۔ درج ذیل ہیں۔

ذرائع مواصلات میں اضافہ اور اہل علم کی آمد ورفت

ریاست کے صوبہ جموں کی اکثریت ڈوگری زبان بولتی تھی۔ جس سے اہل وادی نا آشنا تھے۔ جبکہ وادی کشمیر میں بولی جانے والی کشمیری زبان سے جموں ونواح کے رہنے والے ناواقف تھے۔ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی ایسی زبان استعمال کی جائے جسے ہر دو علاقوں کے رہنے والے سمجھ سکیں۔ نیز دنیا میں ہونے والے صنعتی ترقی کے اثرات جب سات سمندر پار سے ہندوستان میں پہنچے تو ریاست جموں وکشمیر پر بھی اس کا اثر پڑا۔ اس صنعتی ترقی کے باعث جب ذرائع مواصلات میں اضافہ ہوا تو میل جول بڑھا۔اہل کشمیر کا آپس میں ربط اور ہندوستان کے تمام علاقوں تک رسائی کا عمل آسان ہوا تو اُردو زبان کے اثر ونفوذ کا عمل تیزی سے بڑھا۔

علاوہ ازیں ساری دنیا کی طرح کشمیر میں بھی تیزی سے بدلتے حالات کے باعث تعلیم یافتہ اور ہنر مند لوگوں کی ریاستی امور چلانے اور دفتری کاروبار سنبھالنے کے لیے ضرورت پڑی۔ ریاست میں پڑھے لکھے لوگوں کی کمی تھی۔ جس کا سبب ریاست پر قابض حکمرانوں کی عوام کو اَن پڑھ رکھنے کی شعوری کوشش تھی۔ اس صورت حال کا ادراک کرتے ہوئے برصغیر کے پڑھے لکھے لوگ بالعموم اور پنجاب سے بالخصوص کشمیر کا رخ کرنے لگے۔حکومت کو بھی ریاستی مشینری کو چلانے کے لیے ایسے افراد کی اشد ضرورت تھی۔

حبیب کیفوی لکھتے ہیں:-

> ”ریاست کو پڑھے لکھے لوگوں اور ہنر مندوں کی ضرورت محسوس ہوئی تو ہندوستان اور پنجاب سے لوگ کشمیر آنے لگے۔حکومت نے اپنے مفاد کے لیے ان لوگوں کو ملازمتیں دیں اور اچھے اچھے عہدوں پر فائز کیا۔ یہ لوگ اپنی زبان اُردو بھی ساتھ لائے اور مقامی لوگوں کے میل ملاپ سے کشمیر میں اُردو کی ترویج کی سبیل نکل آئی“۔ ۵۱

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے ہمہ گیر اثرات سے جہاں آنے والے دنوں میں برصغیر میں زندگی کا ہر شعبہ متاثر ہوا۔ وہاں یہ جنگ کشمیر میں اُردو کی ترویج کے لیے موثر ثابت ہوئی۔ مہاراجہ کشمیر گلاب سنگھ نے معاہدہ امرتسر کی رو سے تحریک آزادی کو کچلنے کے لیے ڈوگرہ فوج دہلی بھیجی۔ جو جنگ آزادی کے خاتمے کے باوجود کافی دنوں تک وہاں مقیم رہی۔ دہلی میں قیام کے دوران اہل دہلی سے میل جول کے باعث یہ فوجی ان کی زبان اُردو کے بے شمار الفاظ سیکھ چکے تھے۔لہذا جب وہ واپس لوٹے تو اپنے ساتھ کئی الفاظ لائے۔ جو ریاست میں اُردو کی ابتداء وترویج کا باعث بنے۔

حبیب کیفوی اس بارے میں لکھتے ہیں:۔

> ''۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی بھی کشمیر میں اُردو کی ترویج کا ایک موثر سبب بنی وہ اس طرح کہ انگریزوں نے تحریک آزادی کو کچلنے کے لیے گلاب سنگھ سے فوجی امداد طلب کی۔گلاب سنگھ اگرچہ ۱۸۵۷ء میں حکومتی امور سے اپنے بیٹے رنبیر سنگھ کے حق میں دستبردار ہو چکا تھا۔تاہم گلاب سنگھ نے انگریزوں کا حق نمک ادا کرنے کے لیے ڈوگرہ فوجوں کو انگریزوں کی امداد کے لیے دہلی بھیجا۔جنہوں نے آزادی پسندوں کو کچلنے میں اپنی پوری سفا کی اور درندگی کا ثبوت دیا۔جنگ آزادی ختم ہونے کے باوجود ڈوگرہ فوجیں کچھ عرصہ دہلی میں مقیم رہیں اور جب ریاست میں واپس آئیں تو اپنے ساتھ اُردو کے بے شمار الفاظ لائیں جس سے کشمیر میں اُردو کے رائج ہونے میں مدد ملی''۔ ۵۲

سیاحوں کی آمد

پنجاب کے میدانی علاقوں سے قربت کے باعث اہل جموں و پنجاب میں قریبی روابط کے سبب ان علاقوں کے باسیوں کا ہر سطح پر متاثر ہونا فطری امر تھا۔لیکن سر بفلک برف پوش کوہساروں سے گھری وادی کشمیر سے اہل ہندوستان کا رابطہ کچھ آسان نہ تھا۔البتہ جب ذرائع آمد و رفت میں اضافہ ہوا تو سفری سہولتیں میسر ہونے کے باعث پنجاب اور ہندوستان کے ہر شعبہ زندگی کے لوگ کشمیر کا رخ کرنے لگے۔کشمیر کے دلفریب نظاروں، خوبصورت وادیوں، دریاؤں، سبزہ زاروں اور طلسماتی حسن کی جاذبیت نے اہل فکر و نظر کی بڑی تعداد کو متوجہ کیا۔وہ اکثر وہاں کے مسحور کن ماحول سے لطف اندوز ہونے کے لئے کشمیر کا سفر کرنے لگے۔ان لوگوں کی آمد و رفت وادی کشمیر میں اُردو کی ابتداء و ترویج کا اہم وسیلہ ثابت ہوئی۔

موسیقی و شاعری

ریاست جموں و کشمیر میں اُردو کی ابتداء، اشاعت اور مقبولیت کے حوالے سے موسیقی کا کردار بھی بہت اہم ہے۔پہاڑی سارنگی نواز جب اُردو گیتوں اور غزلوں سے آشنا ہوئے تو انھوں نے بستی بستی گھوم کر لوگوں کو اس نئی زبان کے گیت سنائے جو اپنی اثر آفرینی کے باعث لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتے اور ان کو از بر ہو جاتے۔یوں ساز و آواز کا یہ سنگھم بھی اُردو کی ترویج میں اہم ثابت ہوا۔ ۵۳

کشمیری حکمرانوں کے دربار

جب کشمیر میں ڈوگرہ راج کو استحکام نصیب ہوا تو اہل اقتدار کے دلوں میں دربار کی شان و شوکت بڑھانے کی سوچ ابھری۔ان کے سامنے مغل حکمرانوں کے دربار کی شان و شوکت اور ٹھاٹھ باٹھ بطور نمونہ تھی۔لہذا انھوں نے مغلیہ انداز حکمرانی اختیار کرنے کے لیے علاوہ دوسری باتوں کے ہندوستان سے نقیب بھی منگوائے جو مہاراجہ کی دربار میں آمد کے موقع پر مغلیہ دربار کے انداز میں اس کا اعلان کرتے۔ان لوگوں کے ساتھ ان کے عزیز و اقارب بھی کشمیر چلے آئے۔ان سب کی زبان اُردو تھی۔یہ مقامی لوگوں سے اُردو زبان میں بات چیت کرتے۔یوں ان لوگوں کی کشمیر میں آمد ہی اُردو کے فروغ میں خاصی معاون ثابت ہوئی۔اس طرح مہاراجہ رنبیر سنگھ کا خاص محافظ دستہ رام پور کے روہیلوں پر مشتمل تھا جو اُردو زبان بولتے تھے۔

کشمیر کے حُسن و دلنوازی کے باعث حسن پرست مغل حکمران اکبر، جہانگیر اور شاہ جہاں سمیت اہل اقتدار و اختیار جب اس خطہ کا رخ کرتے تو شعراء، علماء اور اہل کسب و کمال کا ایک قافلہ ان کے ساتھ چلتا۔ برصغیر سے کشمیر آنے والے ان لوگوں کی درباری اور عوامی سطح پر پذیرائی اور مقبولیت بھی یہاں اُردو کی ترویج کا باعث ہوئی۔

تنظیموں اور اداروں کا کردار

اُردو کی مقبولیت میں بعض فوجی تنظیموں اور اداروں کا بھی بڑا اہم کردار ہے۔ جنھوں نے اپنی علاقائی شاخیں قائم کر کے اور اپنی تنظیموں کے زیر اہتمام تقریبات منعقد کروا کر ریاست میں اُردو کو فروغ دیا۔

ہندوستان میں دیگر فنون لطیفہ کی طرح ڈرامہ کا فن بھی ترقی کرتا گیا۔ تفریحی پہلو اور ہلکے پھلکے انداز کے باعث یہ صنف لوگوں میں بہت مقبول ہوئی۔ لہٰذا ہندوستان کی ڈرامہ کمپنیاں اکثر ریاست کشمیر کا رخ کرتیں اور اپنے کھیل اسٹیج کرتی تھیں۔ ریاست کے عوام ان تفریحی کھیلوں کو بڑی رغبت سے دیکھتے۔ عوامی ذوق کو دیکھتے ہوئے جموں میں بھی ناٹک کمپنی تشکیل دی گئی۔ ان تفریحی سلسلوں کی زبان اُردو ہوتی تھی۔ یوں ان تھیٹریکل کمپنیوں نے عوام کو تفریح مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ ریاست میں اُردو کی ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا۔

مذہبی تحریکوں اور مجلسوں کا کردار

انیسویں صدی کے آخر میں ہندوستان میں بالعموم اور دہلی میں بالخصوص وہابی تحریک کا چرچا تھا۔ اس کے حامیوں میں اُردو کے چند معروف صحافی اور ادیب شامل تھے۔

اس تحریک (وہابی تحریک) کے اثرات کشمیر تک بھی پہنچے اور ساتھ ہی وہابی تحریک سے وابستہ لٹریچر بھی یہاں آیا کشمیر میں اُردو کے ابتدائی دور کے حوالے سے وہابی تحریک کا حصہ بھی قابل ذکر ہے۔ ۵۴

ریاست میں اُردو کے نخل نو کی آبیاری اور اسے مضبوط بنانے میں مذہبی تحریکوں کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ عیسائی مشنری بھی اپنا لٹریچر اُردو میں شائع کر کے تقسیم کرتے تھے۔ مذہبی اداروں اور شخصیات نے بھی ریاست میں اُردو زبان کے فروغ میں بڑا کلیدی کردار ادا کیا۔ مثال کے طور پر شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ کاشمیری کے تلامذہ اور متوسلین نے اُردو زبان و ادب کے فروغ کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ڈاکٹر خواجہ عبدالغنی اپنے پی۔ایچ۔ڈی مقالہ میں لکھتے ہیں:۔

> ''علامہ انور شاہ کاشمیری کے تلامذہ، علامہ تاجور نجیب آبادی، مناظر احسن گیلانی، پروفیسر انوارالحسن شیرکوٹی، مفتی اعظم، مفتی محمد شفیع اور اہل ادب نے ریاست جموں و کشمیر میں اُردو زبان کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا'' ۵۵

علاوہ ازیں ریاست میں رہنے والے اہل تشیع محرم کی مجلس بڑے اہتمام سے منعقد کرتے تھے۔ ان مجالس کا زور بڑھانے کے لیے لکھنؤ سے شیعہ ذاکر خاص دعوتوں پر وہاں تشریف لاتے جو اُردو میں سلام و مرثیہ سناتے تھے۔ واقعہ کربلا کے ضمن میں سلام و مرثیہ کے روح کو گرما دینے والے اشعار جہاں ایمان کی تازگی کا باعث ہوتے وہاں یہ اُردو کے فروغ میں بھی ممد و معاون ثابت ہوتے۔

دارالترجمہ کا قیام اور اُردو کا پہلا چھاپہ خانہ

مہاراجہ رنبیر سنگھ کے بے شمار اقدامات غیر محسوس انداز میں اُردو کا ذوق پیدا کرنے اور اس کی ترقی میں مدد و معاون ثابت ہوئے۔ لیکن مہاراجہ کا سب سے زیادہ شاندار کارنامہ، دارالترجمہ اور محکمہ تالیف و ترجمہ کا قیام تھا۔ جس کا بنیادی مقصد مغربی علوم کو ریاست کی زبانوں بالخصوص اُردو میں منتقل کرنا تھا۔ اس کی وساطت سے اگر چہ بعض ترجمے دو تین زبانوں میں ہوئے لیکن زیادہ تر ترجمے اُردو میں ہوئے۔ اس طرح اس ادارے نے اُردو کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔

اسی طرح ''احمدی پریس'' اُردو کا وہ پہلا چھاپہ خانہ تھا جو ۱۸۵۸ء کو جموں میں قائم ہوا۔ اس چھاپہ خانہ کے قیام سے ریاست میں اُردو کی ترقی کا ایک اور زینہ طے ہوا۔

سرکاری زبان کا درجہ و دیگر عوامل

متذکرہ بالا عوامل کے تحت ریاست میں اُردو کا نفوذ بڑھنے لگا تو مہاراجہ پرتاب سنگھ نے بیسویں صدی کے اوائل میں اُردو کو ریاست جموں و کشمیر کی سرکاری زبان کا درجہ دے دیا۔ یوں اُردو زبان دفتری نظام میں استعمال ہونے کے علاوہ تعلیمی نصاب کا ذریعہ بن گئی۔ نیز اُردو زبان ریاست میں سیاسی بیداری کا سبب بھی بنی۔ لاہور کے اخبار کوہ نور، زمیندار، اخبار عام، پیسہ اخبار اور الہلال وغیرہ نے کشمیر میں اُردو نوازی کے ہی نہیں بلکہ حریت پسندی کے تخم بھی بوئے۔ اسی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ عبدالمجید سالک اور غلام رسول مہر کا ''انقلاب'' اخبار کشمیر کی تحریک آزادی کا ترجمان بنا۔ ان اخبارات کی پیروی کرتے ہوئے جموں سے بھی اخبارات چھپنا شروع ہوگئے۔ جن میں تحریک آزادی کا موضوع اہم رہا اور مقامی اہل قلم نے ملی مذہبی اور سیاسی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔ ڈوگرہ دورِ استبداد میں ریاستی آزادی کا جذبہ حکمرانوں کے طرز عمل سے اور بھی مستحکم ہوا۔ کئی ایک خاندان حکمرانوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر ہجرت کر گئے۔ ترکِ وطن کے بعد یہ لوگ ہندوستان میں ادھر اُدھر بس گئے۔ یہ لوگ اصلاً اور نسلاً کشمیری تھے۔ جنھوں نے تحریک آزادی میں اپنی آواز کو شامل کرنا اپنا قومی اور مذہبی فرض خیال کیا۔ ان میں وہ کشمیری الاصل زیادہ نمایاں تھے جو اپنی شاخِ آشیاں سے زیادہ دور نہ تھے۔ ان لوگوں نے تحریکِ آزادی میں قلمی جہاد کیا۔ اس سے جہاں تحریک آزادیٔ کشمیر کو بیرون کشمیر تقویت ملی وہاں کشمیر میں اردو زبان و ادب کو بھی فروغ ملا۔ انھی میں سے ایک **شخص** ایسا تھا جس کا تن '' گلے زخیابانِ جنت کشمیر'' تھا اور جس کی سرگرمیاں برصغیر بلکہ دنیائے اسلام اور پوری دینا تک پھیل گئیں۔ یہ تھے شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبالؒ۔ ڈاکٹر صابر آفاقی لکھتے ہیں:-

> ''علامہ اقبال ایک جامع صفات شخصیت تھے وہ اُردو اور فارسی کے مسلمہ شاعر اور فلسفہ کے ماہر تھے۔ اسلامی علوم کے زبردست عالم اور ادبیات عالم پر گہری نظر رکھنے والے نقاد و دانشور تھے۔ انھوں نے مشرق و مغرب کے فلسفہ کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ پر گہری نظر رکھتے تھے۔ اور اس ترقی و پستی کے اسباب بھی جانتے تھے''۔ ۵۶

علامہ محمد اقبالؒ کا اندازِ فکر جہاں تحریک حریت کا سنگِ بنیاد بنا وہاں کشمیر میں اُردو زبان و ادب کی اور زیادہ مقبولیت کا باعث بھی ٹھہرا۔ اُن

کی فارسی اور اُردو شاعری میں جگہ جگہ کشمیر، اہلیان کشمیر اور ان پر روا رکھے جانے والے ظلم وستم کا ذکر ہے۔آپ نے مختلف ادبی انجمنوں، سیاسی جلسوں اور تقریبات میں بھی اکثر اس کا ذکر کیا۔آپ فرماتے ہیں:-

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور وفقیر   کل جسے اہلِ نظر کہتے تھے ایرانِ صغیر
سینہ افلاک سے اٹھتی ہے آہ سوزناک   مردِ حق ہوتا ہے جب مرعوب سلطان وامیر
کہہ رہا ہے داستان بیدادئ ایام کی   کوہ کے دامن میں وہ صنم خانہ دھقان پیر
آہ! یہ قوم نجیب وچرب دست وتر دماغ   ہے کہاں روز مکافات اے خدائے دیرگیر

علامہ اقبال کشمیریوں کی بدحالی پر کس قدر کڑھتے ہیں اس کا اندازہ ان اشعار سے لگایا جاسکتا ہے۔

پنجہ ظلم وجہالت نے براحال کیا   بن کے مقراض ہمیں بے پرو بال کیا
توڑ اس دست جفاکیش کو یارب جس نے   روحِ آزادئ کشمیر کو پامال کیا

علامہ اقبالؒ کی قومی وملی بیداری کی کاوشوں سے جہاں تحریکِ حریت کو تقویت ملی وہاں کشمیر میں اُردو زبان وادب کو بھی ایک معتبر نام اور ہستی کے باعث ترقی وعروج نصیب ہوا۔

ریاست جموں وکشمیر میں اُردو زبان وادب کے فروغ کے سلسلہ میں علامہ اقبال کے بعد ایک معتبر نام خوشی محمد ناظر کا ہے۔ان کی شاعری اور ریاست کشمیر سے اُن کے تعلق نے جموں وکشمیر میں اُردو زبان کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔خوشی محمد ناظر اُردو ادب کی تاریخ میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ان کا ذکر اُردو شاعری کے مختلف تذکروں میں بکھرا پڑا ہے۔آپ ۱۹۰۱ء سے بہ حیثیت پرنسل اسسٹنٹ ریونیو منسٹر اسٹیٹ سروس میں داخل ہوئے۔۱۹۲۴ء تک مختلف عہدوں پر فرائض انجام دیتے رہے۔

بیسویں صدی کے اوائل میں مخزن کے توسط سے جن شعراء نے نام پیدا کیا اُن میں اقبال، ظفر علی خان اور مولانا حسرت موہانی کے علاوہ ایک اہم نام خوشی محمد ناظر کا بھی ہے۔ان کا کلام ''نغمہ فردوس'' کے نام سے چھپا۔

ناظر جدید اُردو شاعری کے حوالے سے ایک معتبر نام ہے۔ان کی نظمیں سادگی، سلاست، نغمگی، ترنم اور شاعرانہ بوقلمونیوں کا جیتا جاگتا شاہکار ہیں۔ناظر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ملک الشعراء تھے ان کی شاعری کا غالب حصّہ کشمیر جنت نظیر کے ملکوتی حسن اور دلفریب نظاروں سے متاثر ہے۔ان کی شاعری کا قابلِ ذکر دور کشمیر جنت نظیر میں ان کے قیام سے شروع ہوا۔جس میں انہوں نے اپنے فرائض کی انجام دہی کے ساتھ شاعری کے ذریعے اردو زبان وادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔

کشمیر میں اُردو زبان نے تیزی کے ساتھ اپنا اثر و رسوخ قائم کیا۔کشمیر کی سیاسی جماعتیں بھی اردو کی افادیت سے اگاہ تھیں۔ان دو بڑی سیاسی جماعتوں مسلم کانفرنس اور نیشنل کانفرنس سمیت ساری جماعتوں کا لٹریچر اردو میں ہی چھپتا رہا۔نیشنل کانفرنس کے صدر شیخ محمد عبداللہ نے ایک موقع پر اردو کے بارے میں کہا تھا:-

''نیشنل کانفرنس اس بات پر یقین رکھتی ہے اور واقعات چمکتے ہوئے سورج کی طرح اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اُردو ہی ایک ایسی زبان ہے جس پہ ریاست کے تمام لوگ سالہا سال سے تعلیمی و درباری ضروریات کے لئے اتفاق کر چکے ہیں۔ آئندہ بھی یہی زبان اُن کی ترقی کا وسیلہ بننے کی اہلیت رکھتی ہے''۔ ۵۷

کشمیر میں اُردو نے جس تیزی کے ساتھ نفوذ کیا اس کا اندازہ بابائے اُردو مولوی عبدالحق کے دہلی دربار میں ''کل ہند اُردو کانفرنس'' سے کیئے گے خطاب سے ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں :-

''شاید ہندوستان کے کسی صوبے میں اُردو اس قدر مقبول اور رائج نہیں جس قدر کشمیر میں ہے۔ مدارس میں اُردو پڑھائی جاتی ہے اور ذریعہ تعلیم اُردو ہے۔ دفاتر کی زبان بھی اُردو ہے۔ اور بہت اچھے اُردو کے شاعر اور ادیب موجود ہیں۔ وہاں (کشمیر) اسمبلی کے اجلاس کو بھی جا کر دیکھا ہے۔ سب ممبر اُردو میں بلاتکلف تقریر کرتے تھے۔ اور سن کر آپ کو تعجب ہوگا کہ پنجاب اسمبلی میں ایسی اچھی تقریریں نہیں ہوتیں''۔ ۵۸

ان عوامل کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچنا آسان ہو جاتا ہے کہ تقسیم ہند اور تحریک آزادیٔ کشمیر کے عروج کے وقت (۱۹۴۷ء) اُردو جموں وکشمیر میں رابطے کی زبان تھی۔ اس کا اپنا ادب تھا اور حلقۂ اثر بھی، اور یہ کہ نصف صدی بعد عوامی سطح پر ریاست میں اس کی مقبولیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

ریاست کے وجود کا دو حصوں میں تقسیم ہو جانا بھی اس پر اثر انداز نہ ہو سکا۔ تقسیم ہند اور آزاد ریاست جموں وکشمیر کے قیام کے بعد اس خطہ میں حکومت نے اُردو زبان کو ترجیح دی۔ اُردو زبان کو آزاد حکومت کی دفتری اور سرکاری زبان کا درجہ دیا۔ ذریعہ تعلیم بھی اُردو ہی رہا۔

۴ اپریل ۱۹۴۷ء کو حکومت آزاد ریاست جموں وکشمیر نے اُردو کے نفاذ کا پہلا حکم نامہ جاری کیا۔ قبل ازیں ضلعی سطح کے دفاتر میں اُردو میں نوٹنگ / خط وکتابت ہوتی تھی۔ شروع میں اُردو ٹائپ اور تربیت یافتہ عملہ کی کمی اور اُردو اصطلاحات کے سلسلہ میں دقت ہوئی جسے بعد میں دور کر لیا گیا۔ ۵۹

اب تحریک آزادی کا لٹریچر ہو یا عام انسانی زندگی کے سماجی اور معاشرتی معاملات، اردو ہی ذریعہ اظہار و بیان ہے۔

آزاد کشمیر میں ادبی انجمنوں کی اُردو خدمات

ریاست جموں وکشمیر اور ہندوستان کے درمیان علاقائی اتصال اور گہرے سیاسی وسماجی روابط کے باعث برصغیر کے حالات کا ریاست پر اثر پڑنا فطری امر تھا۔لہذا جب برطانوی ہند میں تعلیمی ترقی اور اُردو کی ترویج کا عمل شروع ہوا تو کشمیر میں اہالیان کشمیر بھی اس سے متاثر ہوئے۔لہذا یہاں بھی ایسے ادارے اور تنظیمیں قائم ہونے لگیں جنھوں نے تعلیمی واصلاحی ترقی اور اُردو کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا ریاست جموں وکشمیر میں تعلیمی ترقی اور ترویج اُردو میں کردار، آل انڈیا کشمیری کانفرنس (۱۸۹۶ء)، انجمن اسلامیہ جموں (۱۹۰۰ء)، انجمن نصرت اسلام سرینگر، ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں (۱۹۰۸ء)، بزم سخن جموں (۱۹۰۹ء) اور بزم اُردو جموں (۱۹۳۷ء) وغیرہ اداروں اور انجمنوں نے ریاست میں اُردو زبان وادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔

تقسیم برصغیر اور تقسیم کشمیر کے بعد آزاد کشمیر میں جن ادبی انجمنوں نے فروغ اُردو میں نمایاں کردار ادا کیا آئندہ سطور میں ان کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

بزم ادب

جموں، پونچھ اور کشمیر سے اہل علم اور اہل قلم حضرات کی بہت سی تعداد ہجرت کر کے مظفر آباد آبسی تھی۔چنانچہ آزاد کشمیر کے صدر مقام مظفر آباد میں ۱۹۴۹ء میں پہلی ادبی انجمن ''بزم ادب'' کے نام سے قائم ہوئی۔اس کے صدر محمد یوسف علیگ تھے۔یہ بزم اُردو مشاعروں کا اہتمام کرتی جہاں مقالات بھی پڑھے جاتے۔مظفر آباد کے مقامی شعراء اس بزم میں باقاعدگی سے حصہ لیتے تھے۔یہ بزم ۱۹۵۴ء تک کام کرتی رہی۔

حلقہ ارباب ذوق

۱۹۵۳ء میں ''حلقہ ارباب ذوق'' کی بنیاد رکھی گئی۔جو عبدالغنی، ڈاکٹر صابر آفاقی اور خواجہ محمد عثمان کی مساعی کا نتیجہ تھی۔اس کے اجلاس ہفتہ وار ہوتے تھے۔حلقہ کی نشستوں میں مشاعروں کے علاوہ افسانے اور تنقیدی مقالات بھی پڑھے جاتے تھے۔اس کے زیر اثر بڑے بڑے مشاعرے ہوئے۔جناب غلام احمد پنڈت جو اس انجمن کے فعال رکن تھے، سرکاری اور صحافتی سرگرمیوں میں مصروف ہوگئے۔اس ادارہ کے روح رواں خواجہ عثمان لندن چلے گئے۔جس سے حلقہ کی سرگرمیاں جمود کا شکار ہوگئیں۔

انجمن ترقی اُردو

''حلقہ ارباب ذوق'' کی ادبی سرگرمیوں کے ماند پڑ جانے پر ان سرگرمیوں کے احیاء کے لیے ''انجمن ترقی اُردو'' قائم کی گئی۔اس انجمن نے اُردو کے لیے مفید کام سرانجام دیئے۔اس انجمن نے آزاد کشمیر میں اُردو کو سرکاری زبان کا درجہ دینے کے لئے مہم چلائی۔چنانچہ کئی برسوں کی جدوجہد کے بعد حکومت آزاد کشمیر نے اُردو کو ۱۹۶۷ء میں سرکاری زبان کا درجہ دے دیا۔

بزم اقبال

حکومت آزاد کشمیر کے افسران جو خوش قسمتی سے ادب سے گہری دلچسپی رکھتے تھے اُردو زبان وادب کے فروغ کے لیے آزاد کشمیر میں ''بزم اقبال'' کے نام سے ایک ادبی انجمن قائم کی۔جس کا مقصد ہر سال یوم اقبال منانا تھا۔یہ تقریب دو دن جاری رہتی۔پہلے دن مقالات پڑھے جاتے

اور دوسرے دن مشاعرہ ہوتا۔ جس میں پاکستان و آزاد کشمیر کے ممتاز شعراء مدعو کیے جاتے۔ ان مشاعروں میں فیض احمد فیض، احمد ندیم قاسمی، حفیظ جالندھری، قتیل شفائی، قمر جلالوی، سید عبدالحمید عدم، احمد فراز، ضمیر جعفری اور حبیب کیفوی شرکت کرتے رہے۔

بزم فکرودانش

۳۰ دسمبر ۱۹۶۵ء کو مظفر آباد میں خواجہ غلام احمد پنڈت، خواجہ محمد شفیع ایڈووکیٹ، مسٹر ظہور ملک، مسٹر الطاف قریشی اور عبدالرشید ملک کے علاوہ چند دیگر احباب جناب محمد یعقوب ہاشمی کے دفتر میں جمع ہوئے۔ جنہوں نے غور وفکر کے بعد ایک ایسے ادارے کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا جو علمی و ادبی سرگرمیوں کو پروان چڑھائے اور مجلسی زندگی کو رواج دے۔ اس مقصد کے لیے ایک ادارہ قائم کیا گیا جس کا نام ''بزم فکرودانش'' رکھا گیا۔

اس بزم نے یکم جنوری ۱۹۶۶ء کو اپنا پہلا تنقیدی اجلاس منعقد کیا اور اب تک باقاعدگی سے تنقیدی، شعری اور خصوصی اجلاس منعقد کر رہی ہے۔ اجلاس میں پاکستان کی کسی نامور علمی و ادبی شخصیت کو مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا جاتا ہے۔ ایسے اجلاس جن میں ممتاز شخصیتیں شرکت کرتی ہیں اکثر آزاد کشمیر کے صدران کی صدارت کرتے ہیں۔ حکومت آزاد کشمیر کے اعلیٰ افسران بھی ان نشستوں میں شرکت کرتے ہیں۔

ادب اجالا چکار

یہ ادبی انجمن ۱۹۸۹ء میں قائم ہوئی۔ افتخار مغل اس کے بانی صدر تھے۔ اس انجمن نے بہت سے معیاری مشاعرے اور ڈرامے کروائے۔ احمد فراز، امجد اسلام امجد اور انوار فیروز جیسے معروف شعراء اس کی مجالس کی صدارت کرتے رہے۔ اس انجمن نے افتخار مغل کی نظموں پر مشتمل کتاب ''لہولہو کشمیر'' بھی شائع کروائی۔

ادبی وثقافتی ادارہ ''تعبیر'' میرپور

۱۹۸۰ء میں ادبی وثقافتی ادارہ ''تعبیر'' میرپور کا قیام عمل میں آیا۔ اس سال ادارہ نے پندرہ علمی و ادبی نشستوں کا اہتمام کیا۔ بیسویں صدی کے ان آخری دو عشروں میں اس ادارہ نے علم و ادب کے فروغ کے لیے منظم اور مسلسل کام کرتے ہوئے میرپور کی ادبی، علمی اور ثقافتی زندگی کو ایک نئی راہ دکھائی اور بھرپور ادبی رجحان پیدا کیا۔ اس وقت اس ادارہ کے چیئرمین خواجہ خورشید احمد ہیں۔ ''تعبیر'' کے لیے جو شخصیات قلمی لحاظ سے شامل تحریک ہیں اُن میں پروفیسر محمد اکرم طاہر سابق ڈین آزاد کشمیر یونیورسٹی، پروفیسر عبدالواحد قریشی سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج میرپور، پروفیسر محمد حنیف خواجہ رجسٹرار آزاد جموں وکشمیر یونیورسٹی، رانا فضل حسین (تمغۂ پاکستان) اور پروفیسر غلام حسین اظہر جیسی شخصیات قابل ذکر ہیں۔

کل پاکستان بزم فکرونظر میرپور

۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء کو اس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے بانی اراکین مسعود اعجاز بخاری اور منیر احمد یزدانی تھے۔ اس کے مقاصد میں اتحاد عالم اسلامی، قومی لباس کا فروغ، ملی تاریخ کی حفاظت اور اُردو زبان و ادب کا فروغ ہے۔ اس کے زیر اہتمام مختلف موضوعات پر مختلف تقاریب میں دوسو کے قریب مضامین ومقالات پڑھے جاچکے ہیں۔

بزم اہل ذوق کوٹ جیمل بھمبر

یہ بزم جنوری ۱۹۹۳ء میں مرزا فیضان کی صدارت میں قائم ہوئی۔ اُردو ادب کے حوالے سے بھمبر اور مضافات کے قلمکاروں کی ادبی

کاوشوں کو منظرِ عام پر لانا، شاعری کے ذوق کو پروان چڑھانا اور عوام علاقہ کو بیدار کر کے تحریک آزادیٔ کشمیر میں شامل کرنا اس بزم کے مقاصد میں شامل ہے۔ اس کے ماہانہ اجلاسوں میں ادبی کاوشیں پیش کی جاتی ہیں اور تنقیدی خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس انجمن کے زیرِ اہتمام ادبی مجلّہ ''شوق'' بھی جاری ہوا۔

بزمِ اربابِ دانش عباس پور

اس بزم کا قیام خواجہ افتخار بٹ جج شریعت کورٹ کی تحریک پر ۱۹۸۱ء میں عمل میں لایا گیا۔ پروفیسر بشیر احمد چوہدری صدر اور پروفیسر جان محمد آزاد سیکرٹری جنرل چنے گئے۔ اس کے اغراض و مقاصد میں پونچھ کے علمی و ادبی ورثہ کی حفاظت کرنا اور تحریک آزادیٔ کشمیر کے حوالے سے مشاعرے اور مذاکرے منعقد کرنا شامل ہے۔ مظفر آباد اور راولپنڈی کے اخبارات میں اس کے اجلاسوں کی کارروائی چھپتی رہی۔ مشاعروں میں آزاد کشمیر و پاکستان کے معروف شعراء کو دعوت دی جاتی ہے۔ اس بزم نے اُردو زبان و ادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔

جموں و کشمیر ادبی اکیڈمی

۱۹۸۰ء میں بزمِ علم و ادب راولاکوٹ کے نام سے ایک بزم قائم ہوئی جو ۱۹۸۵ء تک فعال رہی۔ بعد میں اس کا نام تبدیل کر کے ''جموں و کشمیر ادبی اکیڈمی'' رکھ دیا گیا۔ اس اکیڈمی کے زیرِ اہتمام بہت سے مشاعرے ہوئے جن میں آزاد کشمیر و پاکستان کے معروف شعراء شریک ہوتے رہے۔ ان میں پروفیسر پریشان خٹک، احمد ندیم قاسمی، ضمیر جعفری، انعام الحق جاوید، انور مسعود اور امجد اسلام امجد شامل ہیں۔ کیپٹن حسین خان شہید ادبی ایوارڈ کی تقریب کا انعقاد اس کے زیرِ اہتمام ہوا۔ جس میں معروف شعراء اور ادیبوں کو ایوارڈ دیئے گئے۔

انجمن مصنفین آزاد جموں و کشمیر

انجمن مصنفین پاکستان کا دائرہ آزاد کشمیر تک وسیع کرنے کی تجویز پر پروفیسر سید بشیر حسین جعفری کی صدارت میں مئی ۱۹۹۰ء میں اس انجمن کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے اراکین میں سردار طاہر تبسم، حفیظ جاوید، سردار اورنگزیب پروانہ، سردار مختار خان ایڈووکیٹ، پروفیسر نثار ہمدانی اور محمد کبیر خان شامل ہیں۔ اس تنظیم کے تحت آزاد کشمیر کے اہلِ قلم کی ڈائریکٹریاں تیار کی گئیں۔ اس تنظیم کی وساطت سے آزاد کشمیر کے مصنفین اکیڈمی ادبیات پاکستان اور مقتدرہ قومی زبان کے پروگراموں اور کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہے۔ ادبی و صحافتی سطح پر اس انجمن کا ایک ذیلی ادارہ ''کشمیر سٹڈی لیگ'' زیرِ صدارت سید بشیر حسین جعفری قائم ہے۔ اس طرح یہ ایک فعال ادبی انجمن ہے جس نے آزاد کشمیر میں اُردو زبان و ادب کے فروغ میں اپنا کردار ادا کیا۔

ان ادبی انجمنوں کے علاوہ آزاد کشمیر میں اُردو زبان و ادب کے فروغ میں کردار ادا کرنے والی ادبی انجمنیں ذیل ہیں۔

''ایوانِ قرطاس و قلم'' کوٹلی، ''ساغر آرٹس کونسل'' کوٹلی ، ''بزمِ ارمغانِ ادب'' کوٹلی ، ''مجلسِ ادب'' مظفر آباد، ''انجمن ترقی ادب'' مظفر آباد، ''کشمیر لٹریری سرکل'' مظفر آباد، ''بزمِ اہلِ قلم'' میر پور، ''بزمِ اہلِ قلم'' کھڑی شریف ، ''سیف الملوک آرٹس اکیڈمی'' میر پور، ''مجلس تحقیق فکر و فلسفہ'' میر پور، ''مجلس میاں محمد'' بھمبر ، ''کشمیر تھینکرز فورم'' بھمبر، ''بزمِ اہلِ علم و دانش'' کہوٹہ حویلی، ''بزمِ احیاءِ ادب'' پونچھ، ''جموں و کشمیر ادبی سنگیت'' راولاکوٹ، ''القلم'' راولاکوٹ، ''تنظیم ادبی کاوش'' تھوراڑ راولاکوٹ اور ''بزمِ فکر و سخن'' پلندری۔

ان علمی و ادبی انجمنوں کے اغراض و مقاصد اور عملی کردار سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ تقسیم برصغیر کے بعد اس خطہ میں اُردو زبان و ادب

کے فروغ کے لیے ان انجمنوں کا کردار قابل ستائش ہے۔ان ادبی انجمنوں نے اس خطہ میں لسانی ،شعری اور ادبی ذوق کی پرورش کے لیے شب و روز محنت کی۔

آزادکشمیر میں اخبارات کی اُردو خدمات

کسی زبان کی ترویج وارتقاء کا انحصار بڑی حد تک اخبارات ورسائل کا مرہون منت ہوتا ہے۔ ہر ملک میں ان کی اہمیت وافادیت کومحسوس کیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ریاست جموں وکشمیر میں بھی ان کی اہمیت وافادیت کے پیش نظروقتاً فوقتاً اُردواخبارات ورسائل شائع ہوتے رہے۔

۱۹۴۷ء سے قبل ضلع مظفر آباد سے ہفت روزہ ''زمیندارہ گزٹ'' پونچھ (مقبوضہ کشمیر) سے ہفت روزہ ''صادق'' اور میر پور سے ''سچ'' نکلتے رہے۔ان علاقوں میں زیادہ تر اخبارات سرینگر، جموں اور لاہور سے آتے تھے۔

جموں میں سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار ''رنبیر'' لالہ ملک راج صراف نے ۱۹۲۴ء میں جاری کیا۔اس کے بعد ۱۹۳۲ء میں ہفت روزہ ''پاسبان'' معراج الدین احمد کی ادارت میں شائع ہوا۔ جومسلمانوں کے حقوق کا پاسبان تھا۔''پاسبان'' کے اجراء کے بعد بہت سے اخبارات نہ صرف جموں اور سرینگر سے جاری ہوئے بلکہ ضلعی سطح پر بھی جاری ہونے لگے۔

۱۹۴۷ء کے انتخابات کے بعد بہت سے اخبار نویس اور ناشرین سیاسی اور صحافتی آزادی چھن جانے کے بعد جموں، سرینگر اور پونچھ وغیرہ سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ان لوگوں نے اس ملک اور آزاد کشمیر کی آزاد فضا میں حق وصداقت اور آزادی کشمیر کے لیے اخبارات ورسائل کے ذریعے اپنی آواز بلند کی۔

تقسیم برصغیر ۱۹۴۷ء کے بعد آزاد کشمیر سے جن اخبارات کا اجراء ہوا ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:-

ہفت روزہ ''آزاد کشمیر''

حکومت آزاد کشمیر کے محکمہ اطلاعات نے سب سے پہلے ایک پندرہ روزہ ہفت روزہ 'آزاد کشمیر' اخبار جاری کیا۔ تقسیم کے بعد آزاد کشمیر میں یہ صحافت کا نقش اولین تھا۔یہ اخبار تحریک آزادیٔ کشمیر کا علمبردار تھا۔جس میں سیاسی مضامین کے ساتھ ادبی مضامین اور شاعری بھی چھپتی رہی۔آزاد کشمیر میں صحافت اور ادب دونوں شعبوں میں یہ اخبار اپنی خدمات انجام دیتا رہا۔جس سے اس خطہ میں اُردو زبان وادب کے فروغ میں بڑی مدد ملی۔یہ اخبار ۱۶ بڑے صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔

ہفت روزہ ''انصاف''

میر عبدالعزیز نے آزاد کشمیر کے ڈیکلیریشن پر ۱۴ دسمبر ۱۹۵۲ء کو راولپنڈی سے ہفت روزہ 'انصاف' شائع کیا۔ جو تادم تحریر جاری ہے۔میر عبدالعزیز ایک منجھے ہوئے صحافی ہیں۔ جو فارسی اور انگریزی پر بھی عبور رکھتے ہیں۔ان کے ہفت روزہ 'انصاف' نے آزاد کشمیر میں صحافت وادب ہر دوشعبوں میں اپنی خدمات انجام دیتے ہوئے بے حد کامیابی حاصل کی۔

ہفت روزہ ''کشیر''

آزاد کشمیر کے ہفت روزہ اخبارات میں ایک اہم اخبا ہفت روزہ 'کشیر' ہے۔جس کے مدیر خواجہ عبدالصمد وانی ہیں۔یہ اخبار یکم جنوری

۱۹۶۶ء کو جاری ہوا۔ اس اخبار میں کشمیر کی تحریک آزادی، تاریخ، تہذیب وتمدن اور سیاست حاضرہ پر بڑے عمدہ مضامین شائع ہوئے ہیں۔ اس کی اشاعت تقریباً بارہ ہزار تک ہے۔

روزنامہ ''سیاست'' مظفرآباد

آزاد کشمیر کی صحافتی تاریخ کا پہلا روزنامہ ہے۔ جس کی اشاعت ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۷ء کو یوم تاسیس آزاد کشمیر کے موقع پر شروع ہوئی۔ نثار احمد راٹھر اس روزنامہ کے ایڈیٹر ہیں۔ یہ خالصتاً ریاستی اخبار ہے۔ جس میں مقامی خبریں ہوتی ہیں۔ عوام کے مسائل بیان کیے جاتے ہیں اور ان کے حل کی کوشش ہوتی ہے۔ مقامی لکھنے والے ادب، سیاست، مذہب وغیرہ پر لکھتے ہیں۔ ادب کے مختلف شعبوں پر معلوماتی اور تحقیقی مضامین شائع ہوتے ہیں۔

ہفت روزہ ''حیات'' میرپور

اس اخبار کا اجراء ۱۹۸۵ء میں ہوا۔ یہ ۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی اشاعت ۲۰۰۰ تک ہے۔ صوفی اللہ دتہ خاکسار اس کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ آزاد کشمیر کے علاوہ بیرون ملک برطانیہ اور سعودی عرب میں بھی جاتا ہے۔ صوفی اللہ دتہ خاکسار نے اپنا دوسرا اخبار ماہنامہ 'پرواز' دسمبر ۱۹۹۸ء میں جاری کیا۔ اس کی اشاعت بھی ۲۰۰۰ تک ہے۔ ان شماروں میں مقامی شعراء کی تخلیقات کو بطور خاص جگہ دی جاتی ہے۔

ہفت روزہ ''کوٹلی ٹائمز'' کوٹلی

اس ہفت روزہ کا اجراء ۱۹۸۰ء میں ہوا۔ محمد منظور قریشی اس کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ ۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اشاعت تقریباً ۱۵۰۰ ہے۔ آزاد کشمیر کے علاوہ پاکستان کے شہروں میں بھی جاتا ہے۔ برطانیہ اور مقبوضہ کشمیر میں بھی جاتا ہے۔ اس اخبار میں خبروں کے علاوہ اداریہ، بزرگان دین کے بارے میں مضامین، عارفانہ کلام، ادبی تخلیقات اور اشتہارات ہوتے ہیں۔

روزنامہ ''محاسب'' مظفرآباد

آزاد کشمیر میں 'سیاست' کے بعد یہ دوسرا روزنامہ ہے۔ اس کا اجراء ۲۱ مئی ۱۹۹۸ء کو ہوا۔ ظفر حجازی اس کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ یہ اخبار روزنامہ 'الاخبار' اسلام آباد کی شاخ ہے۔ مقامی خبروں کے علاوہ ملکی اور بین الاقوامی خبروں کے لیے 'الاخبار' ہی سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ اس اخبار میں مقامی چھوٹے بڑے مسائل اجاگر کیے جاتے ہیں۔ اس کی اشاعت ۲۰۰۰ تک ہے۔ اس روزنامہ کے ذریعے مقامی شعراء کو اپنی تخلیقات عوام تک پہنچانے کا موقع ملتا ہے۔

ماہنامہ ''ادبیات کاشر'' میرپور/کوٹلی

اس ماہنامہ کے مدیر مظہر جاوید حسن ہیں جو چراغ حسن حسرت ایوارڈ یافتہ صحافی ہیں۔ اس کا اجراء مارچ ۱۹۹۲ء میں ہوا۔ ۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ پرچہ سیاسی نہیں بلکہ خالص ادبی نوعیت کا ہے۔ آزاد کشمیر سے چھپنے والے اخبارات میں سے واحد اخبار ہے جو ادبی نقطہ نظر سے اپنا جواب نہیں رکھتا۔ اس میں نئے لکھنے والوں کو متعارف کرایا جاتا ہے۔ یہ پرچہ ادیبوں، شاعروں اور دانشوروں کے سوانحی حالات اور ان کے فن کو اپنے اوراق کی زینت بناتا ہے۔ معروف شعراء کی شاعری بھی چھپتی ہے۔ 'ادبیات کاشر' کا ہر شمارہ اُردو زبان وادب کا داعی اور علمبردار نظر آتا ہے۔ آزاد

کشمیر میں اُردو زبان وادب کے فروغ میں اس کا کردار نمایاں اور نا قابل فراموش ہے۔

ان اخبارات کے علاوہ آزاد کشمیر سے شائع ہونے والے اخبارات ذیل ہیں:-

ہفت روزہ ''پاک کشمیر'' راولپنڈی/مظفر آباد۔	ایڈیٹر:-	سردار فیاض عباسی
ہفت روزہ ''آغاز'' مظفر آباد۔	//	نور الدین/حفیظ اللہ سالب
ہفت روزہ ''سرفروش'' راولاکوٹ	//	سردار گلاب خان
ہفت روزہ ''قائد'' راولپنڈی/مظفر آباد	//	جی۔ایم مفتی
ہفت روزہ ''جمیل'' و''البرق'' میرپور	//	محمد زبیر زخمی
ماہنامہ ''کشمیر ڈائجسٹ'' مظفر آباد	//	محمد خان نشتر
ہفت رزوہ ''شعور'' مظفر آباد	//	زاہد کلیم
ہفت روزہ ''عقاب'' راولاکوٹ	//	سردار محمد اسحاق خان
ہفت روزہ ''شمشیر'' مظفر آباد	//	لطیف مغل
ہفت روزہ ''چنار'' چناری مظفر آباد	//	سید غلام نبی شاہ
ہفت روزہ ''حقیقت'' مظفر آباد	//	راجہ بشیر احمد
ہفت روزہ ''ملت'' مظفر آباد	//	خواجہ عبدالرشید
ہفت روزہ ''قیادت'' مظفر آباد	//	سید بشیر احمد
ہفت روزہ ''آزاد'' مظفر آباد	//	احمد مسعود بٹ
ہفت روزہ ''شعلہ'' مظفر آباد	//	سلیم اختر پروانہ
ہفت روزہ ''مضراب'' مظفر آباد	//	غلام احمد ترابی
ہفت روزہ ''ہمقدم'' مظفر آباد	//	نثار احمد راتھر
ہفت روزہ ''مظفر آباد ٹائمز'' مظفر آباد	//	ناز بٹ
ہفت روزہ ''صدائے وقت'' مظفر آباد	//	اعجاز احمد
ہفت روزہ ''برق'' مظفر آباد	//	افراسیاب درانی
ہفت روزہ ''ترجمان کشمیر'' میرپور	//	عبدالمجید قریشی
ہفت روزہ ''جدید کشمیر'' مظفر آباد/راولپنڈی	//	منظور الحق ڈار
ماہنامہ ''بانگ'' ریڈیو مظفر آباد دوتراڑکھل کا ترجمان		
ہفت روزہ ''المشیر'' مظفر آباد	//	آزاد عسکری
ہفت روزہ ''چنگاری'' میرپور	//	شاہد مرزا

ہفت روزہ ''قلم'' گوجر باڈی مظفر آباد	ایڈیٹر	سید محمد اسحاق نقوی
پندرہ روزہ ''ہلال کشمیر'' میرپور	//	شوکت علی کیانی
ہفت روزہ ''باب کشمیر'' بھمبر	//	خالد حسین بٹ
ہفت روزہ ''تنظیم'' بھمبر/گجرات	//	ملک فضل کریم برنالوی
ہفت روزہ ''نوائے انقلاب'' منگ پلندری	//	تنویر کاشمیری
ماہنامہ ''کائنات'' میرپور	//	محمد یاسین اعجاز/محمد ندیم پاشا
ہفت روزہ ''شیرازہ'' میرپور	//	ظہیر الحسن جاوید
ہفت روزہ ''پیام انقلاب'' میرپور	//	ڈاکٹر یعقوب ظفر
ہفت روزہ ''شمشیر'' مظفر آباد		
ہفت روزہ ''حرمتِ کشمیر'' مظفر آباد		
ہفت روزہ ''آتش چنار'' مظفر آباد		
ہفت روزہ ''منظر کشمیر''	//	نسیم اختر کیانی
ہفت روزہ کشمیر بنیگا پاکستان'' چکار مظفر آباد		
ہفت روزہ ''کشمیر انٹرنیشنل'' کوٹلی	//	زاہد بیگ

آزاد کشمیر سے وقتاً فوقتاً جاری ہونے والے یہ اخبارات جو زیادہ تر ہفت روزہ ہیں۔ ان کی فہرست تو طویل ہے۔ مگر ان میں سے صرف چند اخبارات ایسے ہیں جو کافی عرصہ شائع ہوئے یا اب بھی شائع ہو رہے ہیں۔ زیادہ تر اخبارات اپنی اشاعت زیادہ عرصہ تک جاری نہ رکھ سکے اور اپنی اشاعت کے بعد جلد ہی بند ہو گئے۔

آزاد کشمیر میں اُردو صحافت کے ابتدائی تیس چالیس سال پریس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ پرنٹنگ پریس کی سہولت نہ ہونے کے باعث مشکلات اور محرومی کے برس تھے۔ اخبارات شائع کرنے والے اشاعت کا ڈیکلیریشن تو مظفر آباد سے لیتے لیکن طباعت/اشاعت کے لیے حکومت پنجاب یا سرحد سے رجوع کرنا پڑتا۔ اس کے علاوہ دوسری بڑی رکاوٹ جس کے باعث اکثر اخبار کچھ عرصہ چل کر بند ہوتے رہے وہ مالی مشکلات تھیں۔ آزاد کشمیر کے اخبارات کو اشتہارات بہت کم ملتے تھے اور ان کے بلات کی ادائیگی بھی بڑی مشکل سے ہوتی تھی۔ امراء اور حکمرانوں نے ان کی اہمیت کو کم محسوس کیا اور جائز مدد نہ کر سکے۔

دراصل صحافت کو ریاست کا چوتھا ستون کہا جاتا ہے۔ لیکن آزاد کشمیر کے اندر اخبارات کے اجراء اور بندش کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ یہاں یہ ستون ایک نرم و نازک تنے کی طرح رہا۔ پھر بھی ان اخبارات و جرائد نے نامساعد حالات کے باوجود آزاد کشمیر میں صحافتی خدمات کے علاوہ اُردو زبان و ادب کے فروغ میں اپنا کردار ادا کیا۔ ان اخبارات کی صحافتی و ادبی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

۱۹۴۷ء کی جنگ آزادی کے بعد آزاد کشمیر میں انتہائی نامساعد حالات میں جن جن عظیم اور باہمت شخصیات نے صحافت کی پرخار وادی میں پاؤں رکھ کر کشمیر کی آزادی کے لیے سالہا سال تک قلمی خدمات سرانجام دیں وہ ہماری دنیائے صحافت کے مہر و ماہ ہیں جنہیں ہم کسی طرح بھی فراموش

نہیں کر سکتے۔ان حضرات کی تحریریں اور کاوشیں ہمارے وطن کی سیاسی، سماجی، اقتصادی اور ادبی حالات کی مبسوط تاریخ ہے۔آزاد کشمیر سے ان درجنوں اخبارات کا اجراء جہاں تقسیم برصغیر کے بعد اس خطہ میں صحافتی انقلاب ہے۔وہاں یہ صحافتی کاوشیں اس علاقے میں اُردو زبان وادب کے فروغ میں بھی کسی انقلاب سے کم نہیں۔بلاشبہ آزاد کشمیر پریس نے اُردو زبان وادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔

آزاد کشمیر میں جرائد کی اُردو خدمات

اُردو زبان وادب کے فروغ میں جرائد کی افادیت مسلمہ ہے۔اُردو رسائل وجرائد نے اُردو زبان وادب کی ترویج وترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔رسائل وجرائد سے کسی ملک کے تہذیبی اور فکری رجحانات،علمی وادبی سرگرمیوں اور معیارِ تعلیم کا اندازہ ہوتا ہے۔اُردو زبان میں بھی رسالوں کی تاریخ قدیم ہے۔انیسویں صدی سے ہی جو دراصل اُردو زبان کی ترویج واشاعت اور قبول عام کی صدی ہے ان کا وجود ملتا ہے۔تقسیم برصغیر کے بعد آزاد کشمیر میں بھی اُردو اخبارات کے ساتھ ساتھ رسائل وجرائد کا آغاز بھی ہوا۔اگر چہ ان میں سے بیشتر ادبی معیار کے نہیں۔پھر بھی خطۂ آزاد کشمیر میں اُردو رسائل وجرائد نے تحریک آزادی کو پروان چڑھانے کے ساتھ ساتھ اُردو زبان وادب کے فروغ میں بھی جاندار کردار ادا کیا ہے۔جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:۔

ماہنامہ ''عزیمت'' مظفر آباد

محکمہ اوقاف آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر کی سرپرستی میں چھپنے والا پہلا باقاعدہ مجلّہ،جس کے صفحات کا حجم ۱۰۰ کے لگ بھگ رہا۔ ریاست جموں وکشمیر کی آزادی اور الحاق کے علمبردار اس مجلّہ نے آزاد کشمیر میں تحریر وتقریر کے فروغ اور تحریک آزادی کشمیر میں اہم کردار ادا کیا۔سید محمود آزاد(مصنف تاریخ کشمیر)اس کے بانی مدیر اور اس کی تمام اشاعتوں کے مرتب ہیں۔اس کے اجراء کا بنیادی مقصد تحریک آزادی کشمیر کو عالمی سطح پر حق خود ارادیت کے حصول کے لیے منظم اور فعال بنانا اور اس سلسلہ میں مسلم کانفرنسی حکومتوں کے کارناموں اور کاوشوں کو بھی بیان کرنا تھا۔تاہم اس کی اشاعتوں کے متنوع موضوعات نے آزاد کشمیر میں اُردو زبان وادب کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا۔محکمہ اوقاف ہی کی سرپرستی میں ایک مذہبی رسالہ سہ ماہی 'انوار الاولیاء' بھی نکلتا رہا۔

ماہنامہ ''کشمیر ٹوڈے'' مظفر آباد

کشمیر لبریشن سیل مظفر آباد کی سرپرستی میں چھپنے والا مجلّہ جس کی مجلس مشاورت میں میجر جنرل ریٹائرڈ طارق نظامی اور مجلس ادارت میں میاں کریم اللہ قریشی شامل ہیں۔اس مجلّہ میں تحریک آزادی کشمیر کے حوالے سے اقدامات اور تازہ ترین صورت حال کا بیان ہوتا ہے۔اس میں مختلف اخبارات کے حوالے سے بھی اطلاعات اور تجزیوں کو شامل کیا جاتا ہے۔تحریک آزادی کے حوالے سے ایک اہم میگزین ہے۔اپنے تاسیسی مقاصد کے ساتھ ساتھ اُردو زبان وادب کے فروغ کا سبب بن رہا ہے۔

ماہنامہ ''مجاہد'' کوٹلی

سید ابرار گردیزی کی ادارت میں ۱۹۹۲ء میں اس کا اجراء ہوا۔اس کا بڑا مقصد نوجوانوں میں کم عمری ہی سے تحریک آزادی کشمیر کے تصور کو اجاگر کرنا اور جہاد کشمیر کے لیے ذہنی طور پر تیار کرنا ہے۔نوجوانوں میں حصول علم کا جذبہ بھی پیدا کیا جاتا ہے۔

پندرہ روزہ ''جہاد کشمیر'' مظفر آباد/راولپنڈی

عبدالہادی احمد اس کے مدیر ہیں۔یہ جریدہ اپریل ۱۹۹۱ء میں جاری ہوا۔اس میں شہداء کے تذکرے اور مجاہدین آزادی کے کارنامے بیان کیے جاتے ہیں۔یہ مجلّہ جہاد کے اعلیٰ مقاصد کی دنیا کے سامنے ترجمانی کرتا ہے۔یہ رسالہ جماعت اسلامی کے پلیٹ فارم سے جاری ہوا۔اس

نے اپنے مقاصد کے ساتھ ساتھ اُردو زبان وادب کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔

ماہنامہ ''عروج'' مظفرآباد

بانی ایڈیٹر افتخار مغل اور سرپرست مشتاق وانی (مرحوم) تھے۔ یہ مجلّہ آل پارٹیز حریت کانفرنس کا ترجمان تھا۔ اعلیٰ معیار کا انٹرنیشنل جریدہ تھا۔ جس نے حریت کانفرنس کے کارناموں اور بیانات کو موثر انداز میں عوام تک پہنچایا۔ اس سے براہِ راست اُردو زبان کی ترویج واشاعت میں مدد ملی۔

سہ ماہی ''شوق'' میرپور

اس مجلّہ کے چیف ایڈیٹر محمد فیضان مرزا اور ایڈیٹر جمیل اجمل ہیں۔ بزمِ 'اہلِ ذوق' کوٹ جمیل بھمبر کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والا خالص ادبی مقاصد کا حامل مجلّہ جس میں تنقیدی مقالات، افسانے، طنز و مزاح، نظمیں اور غزلیں شامل ہوتی ہیں۔ اس کے شماروں میں معروف ادباء (آزاد کشمیر و پاکستان) کی تخلیقات کو شامل کیا جاتا ہے اور نئے مقامی لکھنے والوں کی بھی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ آزاد کشمیر کی ادبی تاریخ کا اہم مجلّہ ہے۔

ماہنامہ ''بصیرت'' راولاکوٹ/راولپنڈی

یہ مجلّہ ۱۸ جنوری ۱۹۷۸ء کو جاری ہوا۔ سید بشیر حسین جعفری اس کے ایڈیٹر رہے۔ جن کا شمار بلند پایہ اہلِ قلم میں ہوتا ہے۔ اس مجلّہ میں آزاد کشمیر کی تعلیمی، سماجی اور عمومی زندگی پر مضامین، خبریں، تبصرے، تاثرات اور ڈائریاں شائع ہوتی رہیں۔ یہ جریدہ آزاد کشمیر کے علاوہ بیرونِ ملک بھی جاتا رہا۔ یہ مجلّہ ۱۹۹۲ء تک باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ اس کے ادبی صفحہ میں شاعری، افسانے اور سفرنامے بھی شائع ہوتے رہے۔

ماہنامہ ''شہ رگ پاکستان''

چیف ایڈیٹر مفتی عبدالغنی شاہ کی سرپرستی میں یہ جریدہ مظفرآباد/ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ حکومت آزاد کشمیر نے ایک فرمان مجریہ ۱۹۸۶ء کی رو سے اس جریدہ کو جملہ تعلیمی اداروں کے لیے منظور کیا ہے۔ تعلیمی اداروں میں اس کے اجراء سے طلبہ میں مطالعہ کا شوق بڑھانے اور اُردو زبان وادب کے فروغ میں مدد ملی۔ اس جریدہ میں مذہب، سیاست اور کشمیریات سمیت مختلف موضوعات پر مضامین موجود ہوتے ہیں۔

ماہنامہ ''تہذیب'' کشمیر اکیڈمی مظفرآباد

آزاد کشمیر میں اداروں کی جانب سے شائع ہونے والے جرائد میں سے ایک اہم جریدہ ہے۔ جس میں مذہب، سائنس، سیاست اور تاریخ سمیت مختلف موضوعات پر تحریروں کا قابلِ قدر ذخیرہ موجود ہوتا ہے۔ کشمیر اکیڈمی مظفرآباد جو ایک حکومتی ادارہ ہے اس جریدہ کی سرپرستی کر رہا ہے۔ اکیڈمی کی سرگرمیوں کو نمایاں کرنے کے ساتھ ساتھ اُردو زبان وادب کے فروغ میں بھی اس جریدہ کا اہم کردار رہا ہے۔

ان رسائل وجرائد کے علاوہ آزاد کشمیر سے درج ذیل جرائد بھی شائع ہوئے جنھوں نے دیگر مقاصد کے علاوہ علمی وادبی خدمات بھی سر انجام دیں۔

ماہنامہ ''ارتعاش'' میرپور۔	نگران	سید مسعود اعجاز بخاری	مدیرِ اعلیٰ	منیر قاسم
ہفت روزہ ''حالات'' میرپور	مدیرِ اعلیٰ	خواجہ بشیر سرتاج		

''عکس کشمیر'' میر پور	نگران	خواجہ محمد رفیق	سرپرست اعزازی	پروفیسر نذیر انجم		
سہ ماہی ''آزادی'' میر پور	نگران	فیض اللہ خان				
ماہنامہ ''جہیل'' منگلا میر پور	مدیر اعلیٰ	ارشد ولی				
سہ ماہی ''تخلیق'' میر پور	مدیر	محمد عارف خان				
سہ ماہی ''وادی'' سماہنی بھمبر	سرپرست	سید ضمیر جعفری (مرحوم)	مدیر اعلیٰ	محمد جمیل اجمل		
پندرہ روزہ ''ندائے حق'' بھمبر	بانی	افتخار ساجد	مدیر اعلیٰ	محمد علی اختر		
سہ ماہی ''اقراء'' مظفر آباد	نگران اعلیٰ	مولانا پروفیسر عبدالرزاق				
جریدہ ''مینار کشمیر'' منگ راولاکوٹ	سرپرست اعلیٰ	مولانا عبید اللہ فاروقی				
پندرہ روزہ ''مستقبل'' اسلام گڑھ میر پور	مدیر اعلیٰ	سید صابر حسین راجوروی				
''صدائے جہاد'' کوٹلی	مدیر اعلیٰ	ایم۔آئی				
ماہنامہ ''مری آواز'' میر پور	مدیر	انور ایوب راجہ				
سہ ماہی ''پربت'' باغ	مدیر	محمد سعید اسعد				

تعلیمی اداروں کے جرائد (کالج میگزین)

درس گاہیں جو بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتی ہیں۔اپنی سرگرمیوں کو صفحہ قرطاس پر لانے کے لیے رسائل و جرائد کا اجراء بھی کرتی ہیں۔ان رسائل و جرائد کی افادیت مسلم ہے۔ان جرائد کے توسط سے طلباء کو جدید عصری علمی تحقیقات سے روشناس کرایا جاتا ہے۔تعلیم کے نئے طریقوں اور رجحانات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔انہی مقاصد کے پیش نظر آزاد کشمیر کی اچھی درس گاہوں نے جرائد کا اجراء کیا۔جن سے آزاد کشمیر کے تعلیمی اداروں کی علمی، ادبی اور تدریسی سرگرمیوں کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔تعلیمی اداروں کا جرائد کے اجراء کا اقدام قابل قدر ہے۔آزاد کشمیر میں جن تعلیمی اداروں نے علمی و ادبی جرائد کا اجراء کیا ان میں سے کچھ اداروں اور ان کے جرائد کے نام ذیل ہیں:۔

''جوہر''	یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میر پور
''سروش''	پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے طلباء میر پور
''کشت فکر''	غازی الٰہی بخش گورنمنٹ کالج برائے خواتین میر پور
''الافضل''	گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن افضل پور میر پور
''پرواز''	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے طلباء ڈڈیال میر پور
''پتن''	ڈگری کالج برائے طلباء بھمبر
''سکندر''	ڈگری کالج برائے طلباء فتح پور تھکیالہ کوٹلی

''توی''　　گورنمنٹ کالج برنالہ بھمبر

''حسرت''　　چراغ حسن حسرت گورنمنٹ ڈگری کالج برائے طلباء کھوئیرٹہ کوٹلی

''آغاز''　　بزم ادب سوسائٹی انٹر کالج ناڑ کوٹلی

''طلوع''　　گورنمنٹ انٹر کالج پنجیڑہ کوٹلی

''ضوفشاں''　　خان محمد خان گورنمنٹ ڈگری کالج پلندری

''خیابان''　　حسین شہید گورنمنٹ ڈگری کالج برائے طلباء راولا کوٹ

''المبین''　　یونیورسٹی کالج برائے خواتین کھڑک راولا کوٹ

ان تعلیمی درس گاہوں کے ان مجلوں نے آزاد کشمیر میں قابل قدر علمی وادبی خدمات سرانجام دی ہیں۔

ج۔ کتابیات

کتابیات کے لفظی معنی ''علم کتاب'' کے ہیں لیکن عموماً یہ لفظ Bibliography کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔اس معنی میں ''کتاب نگاری'' '' فہرستِ کتب''، ''ماخذ''، اور ''کتاب نامہ'' کی اُردو اصطلاحیں بھی مستعمل ہیں۔لیکن زیادہ اتفاق ''کتابیات'' پر ہے۔

اُردو میں کتابیات سازی کا رجحان کچھ زیادہ قدیم نہیں۔خاص موضوعات کے اعتبار سے کتابیات تو اور بھی کم یاب ہیں۔کتابیات کی کمی کے پیشِ نظر اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دیگر ذرائع سے استفادہ کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ان ذرائع میں وہ روزنامے اور رسائل و جرائد شامل ہیں جن میں اکثر کتب و دیگر مواد پر تبصرے چھپتے رہتے ہیں۔یہ تبصرے انتخاب کتب میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ان کے ذریعے تازہ ترین کتب کے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہیں۔اسی طرح ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی کتب پر تبصرنشر ہوتے ہیں۔جن سے استفادہ کیا جاتا ہے۔علاوہ ازیں ناشرین و کتب فروش اپنی تازہ ترین کتب کی فہرستیں تیار کر کے کتب خانوں وغیرہ کو بھیجتے رہتے ہیں۔جن سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر ایم۔ایس۔ناز کے نزدیک:-

> ''کتابیات سے مراد وہ فن ہے جس کے ذریعے تحریری یا مطبوعہ مواد کی وضاحتی فہرست تیار کی جاتی ہے۔'' ۶۰

ڈاکٹر عطش درانی کی نظر میں:-

> ''ذرائع ابلاغ کی ایسی فہرست جو باقاعدہ طور پر کسی ترتیب اور مخصوص اندراجات کے ساتھ پیش کی گئی ہو۔کتابیات (Bibliography) کہلاتی ہے''۔ ۶۱

ڈاکٹر عطش درانی نے ذرائع ابلاغ میں کتابیں، رسالے، تصویریں، نقشے، فلمیں، گراموفون، ریکارڈر، ویڈیو ٹیپ، عجائبات و نوادرات اور مخطوطات کو شامل کیا ہے۔

گرجا کمار، کرشن کمار نے اپنی کتاب "Bibliography" میں کتابیات کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے ۔

> "Currently, in our context, Bibliography is considered" as the technique of systematically producing descriptive lists of written or published records especially books and similar materials", and is defined" as such a list, so produced", and is supposed to give sufficient details to fulfil its aim". 62

کتابیات ذرائع ابلاغ کا ایسا مطالعہ ہے جو کنٹرول، رسائی اور ہدایت کے زمرے میں آتا ہے۔پہلے زمانے میں کتابیات سے مراد ماخذ

اور مصادر کی ایک ایسی سلسلہ وار فہرست تھی جس میں تمام علوم سے متعلق کتابیں یکجا کردی جاتی تھیں اور اس کی ترتیب بھی باعتبار زبان اور [illegible] کی بلحاظ حروف تہجی قائم کی جاتی تھی۔ موجودہ دور میں نہ صرف سلسلہ وار کتابیات نے بنیادی کتابیات اور توضیحی کتابیات کی صورت اختیار کی ہے بلکہ اپنے آپ کو وقیع تر اور مفید تر بنالیا ہے اور اپنے دائرہ کار میں مختلف شعبوں کو سمو کر کتاب شناسی کی بے شمار صورتیں اختیار کرلی ہیں۔ کتابیات علم بھی ہے اور فن بھی تکنیک کے اعتبار سے یہ علم کی حیثیت رکھتی ہے اور پیش کش کے اعتبار سے یہ ایک فن ہے۔ اسٹڈائل کہتا ہے:-

> "Bibliography is an art and also a science'. He argues that, "That art is that of recording books; The science, necessary to it, is that of the making of books and of their extent record". 63

کتابیات کی ضرورت واہمیت

اردو میں کتابیات کی روایت زیادہ قدیم نہیں۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے اسحاق ابن ندیم نے ''الفہرست'' جیسی کتابیات مرتب کرکے اس صنف کو متعارف کرایا۔ ''الفہرست'' میں اُس دور کی عام کتابوں کا جائزہ پیش کیا گیا۔ کتابیات بھی اگرچہ کتابوں ہی کی فہرست ہوتی ہے جس کو مختلف طریقوں سے مرتب کیا جاتا ہے۔ تاہم کتابیات اکثر کتابوں کے متعلق انفرادی معلومات اور انتخاب کے لئے بہت مفید ہوتی ہے۔ کتابیات مصنف، عنوان اور موضوعی معلومات کو تلاش کرنے میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔ یورپ میں سترھویں صدی عیسوی میں سینٹ لوئی جیکب نے کتابیات کی ایک صنف کو متعارف کروایا۔ پھر بھی بیسویں صدی عیسوی تک کتابیات محض کتابوں کی ایک فہرست ہوا کرتی تھی۔ آج کے دور میں کتابیات نہ صرف کتابوں کے ناموں کی ایک فہرست ہوتی ہے بلکہ کتابوں کی تشریحی فہرست کا نام ہے جس سے کتابوں کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوجاتی ہیں۔ کتابوں کی فہرستیں عام طور پر دکاندار اپنی تجارتی ضرورتوں کے پیش نظر شائع کرتے ہیں یا بعض کتب خانے اپنے کیٹلاگ بھی شائع کرتے ہیں۔ سترھویں صدی کے آخر میں کونارڈ گیسز CONARD GESES نے دنیا کی اہم کتابوں کی فہرست شائع کر کے ایک اہم کام سرانجام دیا۔ اس طرح سترھویں صدی میں تشریحی فہرستیں شائع ہونے لگیں۔ اُردو میں کتابیات کا آغاز بیسویں صدی عیسوی میں ہوا۔ سجاد مرزا بیگ دہلوی نے حیدرآباد دکن سے "الفہرست" شائع کی جو اُردو کتابیات کی پہلی کوشش تھی۔ بعد میں انجمن ترقی اُردو پاکستان نے ''قاموس الکتاب'' کے نام سے اُردو کی باقاعدہ کتابیات مرتب کر کے شائع کی۔ جو تین جلدوں پر مشتمل تھی۔ اُردو میں موضوعاتی کتابیات کا آغاز نیشنل بُک کونسل کی جانب سے ہوا لیکن مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے مختلف موضوعات پر کتابیات سازی کر کے باضابطہ اہم کام سرانجام دیا۔ ۶۴

کتابیات سازی کے سلسلہ میں انفرادی یا تجارتی سطح پر جس طرح امریکن فرم (R-R-Bowker) نے کام کیا ہے، پاکستان میں کام نہیں ہوا۔ ہمارے ہاں کتابیات سازی کا جو کچھ کام ہوا ہے وہ سرکاری سطح پر ہوا ہے۔ کتابیات سازی کا اہم کام مقتدرہ قومی زبان، نیشنل بک کونسل، اکادمی ادبیات پاکستان اور نیشنل لائبریری نے انجام دیا۔

گزشتہ زمانے میں جب علوم کا دائرہ اتنا وسیع نہ تھا اور کتب کی تعداد لامحدود نہ تھی ایک محقق یا مصنف کو موضوع کے تمام پہلوؤں سے واقفیت رکھنا مشکل نہ تھا۔ لیکن دور حاضرہ میں علوم کا دائرہ اتنا وسیع ہوچکا ہے کہ لاتعداد کتب آئے روز شائع ہورہی ہیں جس کی وجہ سے کسی محقق کے

لیے یہ ممکن نہیں رہا کہ وہ کم سے وسیع ذخائر میں سے اپنے لیے کم وقت میں مطلوبہ مواد حاصل کر سکے۔ اس لیے علمی ماخذوں کے پھیلاؤ سے کتابیات کی ضرورت واہمیت بڑھ گئی ہے۔علم کے مختلف شعبوں میں معلومات اور مآخذ جس قدر تیزی سے بڑھ رہے ہیں ان پر عبور حاصل کرنا آسان نہیں رہا۔اس لیے کتابیات جیسے دیگر ذرائع کو بروئے کار لانا ناگزیر ہو جاتا ہے۔کتابیات ہی اشاعتی سیلاب کو اپنے قابو میں رکھتی ہے۔کتابیات میں روز افزوں معلومات کا احاطہ ہوتا رہتا ہے۔کتابیات کے ذریعے کتب کے انتخاب میں مدد ملتی ہے۔کتابیات میں تازہ کتب کا اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے۔بآسانی نئی کتب کے متعلق انفرادی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔موجودہ دور کے تقاضوں کے پیش نظر کتابیات کا فن مستقل حیثیت اختیار کر چکا ہے۔اس طرح کتابیات سازی کے فن سے واقفیت بھی ضروری ہو کر رہ گئی ہے۔علمی و تحقیقی ضرورت کے پیش نظر مختلف موضوعات پر مختلف انداز سے کتابیات مرتب کر کے شائع کی جاتی ہیں تا کہ کتابیات کے ذریعے بآسانی معلومات تک رسائی حاصل ہو سکے۔اشاعتی پھیلاؤ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۵۰ء میں کتابوں کی جو تعداد تھی ۱۹۷۰ء میں اس سے چار گنا ہو گئی۔۱۹۰۰ء میں دنیا بھر میں صرف دس ہزار رسالے شائع ہوتے تھے جبکہ آجکل ایک لاکھ سے زائد رسالے شائع ہوتے ہیں۔ [65]

لہذا جس قدر کتب کی اشاعت میں اضافہ ہو رہا ہے اُسی قدر کتابیات کی اہمیت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔کتابیات کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے۔محققین کے لیے کتابیات کی اہمیت مسلم ہے۔اس لئے جب بھی کوئی کتابیات شائع ہوتی ہے تو محققین بجا طور پر اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔

کتابیات کی خصوصیات

کسی بھی کتابیات میں درج ذیل خصوصیات کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔تکمیل۔ ۲۔تجزیہ۔ ۳۔وسعت۔

تکمیل

جس موضوع پر کتابیات سازی کی جا رہی ہو اس موضوع سے متعلق مکمل ریکارڈ شامل کرنا ضروری ہوتا ہے تا کہ محققین/قارئین کی ضرورت پوری ہو سکے۔امکانی حد تک جملہ مواد کو کتابیات میں شامل کیا جانا چاہیے۔وقتی کام کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی چونکہ یہ محققین/قارئین کی ضروریات کو پورا نہیں کر پاتیں۔اس لیے امکانی حد تک تمام مواد کتابیات میں شامل ہو جس سے اندازہ ہو کہ متعلقہ موضوع پر ماضی میں کیا کچھ شائع ہوا، حال میں کیا کچھ شائع ہو رہا ہے۔اور مستقبل میں کیا کچھ شائع ہونے کے امکانات ہیں۔

تجزیہ

کتابیات کو تجزیاتی ہونا چاہیے تا کہ کتابیات کے مختصر تجزیہ سے کتاب کی بے شمار ورق گردانی کی ضرورت نہ پڑے اور تھوڑے وقت میں متعلقہ کتاب کا تعارف ہو سکے۔

وسعت

کتابیات عام طور پر کتابوں کی فہرست پر مشتمل ہوتی ہے۔لیکن پیشہ وارانہ اعتبار سے کتابیات میں ہر قسم کے مواد کا احاطہ کرنا چاہیے۔

کتابیات کے مقاصد

عام طور پر کتابیات کے تین مقاصد ہوتے ہیں۔

۱۔ معلومات کی تصدیق۔ ۲۔ تلاش میں مدد۔ ۳۔ انتخاب۔

معلومات کی تصدیق

کتابیات سے حسب ذیل معلومات حاصل ہوسکتی ہیں۔یاان کی تصدیق ہوسکتی ہے۔

مصنف کا نام، کتاب کا نام، مقام اشاعت، ناشر، سال اشاعت،صفحات کی تعداد،سائز،نقشوں اور خاکوں کے مندرجات اور قیمت وغیرہ۔

اب ۱۹۷۰ء کے بعد سے ایک اور عنصر بھی شامل کیا جاتا ہے۔یعنی عالمی معیاری کتاب نمبر International Standered Book Number(ع م ک ن I S B N)

تلاش میں مدد

کتابیات سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ یہ کتاب کہاں شائع ہوئی اور کس کتب خانے میں دستیاب ہے یا اس کا حوالہ کہاں موجود ہے۔

انتخاب

کتابیات کی مدد سے بہترین کتابوں/ضرورت کی کتابوں یا مواد کے انتخاب میں مدد ملتی ہے۔کتابیات ہی کی مدد سے یہ معلومات حاصل ہوتی ہیں کہ کس موضوع پر یا کس مصنف کی کتابیں کہاں دستیاب ہیں۔

کتابیات سے حاصل ہونے والی معلومات

کتابیات سے حسب ذیل نوعیت کی معلومات حاصل ہوجاتی ہیں۔

۱۔کتابوں کی فہرست، ۲۔ رسالوں کے مضامین کی فہرست، ۳۔ کسی موضوع پر کتابیاتی فہرست، ۴۔ کسی زبان میں موجود مطبوعات، ۵۔ اخباروں ورسالوں کی فہرست، ۶۔ ناشرین کے پتے، ۷۔ جدید مطبوعات کی فہرست، ۸۔ دستاویزات کی فہرست، ۹۔ بہترین مطبوعات کی فہرست، ۱۰۔ کسی مصنف کی مکمل مطبوعات، ۱۱۔ کسی کتاب کے مختلف ایڈیشن، ۱۲۔ کسی کتاب یا رسالے کے ایڈیشن کی قیمت، ۱۳۔ ریکارڈ میں آنے والی چیزوں سے آگاہی۔

کتابیات کی شاخیں Forms of Bibliography

۱۔ منظّم کتابیات،۔ ۲۔ تجزیاتی یا تنقیدی کتابیات۔ ۳۔ تاریخی کتابیات۔

۱۔ منظّم کتابیات Systematic Bibliography

کتابیات ایک منظّم فہرست ہے۔کتابیات اس طرح ترتیب دی جاتی ہے کہ منطقی طور پر جو چیز پہلے آنی چاہیے وہ پہلے آئے۔منظّم کتابیات

ہر قسم کی کتابیات میں بنیادی کیفیت درج کی ہے۔ [illegible] کتابیات میں بنیادی [illegible] کا اندراج کیا جاتا ہے [illegible]
جاتا۔ منظم کتابیات پرکھنے کے چند اصول ذیل ہیں۔

۱۔ یہ دیکھا جاتا ہے کہ کتابیات میں کس قسم کے مواد کا احاطہ کیا گیا ہے؟ یعنی مواد میں کتابوں، رسالوں، مضامین، تصاویر، نقشوں، فلموں وغیرہ میں سے کیا شامل ہے۔

۲۔ کتابیات کس مقصد کے لئے مرتب کی گئی ہے؟ مصنفین، لائبریریوں، دکانداروں، عام قارئین وغیرہ میں کس کے استفادہ کے لیے مرتب ہوئی ہے۔

۳۔ کتابیات کس علاقے یا زبان سے تعلق رکھتی ہے؟ کیا قومی سطح کی ہے، بین الاقوامی سطح کی یا اس کا تعلق کس زبان سے ہے؟

۴۔ منظم کتابیات میں یہ بات پیش نظر ہوتی ہے کہ اس میں کس وقت تک کا احاطہ کیا گیا ہے یعنی اس میں کسی خاص سال تک کی مطبوعات کی فہرست ہے یا سال بہ سال شائع ہونے والی کتابیں اس میں شامل کی جاتی ہیں۔

۵۔ کیا فراہم کردہ معلومات بنیادی ہیں یا ثانوی؟ اگر اصل ریکارڈ دیکھ کر تیار کی گئی ہیں تو اسے بنیادی کتابیات کہتے ہیں اور اگر دوسرے ریکارڈ یا کتابیات کی مدد سے تیار کی گئی ہیں تو اسے ثانوی کتابیات کہتے ہیں۔

۶۔ کتابیات کی ترتیب کیسی ہے؟ یعنی مصنفین کے ناموں کو ترتیب دیا گیا ہے یا کتابوں کے ناموں کو یا موضوعات کو ترتیب دیا گیا ہے یا کوئی اور ترتیب ہے۔

۷۔ کتابیات کی کونسی قسم ہے؟ کیا یہ بین الاقوامی، قومی، تجارتی کتابیات ہے؟ کیا یہ کتابیاتی اشاریہ ہے؟ کیا یہ کتابیات کی کتابیات ہے وغیرہ۔

ان اصولوں کو پیش نظر رکھ کر کتابیات کو جانچا پرکھا جاسکتا ہے۔ ۶۶

۲۔ تجزیاتی یا تنقیدی کتابیات

> ''جب کسی کتابیات میں اندراجات کا طبعی تجزیہ کیا جاتا ہے۔ یا اس کے معیار اور
> مقام پر تنقید کی جاتی ہے۔ تو اس قسم کی کتابیات کو تجزیاتی یا تنقیدی کہتے ہیں''۔ ۶۷

یعنی اس کی تاریخ کیا ہے؟ اس کا موضوع کیا ہے؟ اس کی علمی حیثیت کیا ہے؟ اس کے موجودہ اڈیشن اور دیگر اڈیشنوں میں کیا فرق ہے ؟ طباعت کیسی ہے۔ وغیرہ ۔ یہ کتابیات دو طرح کی ہوسکتی ہے۔

الف۔ تشریحی کتابیات

تشریحی کتابیات میں اندراجات کی تشریح کردی جاتی ہے۔ اسکی طبعی ساخت کے متعلق بتادیا جاتا ہے مطبوعات کی ظاہری شکل وصورت کے معیار کے بارے میں فیصلہ دیا جاتا ہے۔

ب۔ متنی کتابیات

متنی کتابیات میں ظاہری شکل وصورت کے علاوہ کتابیات میں مندرجہ کتاب کے متن/مواد کی صحت، معیار اور اقسام کو بھی زیر بحث لایا

جاتا ہے۔

۳۔ تاریخی کتابیات

کتابوں کی تحریر، طباعت، یا پیش کش کے لحاظ سے ان کے تاریخی، سماجی یا ثقافتی پس منظر کا جائزہ پیش کرنا تاریخی کتابیات کہلاتا ہے۔اس میں فنِ کتابیات کے لحاظ سے کتابیاتی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

کتابیات کی اقسام

ا۔ قومی کتابیات

> ''کسی قوم، ملک کی کلی اور مجموعی کتابیات کو قومی کتابیات کہتے ہیں۔اس میں ہر قسم کی قومی دستاویزات، مطبوعات، مخطوطات، تجارتی یا غیر تجارتی مواد، علاقے، موضوع اور وقت کی قید سے مبرا اشیاء شامل ہوتی ہیں''۔ ۶۸

تقریباً ایک صدی پہلے قومی کتابیات کا آغاز ہوا۔امریکہ، برطانیہ، جرمنی اور پاکستان میں قومی کتابیات کے نام سے کتابیات شائع تو ہوئیں مگر واحد قومی کتابیات ابھی تک کسی ملک نے مرتب نہیں کی۔قومی کتابیات میں ملک کے بارے میں اور ملک کے تمام باشندوں کے بارے میں اور ملک کے تمام باشندوں کی مطبوعات، دستاویزات اور ریکارڈ خواہ ملک کے اندر سے یا کہیں باہر سے شائع ہوں شامل ہوتے ہیں۔ قومی کتابیات کی تیاری کے لیے قومی کتب خانے، پریس، دیگر ذخیرے جہاں قومی مطبوعات موجود ہوں اور ناشرین کتب سے براہِ راست رابطہ بنیادی مآخذ تصور کیے جاتے ہیں۔قومی کتابیات کی تیاری قومی کتب خانے کا اولین فرض ہے ملک کا کوئی اور ادارہ بھی یہ کام سرانجام دے سکتا ہے۔ ڈیوی کا اعشاری نظام قومی کتابیات کی تیاری کے لیے موزوں نہیں کیونکہ یہ قومی کتابیات کی وسعت کا احاطہ نہیں کر سکتا۔اس میں کتاب، مصنف، ناشر، موضوع، مقام اشاعت، ایڈیشن، سلسلہ نمبر، قیمت، جلد، سائز اور تجزیہ جیسے اندراجات ہونا ضروری ہیں اگر قومی کتابیات موجود نہ ہو تو سالانہ کتابیات کی بنیاد پر قومی کتابیات مرتب کی جاسکتی ہے۔

۲۔ تجارتی کتابیات

تجارتی اداروں کی طرف سے یا ان کی شائع کردہ کتابیات تجارتی کتابیات کہلاتی ہے۔ ناشرین، کتب فروش، سرکاری یا نیم سرکاری اداروں مثلاً نیشنل بک کونسل آف پاکستان جیسے اداروں کی طرف سے تجارتی کتابیات شائع ہوتی رہی ہے۔اس قسم کی کتابیات کا اصل مقصد کتب کی تجارت کو فروغ دینا ہے۔اس کتابیات کے ذریعے اہلِ علم کو متوجہ کیا جاتا ہے اور انتخاب کتب میں مدد مل سکتی ہے۔

اُردو میں ناشرین کی طرف سے کتابیات شائع ہوتی رہی ہیں۔صدیق بک ڈپو لکھنؤ کی فہرست کتب اس کی پہلی باقاعدہ کوشش ہے۔ ناشرین کی مجموعی فہرست ''اُردو کتابوں کی ڈائریکٹری''، نیشنل بک کونسل آف پاکستان لاہور نے ۱۹۷۰ء میں شائع کی۔اس کے بعد اس ادارے نے موضوعاتی کتابیات شائع کیں۔

۳۔ لائبریری کیٹلاگ

کتب خانوں کے مطبوعہ کیٹلاگ بھی کتابیات ہی کا کام دیتے ہیں انھیں عام طور پر منظم کتابیات کی ذیل میں شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ موضوع، وقت، مواد، زبان، علاقہ یا ملک جیسے پہلوؤں سے محدود نہیں کیے جاسکتے۔ بڑے یا قومی کتب خانوں کے کیٹلاگ زیادہ سے زیادہ معلومات بہم پہنچاتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ تحقیقی معاونت کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ دو سے زیادہ کتب خانوں کے اجتماعی کیٹلاگ کو یونین کیٹلاگ کہا جاتا ہے۔ [۶۹]

لائبریری کیٹلاگ کے ضمن میں سب سے جامع کام واشنگٹن سے شائع ہونے والا ''لائبریری آف کانگریس کا کیٹلاگ'' ہے جو کیٹلاگ سازی کے بہترین اصولوں کا حامل ہے۔ اس کیٹلاگ میں کتب کا تعارف کرانے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ یہ ایک تشریحی کیٹلاگ ہے۔ اس میں مصنف کے سوانحی حالات بھی درج ہیں۔ لائبریری آف کانگریس کیٹلاگ کی پہلی اشاعت ۳۱ جولائی ۱۹۴۲ء تک ایک سو ترسٹھ جلدوں میں ہوئی۔ بعد میں ضمیمے بھی شائع ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں نیشنل یونین کیٹلاگ شائع کیا گیا جو اٹھائیس جلدوں پر مشتمل تھا۔ اس میں امریکہ کے ۷۵۰ مزید کتب خانے بھی شائع کیے گئے۔ اس میں کتابیں، نقشے، پمفلٹ، اٹلس، رسالے، اخبارات، موسیقی اور فلم کے کاموں کو شامل کیا گیا۔ اس کے اندراجات کچھ یوں ہیں:-

مصنف کا نام، تاریخ پیدائش، تاریخ وفات، کتابیات کا عنوان، مقام اشاعت، ناشر، تاریخ اشاعت، سلسلہ نمبر، ایڈیشن، تشریح، تاریخ، شعبہ، لائبریری نمبر، ڈیوی اعشاری نمبر، عالمی معیاری کتاب نمبر وغیرہ۔ اس کا نیا نام ''نیشنل یونین کیٹلاگ'' رکھا گیا۔ ۱۹۵۶ء تک اس کی کل چار سو پچاس جلدیں شائع ہوئیں جن میں ایک کروڑ اندراجات تھے۔ اس طرح برطانوی عجائب گھر کی طرف سے ۱۸۸۴ء سے ''برٹش میوزیم کیٹلاگ'' شائع ہو رہے ہیں جو کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔ بعد میں اسے ''جنرل کیٹلاگ آف پرنٹیڈ بکس'' کہا جانے لگا جو ۲۶۳ سے زائد جلدوں اور ضمیموں میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ کیٹلاگ مصنف وار شائع ہوا۔ اس لئے موضوعی اندراجات کی کمی کے پیش نظر ایک موضوعی اشاریہ شائع کیا گیا۔ پاکستان میں چند کتب خانوں نے اپنے کیٹلاگ شائع کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس میں پنجاب پبلک لائبریری لاہور شامل ہے۔ جس نے ۱۹۳۸ء تک کی مشرقی زبانوں کی کتابوں کی فہرست شائع کی ہے۔

۴۔ تحقیقی کتابیات

تحقیقی کتابیات سے مراد ایسی کتابیات ہے جو تحقیقی مقالوں یا تحقیقی کاموں کی فہرست پر مشتمل ہو۔ تحقیقی کام کرنے والی یونیورسٹیاں اپنے مقالوں کی کتابیات شائع کرتی رہتی ہیں۔ اس نوعیت کی ایک اہم کتابیات مشی گان سے ۱۹۳۸ء سے شائع ہو رہی ہے۔ یہ Dissertation Abstracts International تین سو پینتالیس اداروں کے ڈاکٹریٹ کے مقالوں کی تشریحی کتابیات ہے۔ ہر مقالے کا خلاصہ چار سو سے چھ سو الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔

۵۔ منتخب کتابیات

بعض مخصوص کتابیات کے لئے ایسی کتابیات شائع کی جاتی ہیں جو محض محدود راہنما کتابیات کا کام کرتی ہیں۔ یہ کتابیات مخصوص کتب کے انتخاب میں مدد دیتی ہیں مثلاً ''خصوصی مطالعاتی فہرستیں''، ''بہترین کتابیں'' وغیرہ۔ ولیم سوان کی کتابیات ''بیسٹ بکس'' جو ڈیڑھ لاکھ کتابوں

کی فہرست ہے اس کی ایک مثال ہے۔

۶۔ موضوعی کتابیات

''کسی مخصوص میدان یا موضوع سے متعلق حوالہ جاتی کتابیات موضوعی کتابیات کہلاتی ہے''۔ ۷۰؎

یہ کتابیات کسی فرد، علاقہ، کسی ادبی صنف یا علمی موضوع پر مرتب ہوسکتی ہے۔ مثلاً ''کتابیات قانون''، ''کتابیات لغات'' وغیرہ۔ یہ کتابیات کسی بڑے موضوع کی ذیلی کتابیات بھی ہوسکتی ہے۔ مثلاً کتابیات قانون اسلامی کے ساتھ ساتھ کتابیات فقہ، کتابیات فتاویٰ وغیرہ۔ کسی موضوع کے خاص پہلوؤں تک پہنچنے کے لیے موضوعی کتابیات بے حد مفید ہوتی ہے۔ مصنف کو اس سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ موضوع کے بارے میں کس قدر مواد میسر ہے اور کس قدر مزید تلاش کرنا ضروری ہے۔ موضوعی کتابیات کے سلسلہ میں خاصا کام ہو چکا ہے۔ اس کام میں مقتدرہ قومی زبان کا حصہ سب سے نمایاں ہے۔ جہاں ایک باقاعدہ پروگرام کے تحت کئی موضوعات پر کتابیات مرتب ہو چکی ہیں۔ عام طور پر یہ کتابیات مصنفین کے ناموں سے ترتیب دی جاتی ہے مگر قاری کو موضوع وار ترتیب سے زیادہ آسانی ہوتی ہے۔ اس لئے ایسی کتابیات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو کسی خاص موضوع کا احاطہ کرے۔ موضوعی کتابیات مصنف وار بھی ترتیب دی جاسکتی ہے۔ مگر موضوعی کتابیات کیلئے کتاب وار ترتیب زیادہ مناسب ہے جس کو ذیلی عنوانات میں تقسیم کردینا بہتر ہوتا ہے۔ موضوعی کتابیات کو الفبائی ترتیب دی جاتی ہے یا سنین وار ترتیب بھی دی جاسکتی ہے۔

۷۔ اشاریے/خلاصے

کسی مطالعاتی مواد کا منظم متنی راہنما اشاریہ کہلاتا ہے جسمیں اندراجات کو الفبائی ترتیب سے پیش کیا جاتا ہے۔ متن کا صفحہ نمبر یا سلسلہ نمبر کا حوالہ ساتھ ہی شائع ہوتا ہے۔ اگرچہ کتابیات بھی ایک طرح کا اشاریہ ہی ہوتا ہے لیکن مخصوص اصطلاح میں اشاریہ صرف ایک کتاب یا اس کی تمام جلدوں تک محدود ہوتا ہے۔ ایسی کتابیات جس میں ہر اندراج کا مقام حصول بھی درج ہو اشاریہ کہلاسکتی ہے۔ مثلاً رسائل کے مضامین کی کتاب کو اشاریہ ہی کہا جائیگا۔ مصنف کے الفاظ میں اس کے خیالات کم سے کم الفاظ میں پیش کرنے کو خلاصہ کہا جاتا ہے۔ خلاصوں کی ایسی فہرستیں/کتابیات شائع ہوتی رہتی ہیں جو دو قسموں پر مشتمل ہوتی ہیں پہلی قسم کا خلاصہ صرف مقالوں کی تلخیص کرتا ہے اور اس کے مندرجات کی فہرست مہیا کرتا ہے۔ دوسری قسم کا خلاصہ اہم اعداد و شمار اور نتائج کو بھی پیش کرتا ہے۔ اس میں مقالے کی اہمیت، وسعت، مقاصد، طریقِ تحقیق، نتائج اور ان کا خلاصہ شامل ہوتا ہے۔

۸۔ کتابیاتی کتابیات

ایسی کتابیات جو دیگر کتابیات کی فہرست پر مبنی ہو کتابیاتی کتابیات کہلاتی ہے۔ اس کی ضرورت عالمی کتابیات کی جگہ محسوس ہو رہی ہے۔ عالمی کتابیات باقاعدہ اور منظم طور پر مرتب کرنا مشکل ہے۔ لیکن یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ دنیا بھر کی کتابیاتی خدمات کی فہرست مرتب کر کے عالمی کتابیات کی کمی کو پورا کیا جائے۔ ۱۶۸۶ء میں انٹونیو زار نے جنیوا سے پہلی بار ''کیٹلاگ'' کے نام سے کتابیاتی کتابیات شائع کی ۔

۱۹۶۵ء سے ۱۹۶۷ء کے دوران پانچ جلدوں میں جنیوا سے Retrospective Bibliography of Biblio Graphies شائع ہوئی۔ اس میں ایک لاکھ سترہ ہزار ایک سو ستاسی (۱۱۷۱۸۷) مختلف کتابیات کا اندراج ہوا۔ ۱۹۷۲ء میں یونیسکو نے تین جلدوں پر مشتمل ایسی کتابیات ''عالمی کتابیاتی خدمات'' کے نام سے شائع کی۔ اُردو میں بھی ایسی کتابیات کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس کی ایک مثال

فہرست کتابیات اسلام‘‘ از سید جمیل احمد ۱۹۸۳ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ جس میں مشرقی زبانوں اور مغربی زبانوں میں اسلام سے متعلق کتابیات کی فہرست دی گئی ہے۔ اے

۹۔ شخصی کتابیات

یہ کسی شخصیت کی اور شخصیت پر لکھی جانے والی تحریروں کی فہرست ہے۔ شخصی کتابیات سے مصنف کی شخصیت کے تمام خدوخال سامنے آجاتے ہیں۔ شخصی کتابیات میں مصنف کی تحریر، دستاویزات کی فہرست، تصانیف، مصنف کی شخصیت اور اس کے علمی کارناموں پر لکھی جانے والی کتب، مقالات، انٹرویو، کالم، وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ اُردو میں شخصی کتابیات پر خاصا کام ہو چکا ہے۔ جن میں قومی اور ادبی شخصیات مثلاً قائداعظم، علامہ اقبال، غالب پر کتابیات شامل ہیں۔

۱۰۔ اجتماعی کتابیات

مختلف کتب خانوں کی اجتماعی فہرست کو اجتماعی کتابیات کہتے ہیں۔ اجتماعی کتابیات کسی دستاویز یا مآخذ کو تلاش کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس نوعیت کی کتابیات بین الکتب خانہ، معلومات کے تبادلے کے لئے محققین کی معاونت کرتی ہے۔ ایسی کتابیات انتخاب مآخذ کے ذریعے کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہے۔ اجتماعی کتابیات پر کافی کام ہو چکا ہے۔ کراچی سے ’’دراسات اسلامیہ‘‘ کے نام سے چھ کتب خانوں کی مشترک کتابیات شائع ہوچکی ہے۔

۱۱۔ عالمی کتابیات

عالمی کتابیات ان سب موضوعات، مآخذ اور مواد کا احاطہ کرتی ہے جو دنیا کے تمام ملکوں اور دنیا کی تمام زبانوں میں پیدا ہوتا ہے۔ ۲ے
عالمی کتابیات علمی دنیا کا ایک خواب ہے جس کی تعبیر کے لیے کئی کوششیں ہوئیں۔ پہلی کوشش ۱۵۴۵ء میں کونارڈ گیسنر Konard Gesner کی کتاب Bibliotheca Universals سے ہوئی۔ یہ کتاب صرف بارہ ہزار تصانیف پر مشتمل تھی۔ یونیسکو نے دوسری جنگ عظیم کے بعد قومی کتابیات کے واحدوں کے ذریعے اس رجحان کو بڑھانے کی کوشش کی۔ تاہم عالمی کتابیات کے خواب کی تکمیل تا حال بوجوہ نہیں ہو سکی۔ بعض ممالک نے قومی کتابیات مرتب کرنے میں پیش رفت کی ہے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو یقیناً قومی کتابیات کے واحدوں کی مدد سے عالمی کتابیات مرتب ہو سکے گی۔

کتابیات سازی

کتابیات سازی ایک تکنیکی فن ہے۔ اس کے اپنے مخصوص تقاضے ہوتے ہیں جو منصوبہ بندی سے لیکر ستنامی خدمات تک پھیلے ہوئے ہیں۔ کتابیات سازی چونکہ ایک تکنیکی فن ہے اس لیے کتابیات کے مرتب کے لئے کتاب سازی کے اصولوں کا جاننا ضروری ہے۔ کتابیات ساز کو جہاں اپنے موضوع کا علم ہونا ضروری ہے وہاں کتابیات کی ترتیب و تنظیم کے اصولوں کا ماہر ہونا بھی ضروری ہے۔ کتابیات ساز کو چند دیگر خصوصیات کا حامل بھی ہونا چاہیے۔ جن میں زبردست قوت مشاہدہ، بے تعصب اور غیر جانبدار ہونا، تجزیاتی اور تحقیقی ذہن کا مالک ہونا، سائنٹیفک انداز، فیصلہ کی قوت، عمدہ شخصیت، علم کتاب داری و اصول کتابیات سے واقفیت اور علمی دیانت جیسی صفات شامل ہیں۔

Bibliography میں یوں لکھا ہے کہ:-

"Bibliographic work is certainly a vocation which demands a special attitude of mind and certain qualities which cannot always be acquired at will or by training. Therefore, everybody can not possible become a good Bibliographer." 73.

منصوبہ بندی، مآخذوں اور حوالوں کی تلاش

کتابیات مرتب کرنے سے قبل اس کی حدود کا تعین کرنا اور اس کے لئے وسائل و ذخائر کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ مرتب یہ بھی طے کرے گا۔ کہ کتابیات کس قسم کی اور کس کے لئے ہوگی؟ اس کے اندراجات کیا ہوں گے اور مواد کہاں سے حاصل ہوگا؟ وغیرہ۔ کتابیات کی منصوبہ بندی میں اس کے موضوع کا تعارف، کتابیات کا مقصد، اندراجات کا تعین اور ترتیب وغیرہ شامل ہیں۔ کتابیات کے مآخذوں اور حوالوں کی تلاش کے ضمن میں سب سے پہلا مآخذ اصل مواد یا کتابیں ہوتی ہیں۔ دوسرا مآخذ کتب خانے کا کیٹلاگ ہے۔ تیسرا مآخذ قومی کتابیات اور تجارتی فہرستیں ہیں۔ چوتھا مآخذ اس موضوع پر موجود سابقہ کتابیات ہے۔ پانچواں مآخذ اخبارات ورسائل میں کتابوں پر شائع ہونے والے تبصرے اور تنقیدی رپورٹیں ہیں۔ چھٹا مآخذ ان کتابوں کی دکانیں ہیں تاہم ان ماخذوں اور حوالوں کی تلاش کی مناسب جگہ لائبریری ہی ہے۔ ماہر کتابیات ساز کو کتب خانوں میں جانا ضروری ہوتا ہے جہاں وہ اصل مآخذ تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔

''کتابیاتِ کشمیر'' کی ضرورت واہمیت

قدرت نے جہاں کشمیر کو حسن سے مالا مال کر رکھا ہے۔ وہاں اس کے باسیوں کو علم وادب سے بھی بخوبی نواز رکھا ہے۔ خطۂ کشمیر جنت نظیر صدیوں سے طالع آزماؤں کی جنگجویانہ پالیسیوں کے زیرِ اثر رہا۔ اس لیے مختلف اقوام نے مختلف ادوار میں کشمیر پر حکومت کی۔ جن میں سے اکثر حکمرانوں نے کشمیر میں لوٹ مار کا بازار گرم کیے رکھا اور کشمیر کے قدرتی حُسن کو اُجاڑنے تک محدود رہے۔ جبکہ مغل قوم کے سو برسوں نے کشمیر کی سیاست، مذہب، معیشت اور خصوصاً ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ کشمیر کا اپنا الگ انفرادی حیثیت کا حامل ادب موجود ہے۔ کشمیر میں مسلمان حکمرانوں نے علم وادب کو پنپنے اور نئی جہت پیدا کرنے کا بہترین موقع فراہم کیا۔

پابہ زنجیر کشمیر نے اہلِ کشمیر کو عظیم ادیبوں سے نوازا۔ کشمیر میں سیاسی یورشوں اور تحریکوں کے زور نے کشمیری ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ کسی بھی قوم کی عظمتِ گم گشتہ کا اندازہ لگانے کے لئے عموماً اس کے علمی وادبی سرمائے کو دیکھا جاتا ہے جو اسلاف کا چھوڑا ہوتا ہے۔ تاریخ کشمیر بھی ایسے ہی گراں قدر سرمائے سے بھری پڑی ہے۔ تاریخ کشمیر سے دلچسپی رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ ماضی میں کشمیر علم وہنر کے میدان میں دنیا کے کسی بھی خطے سے پیچھے نہیں رہا۔ لیکن دُکھ اس بات کا ہے کہ کشمیر کا علمی وادبی سرمایہ دستبرد زمانہ کی نذر ہو گیا۔ بے قدر زمانے نے علم وادب کے نہ جانے کیسے کیسے فن پارے خاک میں ملا دیئے ہوں گے۔ بہر حال اتنا غنیمت ہے کہ ابھی تک کچھ نشان باقی ہیں۔

کشمیر میں جہاں کشمیری، گوجری، ہندکو، پہاڑی، پنجابی، ہندی اور ڈوگری زبانوں میں کتب تصنیف ہوئیں وہاں اُردو زبان میں بھی بہت سا علمی وادبی سرمایہ تخلیق ہوا۔ کشمیر کے اس علمی وادبی سرمائے کو سامنے لانا ''کتابیاتِ کشمیر'' کا اوّلین مقصد ہے۔ خصوصاً کشمیر کی تحریکِ آزادی کے پس منظر میں اُردو زبان میں بہت سی علمی، ادبی اور تاریخی کُتب تصنیف ہوئیں۔ کشمیر کی تہذیب وثقافت، معاشرت ومعیشت، مذہب وسیاست اور حُسن وجمال کے حوالے سے بے شمار کُتب تصنیف وتالیف ہوئیں۔ کشمیر ایک ایسا موضوع بن کر رہ گیا جس پر بہت سا مواد اشاعت پذیر ہوا۔ کچھ عرصہ تک تو یہ مواد انگلیوں پر گِنا جا سکتا تھا مگر اب اُردو میں اہلِ کشمیر کی خدمات اس قدر وسعت اختیار کر گئی ہیں کہ ان کی باقاعدہ فہرست سازی کی ضرورت درپیش ہونے لگی۔ قبل ازیں مرتب ہونے والی چند کتابیات اور ناشرینِ کُتب وکُتب فروشوں کی جانب سے شائع ہونے والی کُتب کی فہارس میں کشمیر سے متعلق مطبوعات شامل ہوتی رہی ہیں مگر ان کی تعداد بہت کم ہوتی رہی ہے۔ کتابیات ''قاموس الکتب'' میں صرف دو/تین درجن کتابوں کا ذکر ہے۔ اسی طرح اکادمی ادبیات کی سال بہ سال شائع ہونے والی کتابیات میں پہلے تو کشمیر کا الگ عنوان قائم ہی نہیں کیا گیا البتہ ۱۹۹۴ء کی کتابیات میں کشمیر کا عنوان قائم کرتے ہوئے چند کتب شامل کی گئی ہیں۔

''کتابیاتِ کشمیر (اُردو)'' کشمیر سے متعلق معلوماتی، تحقیقی، علمی وادبی کام کرنے والوں کے لیے یقیناً مددگار ثابت ہوگی۔ اس کتابیات کے ذریعے جس موضوع کے متعلق مواد درکار ہوگا اس کا انتخاب بآسانی کیا جا سکے گا۔ چونکہ ''کتابیاتِ کشمیر (اُردو)'' نہ صرف کتب کی ایک فہرست ہے بلکہ کتب کے متعلق دیگر معلومات بھی فراہم کرتی ہے۔ خاص طور پر ہر کتاب کا مختصر ترین تعارف بھی پیش کیا گیا ہے جو ضرورت کے مواد کے انتخاب میں خاصا مددگار رہے۔ کم وقت میں آسانی سے بہت سی تصانیف سے متعلق معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

''کتابیاتِ کشمیر (اُردو)'' سے بخوبی عیاں ہوتا ہے کہ کشمیر سے متعلق اُردو زبان میں بیش بہا علمی وادبی سرمایہ موجود ہے۔ ہر زمانے کا ادب اُس کا عکاس ہوا کرتا ہے۔ اسی لیے کشمیر میں حالات کی سنگینی اور آزادی کی تحریکوں کے واضح اثرات ان تصنیفات سے عیاں ہوتے ہیں۔ وادی

جنت نظیر کشمیر کی تاریخ کے لہولہان اوراق ہیں۔

''کتابیاتِ کشمیر (اُردو)'' سے یہ اندازہ بھی ہو جاتا ہے کہ کس موضوع پر کس قدر مواد تصنیف ہو چکا ہے۔ محقق/قاری اس کتابیات کی مدد سے نہ صرف اپنے مطلب ہی کا مواد تلاش کرسکتا ہے بلکہ تحریکِ آزادیٔ کشمیر کے پورے مدو جزر کا اندازہ کرسکتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتابیات تحریکِ آزادیٔ کشمیر کے ماضی، حال اور مستقبل کے امکانات کا اشاریہ بھی ہے۔

کشمیر پر تحقیقی کام کرنے والے اس کی مدد سے تحریکِ کشمیر کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کر سکتے ہیں۔ ''کتابیاتِ کشمیر (اُردو)'' میں شامل وسیع اشاعتی مواد کشمیر اور تحریکِ آزادیٔ کشمیر کی اہمیت کو بھی واضح کرتا ہے۔

علاوہ ازیں ''کتابیاتِ کشمیر (اُردو)'' میں معلومات کے ماخذوں اور اُن ذخائر کا ذکر بھی کیا گیا ہے جہاں سے یہ کُتب حاصل ہو سکتی ہیں۔ اس طرح اہلِ تحقیق علم کے ان خزینوں تک بھی آسانی سے پہنچ پائیں گے۔

ان خزینوں میں خاص طور پر خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد کو بہت اہمیت حاصل ہے جہاں کشمیر سے متعلق کُتب کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے۔ کشمیر سے متعلق جس قدر مواد دیگر جملہ لائبریریوں میں موجود ہے اُسی قدر مواد اس ایک لائبریری میں موجود ہے۔ معلومات کے دیگر ذخائر میں نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد، پنجاب پبلک لائبریری لاہور، لائبریری شعبہ کشمیریات اورینٹیل کالج لاہور، لائبریری مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، لائبریری اکادمی ادبیات اسلام آباد اور لائبریری علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد قابلِ ذکر ہیں۔

ان تمام ذخائر میں سے خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد اور نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد کو یہ انفرادیت حاصل ہے کہ ان میں کشمیریات کے الگ شعبے قائم کیے گئے ہیں۔ جہاں سے اہلِ تحقیق آسانی سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

حواشی

۱۔ فوق، محمد دین، **مکمل تاریخ کشمیر**، میرپور :، ویری ناگ پبلیشرز، ۱۹۹۱ء، ص :۱۱

۲۔ کلہن، پنڈت، (مترجم) ٹھاکر اچھر چند شاہپوریہ، **راج ترنگنی (جلد اول)**، میرپور :ویری ناگ پبلشرز، ص :۸

۳۔ فوق، محمد دین، **مکمل تاریخ کشمیر**، ص :۱۱

۴۔ کلہن، پنڈت (مترجم) ٹھاکر اچھر چند شاہپوریہ، **راج ترنگنی (جلد اول)**، ص :۸

۵۔ میر، جی۔ایم، **جموں کشمیر کی جغرافیائی حقیقتیں**، جموں کشمیر لبریشن فرنٹ، ۱۹۹۱ء، ص :۷

۶۔..................ایضاً.................. ص :۷، ۸

۷۔..................محولہ بالا.................. ص :۸

۸۔ فوق، محمد دین، **مکمل تاریخ کشمیر**، ص :۱۳، ۱۴

۹۔ بحوالہ، شفیق حسین، مرزا، **آزاد کشمیر۔ایک سیاسی جائزہ**، اسلام آباد : قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ وثقافت، ۱۹۹۰ء، ص :۱۲

۱۰۔ عنصر صابری، **تاریخ کشمیر (مظلوم کشمیر)**، لاہور : پروگریسو بکس، ۱۹۹۱ء، ص :۱۲

۱۱۔ شفیق حسین، مرزا، **آزاد کشمیر۔ایک سیاسی جائزہ**، ص :۱۳

۱۲۔---------ایضاً--------- ص :۱۳

۱۳۔ بحوالہ،------محولہ بالا--------- ص :۱۵

۱۴۔ اسعد، محمد سعید، **جموں کشمیر بک آف نالج**، میرپور : نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کشمیر سٹڈیز، ۱۹۹۹ء، ص :۱۶

۱۵۔ شفیق حسین، مرزا، **آزاد کشمیر۔ایک سیاسی جائزہ**، ص :۱۷

۱۶۔ فوق، محمد دین، **مکمل تاریخ کشمیر**، ص :۲۴

۱۷۔ خان، ایم۔اے، **کشمیر تاریخ کے آئینے میں**، میرپور : کشمیر کتاب گھر، ۱۹۸۶ء، ص :۲۲

۱۸۔---------ایضاً--------- ص :۲۳

۱۹۔ فوق، محمد دین، **مکمل تاریخ کشمیر**، ص :۹۰

۲۰۔ کلہن، پنڈت، (مترجم) ٹھاکر اچھر چند شاہپوریہ، **راج ترنگنی (جلد اول)**، ص :۳۱۰

۲۱۔ فوق، محمد دین، **مکمل تاریخ کشمیر**، ص :۱۸۱

۲۲۔عباسی، محمد سرور (پروفیسر)، **کشمیری مسلمانوں کی جدو جہد آزادی**، مظفرآباد، انسٹی ٹیوٹ آف کشمیر سٹڈیز آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی، ۱۹۹۲ء، ص :۷

۲۳۔خان، ایم۔اے، **کشمیر تاریخ کے آئینے میں**، ص :۲۶

۲۴۔عنصر صابری، **تاریخ کشمیر (مظلوم کشمیر)**، ص :۴۲

۲۵۔فوق، محمد دین، **مکمل تاریخ کشمیر**، ص :۳۵۲

۲۶۔خان، ایم۔اے ، **کشمیر تاریخ کے آئینے میں**، ص :۲۹

۲۷۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص :۲۸

۲۸۔اسعد، محمد سعید، **جموں کشمیر بک آف نالج**، ص :۴۴

۲۹۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص :۴۵

۳۰۔خان، ایم۔اے، **کشمیر تاریخ کے آئینے میں**، ص :۳۴

۳۱۔غلام عباس، چوہدری، **کشمکش**، لاہور :اردو اکیڈمی، ۱۹۵۰ء، ص :۷۲

۳۲۔خالد، سلیم منصور، **مسئلہ کشمیر کل۔آج اور کل**، اسلام آباد :انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، ص :۴۹

۳۳۔نیاز، سلام الدین، **ان کہی داستان کشمیر**، لاہور :کلاسیک، ۱۹۹۲ء، ص :۵۰۷

۳۴۔پنڈت، خواجہ غلام احمد، **کشمیر آزادی کی دہلیز پر**، لاہور :جنگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء، ص :۱۳۷

۳۵۔بحوالہ روزنامہ ''**نوائے وقت**''، راولپنڈی، ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۸ء، ص :۶

۳۶۔بزاز، پریم ناتھ، (مترجم) عبدالحمید نظامی، **تاریخ جدو جہد آزادی کشمیر**، میرپور :ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۲ء، ص :۴۲۷

۳۷۔بخاری، منیر احمد، **کشمیر حقائق کے آئینے میں**، لاہور :احباب پبلشرز، ۱۹۹۸ء، ص :۲۷۷

۳۸۔بزاز، پریم ناتھ، (مترجم) عبدالحمید نظامی، **تاریخ جدو جہد آزادی کشمیر**، ص :۴۶۷

۳۹۔روزنامہ ''پاکستان''، اسلام آباد : ۵ فروری ۲۰۰۰ء، ص :۶

۴۰۔خان، ایم۔اے ، **کشمیر تاریخ کے آئینے میں**، ص :۳۳۹

۴۱۔روزنامہ ''**نوائے وقت**''، راولپنڈی : ۲۰ نومبر ۱۹۹۹ء، ص :۵

۴۲۔بحوالہ روزنامہ ''**اوصاف**''، اسلام آباد : یکم فروری ۲۰۰۰ء، ص :۲

۴۳۔بحوالہ روزنامہ ''**پاکستان**''، اسلام آباد : ۵ فروری ۲۰۰۰ء، ص :۷

۴۴۔ بحوالہ روزنامہ ''پاکستان''، اسلام آباد: ۵ فروری ۲۰۰۰ء، ص: ۷

۴۵۔ روزنامہ ''نوائے وقت''، اسلام آباد: ۲۰ نومبر ۱۹۹۹ء، ص: ۵

۴۶۔ ــــــــ ایضاً ــــــــ ۱۱ فروری ۲۰۰۰ء، ص: ۷

۴۷۔ ''کشمیر ٹوڈے''، جلد ۴ شمارہ ۲، مظفر آباد: کشمیر لبریشن سیل، فروری ۲۰۰۰ء، ص: ۲۹

۴۸۔ سروری، عبدالقادر، **کشمیر میں اُردو** (دوسرا حصہ)، سری نگر: جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز ۱۹۸۲ء، ص: ۳۳، ۳۴

۴۹۔ پنڈت، خواجہ غلام احمد، **کشمیر آزادی کی دہلیز پر**، ص: ۷۹

۵۰۔ گمی، سلیم خان، **اقبال اور کشمیر**، لاہور: یونیورسل بکس، ۱۹۷۷ء، ص: ۷۲

۵۱۔ کیفوی، حبیب، **کشمیر میں اُردو**، لاہور: مرکزی اُردو بورڈ، ۱۹۷۹ء، ص: ۱۷

۵۲۔ ــــــــ ایضاً ــــــــ ص: ۱۷

۵۳۔ سروری، عبدالقادر، **کشمیر میں اُردو** (دوسرا حصہ) ص: ۷۰

۵۴۔ ــــــــ ایضاً ــــــــ ص: ۶۶

۵۵۔ غلام نبی، خواجہ (ڈاکٹر)، **علامہ انور شاہ کاشمیری، اُن کے تلامذہ اور متوسلین کی اُردو خدمات**، (غیر مطبوعہ مقالہ پی۔ایچ۔ڈی) جام شورو: سندھ یونیورسٹی، ص: ۴

۵۶۔ آفاقی، صابر (ڈاکٹر)، ''اقبال اور کشمیر، **قومی زبان**، شمارہ نومبر ۱۹۷۷ء، کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، ص: ۱۷

۵۷۔ محمد عبداللہ، شیخ، **آتش چنار**، لاہور: مکتبہ شعر و ادب، ص: ۱۱۵

۵۸۔ عبدالحق، مولوی، **خطبات مولوی عبدالحق**، ص: ۱۱

۵۹۔ ایوب صابر، (پروفیسر)، **آزاد کشمیر میں نفاذ اُردو**، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۴ء، ص: ۷

۶۰۔ ناز، ایس۔ایم (ڈاکٹر)، **اُردو میں فنی تدوین**، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی باشتراک مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۱ء، ص: ۱۷۵

۶۱۔ عطش درانی (ڈاکٹر)، **خدمات کتب خانہ**، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۸۹ء، ص: ۱۹۹

62: Kumar,Girja,- Kumar, Krishan, **Bibliography**, New Dehly: Vikas Publishing House (Pvt) Ltd, 1979 P:1-2

63: ....Do............................ P:19

۶۴۔ عطش درانی (ڈاکٹر)، خدمات کتب خانہ، ص: ۱۹۹

۶۵۔ عطش درانی (ڈاکٹر)، خدمات کتب خانہ، ص: ۲۰۰

۶۶۔ ---------ایضاً------------- ص: ۲۰۱

۶۷---------- محولہ بالا---------- ص: ۲۰۳

۶۸---------- محولہ بالا------------ ص: ۲۰۸

۶۹---------- محولہ بالا------------ ص: ۲۱۱

۷۰---------- محولہ بالا------------ ص: ۲۱۳

۷۱---------- محولہ بالا------------ ص: ۲۱۵

۷۲۔ ناز، ایس۔ ایم (ڈاکٹر)، اُردو میں فنی تدوین، ص: ۱۷۸

Kumar, Girja,_ Kumar, Krishan, Bibliography, P:238

مآخذ

۱۔ اسعد، محمد سعید، جموں کشمیر بک آف نالج، میرپور : نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کشمیر سٹڈیز، ۱۹۹۹ء

۲۔ ایوب صابر (پروفیسر)، آزاد کشمیر میں نفاذِ اُردو، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۴ء

۳۔ بخاری، منیر احمد، کشمیر حقائق کے آئینے میں، لاہور : احباب پبلشرز، ۱۹۹۸ء

۴۔ بزاز، پریم ناتھ، (مترجم) عبدالحمید نظامی، تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر، میرپور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۲ء

۵۔ پنڈت، خواجہ غلام احمد، کشمیر آزادی کی دہلیز پر، لاہور، : جنگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء

۶۔ خالد، سلیم منصور، مسئلہ کشمیر کل آج اور کل، اسلام آباد : انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز،

۷۔ خان، ایم۔اے، کشمیر تاریخ کے آئینے میں، میرپور : کشمیر کتاب گھر، ۱۹۸۶ء

۸۔ سروری، عبدالقادر، کشمیر میں اردو (دوسرا حصہ) سری نگر : جموں کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، ۱۹۸۲ء

۹۔ شفیق حسین، مرزا، آزاد کشمیر۔ ایک سیاسی جائزہ، اسلام آباد : قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، ۱۹۹۰ء

۱۰۔ عباسی، محمد سرور (پروفیسر)، کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی، مظفرآباد : انسٹی ٹیوٹ آف کشمیر سٹڈیز آزاد جموں کشمیر یونیورسٹی، ۱۹۹۲ء

۱۱۔ عبدالحق، مولوی، خطبات مولوی عبدالحق،

۱۲۔ عطش درانی، (ڈاکٹر)، خدمات کتب خانہ، اسلام آباد : علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ۱۹۸۹ء

۱۳۔ عنصر صابری، تاریخ کشمیر (مظلوم کشمیر)، لاہور : پروگریسو بکس، ۱۹۹۱ء

۱۴۔ غلام عباس، چوہدری، کشمکش، لاہور : اردو اکیڈمی، ۱۹۵۰ء

۱۵۔ غلام نبی، خواجہ (ڈاکٹر) علامہ انور شاہ کاشمیری، اُن کے تلامذہ اور متوسلین کی اردو خدمات (غیر مطبوعہ مقالہ پی۔ایچ۔ڈی) جامشورو : سندھ یونیورسٹی،

۱۶۔ فوق، محمد دین، مکمل تاریخ کشمیر، میرپور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء

۱۷۔ کلہن، پنڈت، (مترجم) ٹھاکر اچھر چند شاہپوریہ، راج ترنگنی (جلد اول)، میرپور : ویری ناگ پبلشرز،

۱۸۔ کیفوی، حبیب، کشمیر میں اُردو، لاہور : مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۹ء

۱۹۔ گمی، سلیم خان، اقبال اور کشمیر، لاہور : یونیورسل بکس، ۱۹۷۷ء

۲۰۔ محمد عبداللہ، شیخ، آتش چنار، لاہور: مکتبہ شعروادب،

۲۱۔ میر، جی۔ایم، جموں کشمیر کی جغرافیائی حقیقتیں، جموں کشمیر لبریشن فرنٹ، ۱۹۹۱ء

۲۲۔ ناز، ایس، ایم (ڈاکٹر)، اردو میں فنی تدوین، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی باشتراک مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۱ء

۲۳۔ نیاز، سلام الدین، ان کہی داستان کشمیر، لاہور: کلاسیک، ۱۹۹۲ء

24-kumar,Girja,-Kumar,Krishan,BIBLIOGAPHY,
NEW DEHLI:VIKAS PUBLISHING HOUSE(PVT)LTD,1979

اخبارات

۱۔ روزنامہ "اوصاف"، اسلام آباد: یکم فروری ۲۰۰۰ء

۲۔ روزنامہ "پاکستان"، اسلام آباد: ۵ فروری ۲۰۰۰ء

۳۔ روزنامہ "نوائے وقت"، راولپنڈی: ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۸ء

۴۔۔۔۔۔۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰ نومبر ۱۹۹۹ء

۵۔۔۔۔۔۔ محولہ بالا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱ فروری ۲۰۰۰ء

رسائل

۱۔ آفاقی، صابر (ڈاکٹر)، "اقبال اور کشمیر"، قومی زبان، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، شمارہ نومبر ۱۹۷۷ء،

۲۔ "کشمیر ٹوڈے"، جلد ۴، شمارہ ۲، مظفر آباد: کشمیر لبریشن سیل، فروری ۲۰۰۰ء

باب دوم

کتابیات نثری ادبیات

الف۔ تاریخ کشمیر

۱۔ اسرار کشمیر : علامہ ڈاکٹر عزیز احمد قریشی،

سری نگر : علی محمد اینڈ سنز، ۱۹۷۵ء،

باب ۱۳، ۴۱۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیر کی تاریخ، فن تعمیر، فنون لطیفہ، جغرافیہ اور تمدنیات وغیرہ پر ایک محققانہ نظر ڈالی گئی ہے۔

۲۔ پاک بھارت تنازعہ کشمیر : مولوی میر عالم خان،

لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء،

باب ۴، ۲۲۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ۱۹۴۷ء تا ۱۹۹۰ء لحہ بہ لحہ تاریخی واقعات۔

۳۔ تاریخ آزادی کشمیر : مولوی میر عالم خان،

ہورنہ میرہ : سردار محمد اسماعیل خان و سردار بگا خان، ۱۹۴۸ء،

باب ۶، ۴۰۰ ص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

☆ تاریخ پونچھ اور تاریخ کشمیر جموں ۱۹۴۶ء سے سکھوں اور ڈوگروں کی داستان ہے۔ تحریک حریت کشمیر کی تاریخ ہے۔

۴۔ تاریخ احمدیت (جلد ششم) : دوست محمد شاہد،

جھنگ : ادارہ المصنفین ربوہ، ۱۹۶۶ء،

۳۵۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ جماعت احمدیہ کے کارنامے اور ۱۹۱۴ء تا ۱۹۶۰ء اس جماعت کی تحریک آزادی کشمیر میں خدمات کا ذکر ہے۔

۵۔ تاریخ اقوام پونچھ : محمد الدین فوق،

میر پور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء،

۵۴۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ پونچھ کی مختلف اقوام کا مفصل ذکر کیا گیا ہے۔ اقوام پونچھ کی جامع تاریخ ہے۔

۶۔ تاریخ اقوام کشمیر (جلد دوم) :

۵۳۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۷۔ تاریخ بڈشاہی : محمد الدین فوقؔ،

لاہور : ظفر برادرز تاجران کتب، ۱۹۴۴ء،

۳۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ سلطان المعظم، زین العابدین عرف بڈشاہ کے دور حکومت اور سوانح پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۸۔ تاریخ بلتستان : غلام حسین سہروردیؔ،

میرپور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۲ء،

باب ۸، ۱۹۷ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ زیر نظر کتاب بلتستان کی مذہبی تاریخ ہے۔ اس میں بلتستان کی تاریخ و تمدن اور جغرافیائی حالات کا ذکر ہے۔

۹۔ تاریخ پونچھ : سید محمود آزادؔ،

باغ : ادارہ معارف کشمیر، ۱۹۷۵ء،

۳۳۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ پونچھ، ناموران پونچھ اور پونچھ کے قبائل کی ایک اہم تاریخ ہے۔

۱۰۔ تاریخ تحریک اسلامی جموں و کشمیر (حصہ اول) : عاشق کاشمیری،

لاہور : ادارہ معارف اسلامی، ۱۹۸۹ء،

باب ۱۴، ۳۰۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ تحریک آزادی کشمیر اور تحریک اسلامی جموں و کشمیر کی تاریخ ہے۔ اس سے پہلے جماعت اسلامی مقبوضہ کشمیر نے شائع کیا۔

۱۱۔ تاریخ تحریک اسلامی جموں وکشمیر (حصہ دوم) : عاشق کاشمیری،

لاہور : ادارہ معارف اسلامی، ۱۹۸۹ء،

باب ۷، ۷۶ ۳ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ تحریک اسلامی جموں وکشمیر کی ایک جامع دستاویز ہے۔

۱۲۔ تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر : پریم ناتھ بزاز (مترجم) عبدالحمید خان،

میرپور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۲ء،

باب ۳۱، ۲۴۷ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ یہ تاریخ خطہ کشمیر میں پراچین، ہندودورِ حکومت سے لے کر کتاب کی تکمیل کے سال تک کے سیاسی، سماجی، ثقافتی اور آئینی حالات وواقعات پر محیط ہے۔

۱۳۔ تاریخ جموں : الحاج مولوی حشمت اللہ خان لکھنوی،

میرپور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء،

۸۲۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اس کتاب کا اصل موضوع مہاراجہ گلاب سنگھ کے عالی شان خاندان کے حالات بیان کرنا ہے۔ ساتھ ہی ریاست جموں وکشمیر کے متعلق تمام تاریخی، سیاسی، جغرافیائی اور تمدنی حالات کا ذکر ہے۔

۱۴۔ تاریخ جموں وکشمیر : غازی محمد امیر،

راولاکوٹ / راولپنڈی : سول ایجنٹ بک سیلرز، ۱۹۸۸ء،

۱۲۰۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ مصنف کی آپ بیتی ، ۱۹۴۷ء تا ۱۹۸۷ء آنکھوں دیکھا حال جس میں سری نگر، جموں، گلگت، مظفر آباد، باغ ، پونچھ، کوٹلی، راجوری اور میرپور کے حالات درج ہیں۔ ناموران آزاد کشمیر کا ذکر بھی شامل ہے۔

۱۵۔ تاریخ جموں ونواحات : حشمت اللہ خان،

۱۹۳۶ء،

۷ حصے، ۹۲۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ جموں اور دیگر علاقوں کی مفصل تاریخ ہے۔ جو ایک سابق وزیر زراعت ریاست جموں وکشمیر نے لکھی۔

۱۶۔ تاریخ چبھال : ٹھاکر مجر سنگھ،

میرپور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۸۸۳بکرمی،

۱۱۲اص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

☆ راجگان بھمبر و خاندان چب راجپوت کے حالات، رسم ورواج، جنگی [redacted] خدمات اور ان کی جاگیروں کے احوال کا مجموعہ ہے۔

۱۷۔ تاریخ حریت کشمیر : ڈاکٹر سلام الدین نیاز،

لاہور : کلاسیک، ۱۹۹۳ء،

باب۹، ۷۵۲ص ص، (اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد)،

☆ جدوجہد آزادی کی عظیم تاریخ ہے۔ "ان کہی داستان کشمیر" کے سلسلے کی دوسری کڑی ہے۔

۱۸۔ تاریخ ریاست جموں و کشمیر : نورالہٰی و محمد عمر،

جموں : محمود برادرز تاجران کتب،

باب، ۱۴۳اص ص، (قاموس الکتب جلد دوم)،

۱۹۔ تاریخ سادات گردیزیہ پونچھ : سید محمود آزاد

باغ : ادارہ معارف کشمیر، ۱۹۸۵ء،

باب، ۳۶۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ سادات گردیزیہ پونچھ کے آئمہ اولیاء کرام، علماء ، مشائخ، سیاسی رہنماؤں اور قابل ذکر شخصیات کا تذکرہ ہے۔

۲۰۔ تاریخ سلاطین کشمیر : شفیع الدین،

ساڈھورا : ہلالی پریس،

(قاموس الکتب جلد دوم)،

۲۱۔ تاریخ کشمیر : اللہ بخش یوسفی،
لاہور : مکتبہ جدید، ۱۹۶۰ء،
(قاموس الکتب جلد دوم)،

۲۲۔ تاریخ کشمیر (جلد اول، دوم) : سید محمود آزاد،
مظفر آباد : سادات پبلی کیشنز، ۱۹۷۰ء،
باب، ۴۰۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیریوں کے عروج وزوال کی طویل اور مستند داستان ہے۔ جس میں پانچ ہزار سال قبل مسیح سے ۱۹۴۷ء تک حالات لکھے گے ہیں۔

۲۳۔ تاریخ کشمیر (جلد سوم، چہارم) : سید محمود آزاد،
مظفر آباد : سادات پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء،
۴۳۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ یہ کتاب حساس نوعیت کی ہے چونکہ اس کے نمایاں کردار نہ صرف زندہ سلامت ہیں بلکہ سیاست میں خاصے متحرک ہیں۔ اس میں جہاد آزادی کشمیر کے واقعات، مجاہدین کے کارناموں اور آزاد کشمیر کی حکومتوں کے بننے اور ٹوٹنے کی داستانیں رقم ہیں۔ ۱۹۴۷ء تا ۱۹۹۲ء کے سیاسی نشیب وفراز کا مرقع ہے۔

۲۴۔ تاریخ کشمیر (جلد پنجم، ششم) : سید محمود آزاد،
مظفر آباد : سادات پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء،
۴۸۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اولیاء کشمیر کی جامع تاریخ ہے۔

۲۵۔ تاریخ کشمیر : محمد عظیم (مترجم منشی اشرف علی ،
دہلی : ۱۸۴۶ء،
۳۰۸ ص ص، (قاموس الکتاب جلد دوم)،

۲۶۔ تاریخ کشمیر۔اردو (حصہ دوم) : غلام حسن شاہ، مولوی محمد ابراہیم،

۱۹۵۰ء،

باب ۱۵، ۵۹۵ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیر کی ایک قدیم تاریخ ہے۔

۲۷۔ تاریخ کشمیر اردو : محمد شاہ مفتی،

۱۹۵۱ء،

باب، ۸۷۰ ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ حالات عہد حکومت مہاراجہ پرتاب سنگھ۔

۲۸۔ تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں : ڈاکٹر صابر آفاقی،

لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۴ء،

باب ۱۲، ۳۴۹ ص ص، (مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)،

☆ یہ تالیف کشمیر کی سیاسی، تمدنی، ثقافتی، مذہبی تاریخ کی جھلکیاں دکھاتی ہے۔ ۱۳۲۰ء تا ۱۸۱۹ء تک کے پانچ سو سالہ اسلامی عہد حکومت کی ایک تاریخ ہے۔

۲۹۔ تاریخ کشمیر (مظلوم کشمیر) : عنصر صابری،

لاہور: پروگریسو بکس، ۱۹۹۱ء،

باب ۷، ۳۴۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ زمانہ قبل از تاریخ تا قرارداد اقوام متحدہ مظلوم کشمیریوں کی جامع تاریخ ہے۔

۳۰۔ تاریخ کشمیر سوالات کے آئینے میں : سعید احمد چوہدری،

لاہور: پنجاب ایجوکیشنل پبلشرز، ۱۹۹۳ء،

۷۰ ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۳۱۔ تاریخ گکھڑاں (پونچھ) : میجر ریٹائرڈ محمد عثمان کیانی،
لاہور : گلریز پبلشرز، ۱۹۸۶ء،
۴۷۵ ص ص، (شعبہ کشمیریات اورینٹیل کالج لاہور)،
☆ اس تاریخ میں گکھڑ قوم کے حالات بیان کیے گے ہیں۔ماضی کی تواریخ کو مد نظر رکھتے ہوئے مناسب ترامیم کر کے درستگی کی گئی ہے تواریخ ماضی کے اقتباسات بھی نقل ہیں۔

۳۲۔ تاریخ گلگت : شاہ رئیس خان، پروفیسر احمد حسن دانی،
اسلام آباد : قائداعظم یونیورسٹی، ۱۹۸۷ء،
باب ۱۱، ۵۶۳ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ گلگت کی ایک جامع اور مفصل تاریخ ہے۔

۳۳۔ تاریخ گوجراں : حافظ عبدالحق سیالکوٹی،
لاہور : گوجر اکیڈمی، ۱۹۸۵ء،
۴۶۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ پاکستان وکشمیر کے گوجر قبائل کی مفصل تاریخ ہے۔

۳۴۔ تتمہ تاریخ کشمیر اردو : مولوی محمد شاہ،
باب، ۸۷۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ مہاراجہ پرتاب سنگھ کا عہد حکومت ۱۸۸۵ء تا ۱۹۲۵ کے اہم واقعات کی مفصل تاریخ ہے۔

۳۵۔ تحفہ کشمیر (ترجمہ) تحفۃ الاحباب (فارسی) : محمد علی کشمیری (ترجمہ) محمد رضا اخوندزادہ،
بلتستان : برات لائبریری، ۱۹۹۷ء،
باب ۴، ۵۹۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ تحفہ کشمیر، کشمیریات کا قدیم ترین ماخذ ہے۔ جو تحفۃ الاحباب (فارسی) کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب ۱۶۳۲ء میں تصنیف ہوئی۔ آٹھویں اور دسویں صدی ہجری کے دوران کشمیر میں میر شمس الدین عراقی کی اسلامی خدمات پر مشتمل مستند تاریخ ہے۔

۳۶۔ تواریخ اقوام کشمیر (جلد اول) : محمد الدین فوق،

میر پور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء،

باب ۵، ۵۶۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کتاب ہذا میں تقریباً پانچ سو مختلف النسل اور مختلف المذاہب کشمیری اقوام کے حالات و کوائف درج ہیں۔

۳۷۔ تواریخ اقوام کشمیر (جلد دوم) : محمد الدین فوق،

میر پور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء،

باب ۵، ۵۴۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۳۸۔ تواریخ کشمیر : ہر گوپال کول خستہ،

لاہور : آریہ پریس،

(قاموس الکتب جلد دوم)،

۳۹۔ تواریخ / گلدستہ کشمیر : ہر گوپال کول خستہ،

لاہور : آریہ پریس، ۱۸۸۳ء،

۳۹۲ ص ص، (قاموس الکتب جلد دوم)،

☆ تین حصوں میں کشمیر کی مکمل تاریخ۔

۴۰۔ جلوہ کشمیر : ڈاکٹر صابر آفاقی،

لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۸ء،

۲۵۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ریاست کشمیر کی تاریخ و ثقافت، علوم و فنون، زبان و ادب اور تصوف و عرفان پر مصنف کے تحقیقی مقالات و مضامین کا مجموعہ ہے۔

۴۱۔ چنار کشمیر (مطالعہ کشمیر) : ایم نذیر احمد تشنہ،

لاہور : گلوب پبلشرز،

باب ۱۴، ۱۶۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ صدیوں پر محیط کشمیر کی تاریخ کو مختصر اور آسان پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

۴۲۔ خونناب کشمیر : فضل احمد صدیقی،

کراچی : ادارہ ادب، ۱۹۵۱ء،

باب ۲۵، ۵۲۶ص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

☆ اس کتاب کا مقصد بین الاقوامی سیاسیات کی اس گتھی کو بالوضاحت پیش کرنا ہے جو مسئلہ کشمیر کے نام سے دنیا کی عظیم بارگاہ عدل یعنی اقوام متحدہ کے سامنے ہے۔

۴۳۔ راج ترنگنی (جلد اول) : پنڈت کلہن، (مترجم) ٹھاکر اچھر چند شاہپوریہ،

میر پور : ویری ناگ پبلشرز،

۷۹۶ص ص، (گرلز کالج فتح پور)،

☆ سنسکرت کی مشہور مستند قدیم تاریخ مصنفہ پنڈت کلہن کا اردو ترجمہ جو قدیم فرمانروایان کشمیر کے مفصل حالات کا خزینہ اور ان کے عروج و زوال کی منہ بولتی تصویر ہے۔ قدیم راجگان ہنود کی مفصل تاریخ ہے۔

۴۴۔ راج ترنگنی (جلد دوم) : پنڈت کلہن، (مترجم) ٹھاکر اچھر چند شاہپوریہ،

میر پور : ویری ناگ پبلشرز،

۳۱۹ص ص، (گرلز کالج فتح پور)،

☆ سنسکرت کی مشہور عالم تاریخی کتاب کا اردو ترجمہ ہے جو قدیم فرمانروایان کشمیر کے مفصل حالات کا خزینہ اور تاریخ ہند کا اہم ماخذ ہے۔

۴۵۔ شاہان گوجر : مولوی عبدالمالک،

لاہور : انجمن مرکزیہ گوجراں پاکستان، ۱۹۸۶ء،

باب ۱۴، ۵۴۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ برصغیر کے گوجر شاہان کی تاریخ اور گوجروں کے مفصل احوال لکھے گئے ہیں۔

۴۶۔ شبابِ کشمیر : محمد الدین فوق،
میر پور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۸۷ء،
باب ۱۷، ۲۸۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس کتاب میں کشمیر کے عظیم بادشاہ زین العابدین بڈشاہ کے عہد اقتدار کا احاطہ کیا گیا ہے۔

۴۷۔ شمالی کشمیر کی سیاسی تاریخ : پروفیسر نذیر انجم،
میر پور : کاشر پبلشرز،
۶۳ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ایک تحقیقی مقالہ ہے جس میں دستاویزات کی مدد سے شمالی علاقے کی سیاسی اور آئینی حیثیت متعین کی گئی ہے۔

۴۸۔ فتحِ کشمیر : ایم عبدالرحیم افغانی۔ نجم السحر،
مظفر آباد : ادارہ تحقیق ادب و ثقافت، ۱۹۶۹ء،
باب ۱۱، ۴۱۶ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۴۸۔۱۹۴۷ء کے اکسٹھ ہفتوں کی جنگ کی مکمل تاریخ لکھی گئی ہے۔

۴۹۔ قراقرم ہندو کش : منظوم علی،
گلگت : ڈگری کالج، ۱۹۸۵ء،
باب ۵، ۸۸۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ گلگت، بلتستان، کوہستان، چترال، پامیر، واہ خان، یارقند، کاشغر کا جغرافیائی، تاریخی، لسانی اور ادبی جائزہ مختلف قلم کاروں کے قلم سے پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ایک ریفرنس بک کا درجہ رکھتی ہے۔

۵۰ کشمیر : چراغ حسن حسرت
لاہور : قومی کتب خانہ، ۱۹۴۸ء،
باب ۱۱، ۲۴۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس تاریخ میں کشمیر، کشمیر کے راجاؤں، مسلمان فرمانرواؤں، مغلوں، افغانوں، سکھوں، ڈوگروں سبھی کا ذکر موجود ہے۔

۵۱۔ کشمیر اور جونا گڑھ کی کہانی : رائے بہادر وی۔ پی مین (ترجمہ) رئیس احمد جعفری،

لاہور : کتاب منزل، ۱۹۶۰ء،

باب ، ۲۹۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اس کتاب میں مسٹر مین نے اپنے کمزور مقدمے کو جس قابلیت کے ساتھ پیش کیا ہے وہ قابل داد ہے۔

۵۲۔ کشمیر اور ڈوگرہ راج : ملک فضل حسین،

پشاور : ملیحہ پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء،

باب ۹، ۳۴۳ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ڈوگرہ راج میں ۱۹۳۱ء تا ۱۹۴۸ء کشمیریوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا بیان ہے۔

۵۳۔ کشمیر تاریخ کے آئینے میں : ایم۔اے۔خان،

میرپور : لالہ زار پبلشرز، ۱۹۹۱ء،

۳۳۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیر سے متعلق تاریخی حقائق بیان کیے گے ہیں۔ مختصر انداز میں کشمیر کی مستند تاریخ ہے۔

۵۴۔ کشمیر سلاطین کے عہد میں : محبّ الحسن (مترجم) علی حماد عباسی،

اسلام آباد : نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۰ء،

باب ۱۴، ۳۹۸ ص ص، (مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)،

☆ مغل فرمان رواؤں سے پہلے جن مسلمان حکمرانوں کی حکومت کشمیر میں رہی ان کی مستند اور مفصل سیاسی و تمدنی تاریخ قلمبند کی گئی ہے۔

۵۵۔ کشمیر عہد بہ عہد : ڈاکٹر ایم۔ایس ناز،

لاہور : مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۳ء،

باب ۳، ۳۱۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ مکمل تاریخ کشمیر جس میں حالات، مسائل و مصائب کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ تاریخی حوالہ جات اور مستند دستاویزات سے مزین ہے۔

۵۶۔ کشمیر کی رانیاں : محمد اسماعیل حاتف بھوپالی،

میر پور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۸۷ء،

۸۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیر کی اٹھارہ رانیوں کے تاریخی حالات دلکش پیرائے میں بیان کیے گے ہیں۔

۵۷۔ گلدستہ کشمیر : پنڈت ہر گوپال کول

لاہور : مطبع آریہ پریس، ۱۹۸۶ء،

۴۰۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیر کا مکمل جغرافیہ اور تاریخ رقم ہے۔شائقین تاریخ سیاحان کشمیر کے لیے بے حد مفید ہے۔

۵۸۔ گلگت ۱۹۴۷ء سے پہلے : بریگیڈیئر گھنسار سنگھ جموال (مترجم) شیر باز علی خان برچہ،

راولپنڈی : سٹوڈنٹ بک کمپنی، ۱۹۸۶ء،

باب ۷، ۱۰۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ زیر نظر کتاب بریگیڈیئر گھنسار سنگھ کی خودنوشت "GILGIT- BEFORE 1947" کا اردو ترجمہ ہے۔ مصنف مہاراجۂ کشمیر کے نمائندہ (گورنر) کی حیثیت سے دو ہفتے حکومت کرنے کے بعد ۱۹۴۷ء کے انقلاب میں گرفتار ہوئے۔انہوں نے اس تحریر میں اس علاقے کی تاریخی حیثیت واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

۵۹۔ گلگت کی روگ کہانی : عثمان علی،

لاہور : مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۰ء،

۲۴۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ تاریخ سے متعلق تحقیقی مقالوں پر مشتمل کتاب ہے جس میں ۱۹۴۷ء سے پہلے کے استحصالی نظام اور جابرانہ چہروں سے پردہ اٹھا کر آزادی کی نعمتوں کا احساس دلایا گیا ہے۔

۶۰۔ مختصر تاریخ جموں وکشمیر : مولوی حشمت اللہ لکھنوی،

جموں : جے۔ کے بک ہاؤس، ۱۹۹۲ء،

۹۴۴ص ص، (شعبہ کشمیریات اورینٹیل کالج لاہور)،

☆ یہ کتاب وادی کشمیر، اس کے ملحقہ ممالک وعلاقہ جات کے باشندگان کے حالات پر ایک جامع تصنیف ہے۔ جس میں مہاراجۂ گلاب سنگھ کی فتوحات اور ڈوگرہ خاندان کے عروج کے حالات بھی لکھے گے ہیں۔

۶۱۔ مختصر تاریخ کشمیر : اللہ بخش یوسفی،
کراچی : ۱۹۶۰ء،
(کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۶۲۔ مختصر تاریخ کشمیر : محمد آمین پنڈت،
مظفر آباد : کشمیر پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء،
باب ۱۷، ۱۹۲ص ص، (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی لائبریری اسلام آباد)،
☆ کشمیر کی مختصر تاریخ جامع انداز میں لکھی گئی ہے۔

۶۳۔ مختصر تاریخ کشمیر : مفتی محمد الدین،
لاہور : مطبع احمدی، ۱۳۰۳ھ،
(کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۶۴۔ مسئلہ جہاد کشمیر اور اسکی مختصر تاریخ : ابو سلیمان فضل الہی،
باجوڑ و مہمند : جمعیت عالیہ مجاہدین ہندوپاکستان، ۱۹۴۸ء،
باب ۶، ۲۸۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ جہاد، جہاد کے مسائل اور جہاد کشمیر پر ایک عالم دین نے مفصل و بلیغ روشنی ڈالی ہے۔

۶۵۔ مطالعہ کشمیر : پروفیسر ایم نذیر انجم تشنہ،
لاہور : مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۳ء،
باب ۱۶، ۲۵۶ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ کشمیر کے جغرافیائی خدوخال، کشمیر کے تاریخی وسیاسی احوال، مشہور شخصیات وقبائل کا ذکر ہے۔ صدیوں پر محیط تاریخ کشمیر کو مختصر پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

۶۶۔ مکمل تاریخ کشمیر : محمد الدین فوق،
میرپور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء،
۸۱۷ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر کی جامع تاریخ جس میں راجگان و سلاطین کشمیر کے عہد کے تذکرے شامل ہیں۔اس کتاب میں دو جلدوں کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ حصہ اول میں قدیم راجگان کی تاریخ اور حصہ دوم میں مسلم سلاطین کشمیر کی تاریخ شامل ہے۔

۶۷۔ میرپور ۴۷ء سے قبل : سید سلطان علی شاہ،
میرپور : کاظمین پبلشرز، ۱۹۹۵ء،
۱۶۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۱۹۴۷ء سے قبل مصنف نے جیسے میرپور کو دیکھا ویسے ہی حالات وواقعات کو قلمبند کیا۔

۶۸۔ نگارستان کشمیر : قاضی ظہور الحسن،
دہلی : حیدر برکی پریس، ۱۹۳۴ء،
باب ۹، ۴۱۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس کتاب میں کشمیر کا جغرافیہ، تاریخ مشاہیر اور بزرگان کشمیر کا ذکر ہے۔گلدستہ کشمیر کے برعکس حقائق کا منبع ہے۔

۶۹۔ واقعات کشمیر۔ تاریخ کشمیر اعظمی : خواجہ محمد اعظم دیدہ مری (ترجمہ و حواشی) ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی،
لاہور : اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۵ء،
باب ، ۵۷۶ ص ص، (مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)،
☆ واقعات کشمیر عرف تاریخ کشمیر اعظمی، کشمیر کی سیاسی تاریخ کے علاوہ کشمیر و کشمیر میں مقیم صوفیا اور شعرا کا بھی تذکرہ ہے۔یہ ایک اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

ب۔ سوانح حیات،

آپ بیتی،

تذکرہ

۱۔ آتش چنار : شیخ محمد عبداللہ،

لاہور: چوہدری اکیڈمی، ۱۹۸۶ء،

باب ۷۳، ۹۶۱ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ایک عظیم کشمیری کی آپ بیتی ہے۔جو شاندار دستاویز کے طور پر توجہ اور حوالے کا مرکز و محور ہے۔

۲۔ ابوالفضل (احوال و آثار) : ڈاکٹر ظہور الدین،

لاہور: ادارہ تحقیقات جامعہ پنجاب، ۱۹۷۵ء،

۱۲۰ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۳۔ اسرار الاولیاء : عبدالعزیز قریشی،

کوٹلی: جامعہ الفردوس درس شریف گلہار، ۱۹۹۴ء،

باب ۶، ۱۵۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ تذکرہ حضرت شیخ المشائخ قاضی فتح اللہ صدیقی شطاری و اہل خاندان خانقاہ درس شریف گلہار کوٹلی مع مختصر تذکرہ مشائخ کبار پاک و ہند۔

۴۔ اشفاق مجید وانی شہید : محمد سعید احمد،

لاہور: ادارہ مطبوعات کشمیر، ۱۹۹۱ء،

۷۱ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اشفاق مجید وانی شہید کے حالات زندگی، ان کی جدوجہد آزادی اور شہادت پر مشتمل کتاب۔

۵۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی : ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر،

لاہور: ندوۃالمصنفین، ۱۹۷۲ء،

۳۲۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ امیر کبیر سید علی ہمدانی کے سوانحی حالات جنکی کشمیر میں اشاعت اسلام کے لیے اہم خدمات ہیں۔

۶۔ اولیاء کشمیر : محمد طیب حسین نقشبندی،

لاہور : نذیر سنز پبلشرز، ۱۹۸۶ء،

۱۳۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیر کے ۹۳ اولیاء کرام کا مختصر تذکرہ جو مستند تواریخ اور قلمی نسخوں سے مرتب کیا گیا ہے۔

۷۔ بوٹا خان راجس : سید مسعود اعجاز بخاری،

میرپور : مجلس تحقیق فکر و فلسفہ، ۱۹۹۳ء،

باب ۴، ۱۰۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ میرپور آزاد کشمیر میں پیدا ہونے والے بوٹا خان راجس کی شخصیت اور شاعری پر تنقیدی خیالات کا مجموعہ ہے۔

۸۔ بہار گلشن کشمیر (جلد اول) : پنڈت برجکشن کول و پنڈت جگموہن ناتھ رینہ،

الہ آباد : انڈین پریس لمیٹڈ، ۱۹۳۱ء،

۶۰۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیری پنڈت شعراء کا تذکرہ، شعراء کے اردو و فارسی کلام کا انتخاب۔

۹۔ پروفیسر ڈاکٹر صابر آفاقی : مخلص وجدانی،

مظفر آباد : ادبیات، ۱۹۹۳ء،

۱۰۔ تحریک آزادی کشمیر کے بانی سردار فتح محمد کریلوی : سید محمود آزاد،

فتح پور بھیال : سردار سرفراز خان پرنسپل ڈگری کالج بھیال، ۱۹۹۶ء،

۳۶۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ تحریک آزادی کے بانی غازی کشمیر سردار فتح محمد خان کریلوی (والد محترم سردار سکندر حیات خان سابق وزیر اعظم) کے مجاہدانہ اور ایمان افروز حالات زندگی جنہوں نے جہاد کشمیر میں بے باک کردار ادا کیا۔

۱۱۔ تحریک آزادی کشمیر کے حقیقی بانی سردار فتح محمد خان کریلوی : سید محمود آزاد،
۲۹ص ص، (لائبریری ڈگری کالج فتح پور)،
☆ سردار فتح محمد کریلوی (مرحوم) کی زندگی کے تحریک آزادی کشمیر کے حوالے سے مجاہدانہ کردار کے چند پہلوؤں پر مختصر ترین روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۲۔ تذکرہ اولیاء کشمیر (تاریخ حسن کا تیسرا حصہ) :
سری نگر : غلام محمد نور محمد تاجران کتب، ۱۹۸۹ء،
۵۹۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۱۳۔ تذکرہ اہل قلم وشعراء گلگت : شیرباز علی خان برچہ،
گلگت : محمد بک سٹال، ۱۹۸۹ء،
۱۵۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ گلگت کے اہل قلم وشعراء کے روزناموں اور مجلسوں میں جگہ پانے والے اہم مضامین کا مجموعہ ہے۔

۱۴۔ تذکرہ بے مثل راجگان راجور (حصہ دوم) : مرزا ظفر اللہ خان،
کلیم اللہ خان، ۱۹۸۹ء،
۱۲۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ یہ کتاب جس میں راجگان راجور کے حالات لکھے گے ہیں ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی۔ اس کا یہ دوسرا حصہ مولف کلیم اللہ خان نے شائع کیا۔

۱۵۔ تذکرہ شعراء کشمیر :
کراچی : اقبال اکیڈمی، ۱۹۶۷ء،
(کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۱۶۔ تذکرہ صوفیائے کشمیر : ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری،
لاہور : شعبہ کشمیریات اورینٹیل کالج، ۱۹۹۹ء،
۵۱۱ص ص، (لائبریری شعبہ کشمیریات اورینٹیل کالج لاہور)،
☆ وادی کشمیر کے صوفیائے کرام کا جامع تذکرہ نیز اول بزرگ جناب بلبل شاہ جو وارد کشمیر ہوئے ان کے احوال۔

۱۷۔ تنگ آمد : سردار محمد ایوب خان،
۱۹۹۸ء،
۳۳۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ سردار محمد ایوب خان (ریٹائرڈ) ناظم اعلیٰ تعلیمات سکولز کی آپ بیتی جس میں آزاد کشمیر اور خصوصاً محکمہ تعلیم آزاد کشمیر کے معاملات کا تذکرہ ہے۔

۱۸۔ توزک جہانگیری (جلد دوم) : اعجاز الحق قدوسی،
لاہور : مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۰ء،
۶۰۳ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ شہنشاہ نورالدین محمد جہانگیر کی خود نوشت سوانح عمری کا ترجمہ جس میں اس وقت کی حکومت کشمیر کا بھی تذکرہ ہے۔

۱۹۔ جہد مسلسل : امان اللہ خان،
راولپنڈی : ایس۔ایس کمبائنڈ، ۱۹۹۲ء،
۳۸۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ امان اللہ خان کی خود نوشت سوانح عمری جس میں کشمیر، تحریک آزادی کشمیر، مصنف کی نجی، سیاسی اور اسیری زندگی کے حالات وواقعات اور خاص دستاویزات شامل ہیں۔

۲۰۔ چاند چہرے : محمد کبیر خان،
لاہور : الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء،
۱۶۶ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ راولاکوٹ آزاد کشمیر سے تعلق رکھنے والے قلمکار کے قلم سے چند سوانحی خاکے جو راولاکوٹ سے ابوظہبی تک پھیلے اس کے احباب، ادیبوں اور شاعروں سے متعلق ہیں۔

۲۱۔ چوہدری غلام عباسؒ شخصیت اور کارنامے : ڈاکٹر غلام حسین اظہر،
بھمبر : مجلس میاں محمد گورنمنٹ ڈگری کالج،
۲۳۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ چوہدری غلام عباسؒ کے مکتوب ان کی شخصیت اور کارنامے۔

۲۲۔ حبہ خاتون : ایس۔ایل سادھو (مترجم) پروفیسر محمد زمان آرزدہ ،
نئی دہلی : ساہتیہ اکادمی، ۱۹۹۳ء،
باب ۴، ۶۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ شام لال سادھو کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ جس میں حبہ خاتون کا عہد، اس کی شاعری اور اس کے اثرات کا ذکر ہے۔

۲۳۔ حضرت میر سید علی ہمدانی (شاہ ہمدانؒ) : ڈاکٹر محمد ریاض،
لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۵ء،
۱۲۷ص ص (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ شاہ ہمدانؒ جن کے وادی کشمیر میں بہت سے محسن ہیں اس کتاب میں حضرت موصوف کے حالات زندگی، کارنامے اور ان کی تعلیمات کا ذکر ہے۔

۲۴۔ حیات امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ : سید محمود آزاد،
مظفر آباد : نظامت اوقاف آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر، ۱۹۸۷ء،
باب ۱۳، ۳۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ سید علی ہمدانیؒ کے حالات اور کشمیر میں اشاعت اسلام کے لیے ان کی خدمات کا تذکرہ۔

۲۵۔ حیات حضرت پیر سید جنید شاہ صاحبؒ : سید محمود آزاد،
مظفر آباد : مجلس تحقیق و تصنیف محکمہ اوقاف، ۱۹۸۱ء،
۱۱۱ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ آزاد کشمیر کے ایک ولی اللہ کی سوانح عمری۔

۲۶۔ حیات پیر شاہ غازی قلندرؒ : سید محمود آزاد
مظفر آباد : مجلس تحقیق وتصنیف محکمہ اوقاف، ۱۹۸۴ء،
۱۷ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ آزاد کشمیر ضلع میرپور کھڑی شریف میں مدفن ولی کامل کی سوانح حیات و کرامات کا مجموعہ۔

۲۷۔ حیات حضرت سائیں علی بہادرؒ : سید محمود آزاد،
مظفر آباد : مجلس تحقیق وتصنیف محکمہ اوقاف، ۱۹۸۵ء،
۱۷ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ آزاد کشمیر ضلع باغ کے ایک بزرگ کی سوانح حیات و کرامات۔

۲۸۔ حیات حضرت سائیں کملاباد شاہؒ : پروفیسر باغ حسین،
مظفر آباد : مجلس تحقیق وتصنیف محکمہ اوقاف، ۱۹۸۱ء،
۱۱۹ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ آزاد کشمیر فتح پور تھکیالہ کے ایک ولی کامل کی سوانح حیات و کرامات جس میں مقامی حالات وواقعات اور معاشرت کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

۲۹۔ حیات حضرت سید محمد علی شاہؒ و مائی طوطی صاحبہؒ : سید محمود آزاد، فاضل ندیم،
مظفر آباد : مجلس تحقیق وتصنیف محکمہ اوقاف، ۱۹۸۶ء،
۶۳ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ حضرت سید محمد علی شاہؒ کھوڑی ضلع مظفر آباد اور حضرت مائی طوطیؒ (کھوئی رٹہ) ضلع کوٹلی کے حالات زندگی و کرامات کا مجموعہ۔

۳۰۔ حیات حضرت شاہ عنائت ولیؒ، حضرت جمعہ شاہ باجیؒ : سید محمود آزاد،
مظفر آباد : مجلس تحقیق وتصنیف محکمہ اوقاف، ۱۹۸۴ء،
۶۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ضلع مظفر آباد کے دو بزرگوں کی کرامات و سوانح حیات کا مجموعہ۔

۳۱۔ حیات حضرت سید سہیلی سرکارؒ : سید محمود آزاد،
مظفر آباد : مجلس تحقیق و تصنیف محکمہ اوقاف، ۱۹۸۴ء،
۶۳ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ دارالحکومت مظفر آباد میں آرام فرما ایک بزرگ کی سوانح حیات و کرامات۔

۳۲۔ حیات قائد کشمیر (چوہدری غلام عباس) : سید محمود آزاد،
راولپنڈی : راولپنڈی بک سنٹر، ۱۹۹۲ء،
۹۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ قائد کشمیر کے سوانح حالات وواقعات کے ساتھ ساتھ ۱۹۳۲ء تا ۱۹۴۷ء کے سیاسی حالات کو بھی پیش کیا گیا ہے۔

۳۳۔ خاتون کشمیر (فریدہ بہین جی) : شوقین کشمیری،
سری نگر : قوس قزح پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء،
باب ۱۶، ۱۶۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر کی تحریک آزادی کی ایک جانباز خاتون کی سوانح عمری۔

۳۴۔ داستان حیات سید میر قاسم : عبدالرحمٰن کوندو،
نئی دہلی : ادارہ ادبیات، ۱۹۸۵ء،
۵۵۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ جموں و کشمیر کے سابق وزیراعلیٰ سید میر قاسم کی کہانی خود ان کی زبانی اور چند دیگر سیاسی و تاریخی اہم واقعات کا مجموعہ۔

۳۵۔ راجہ محمد اکبر خان : ڈاکٹر غلام حسین اظہر،
لاہور : کتب مینار، ۱۹۸۴ء،
۱۷۶ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ راجہ محمد اکبر خان کے اہم واقعات زندگی اور کشمیر کی سیاسی جدوجہد کے کئی پہلو نمایاں کیے گے ہیں۔

۳۶۔ راہِ وفا کے شہید : فضل اللہ،
راولپنڈی : مرکز مطبوعات کشمیر، ۱۹۹۶ء،
۲۳۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ حزب المجاہدین کے تیس سے زائد جیالے فرزندوں کا تذکرہ جنھوں نے غلبہ دین اور آزادی وطن کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔

۳۷۔ روداد زنداں : محمد سعید بخاری،
محمد محمود الحسن، ۱۹۹۵ء،
۱۳۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ مصنف کی بھارتی قید میں دو سال چار ماہ اکتیس دن کی سرگشت اور پس منظر۔

۳۸۔ روداد قفس (جلد اول) : سید علی گیلانی،
اسلام آباد : انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، ۱۹۹۳ء،
باب ۴۳، ۴۶۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ "روداد قفس" صرف مصنف کی قفس کی تنہائیوں اور صعوبتوں کا تذکرہ نہیں بلکہ کشمیری چمن کی بربادی، شیدائیوں کی فداکاری اور ان تھک مساعی کی ایک پوری داستان رقم ہے۔

۳۹۔ روداد قفس (جلد دوم) : سید علی گیلانی،
اسلام آباد : انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، ۱۹۹۴ء،
باب ۴۴ تا ۷۰، ۳۱۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس کتاب میں اہل کشمیر کے دکھی دلوں کی تڑپ اور رستے ہوئے ناسوروں کی جلن بانٹنا مطلوب ہے۔

۴۰۔ رئیس الاحرار (چوہدری غلام عباس) :
مظفر آباد : کشمیر لبریشن سیل،
۲۱ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ چوہدری غلام عباس کے مختصر ترین سوانحی حالات۔

۴۱۔ ریت پر قدموں کے نشان : کلیم اللہ خان،
لاہور : شاہد پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء،
۹۶ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ راجوری کشمیر سے ہجرت کرنے والے ایک شخص کی آپ بیتی۔

۴۲۔ زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے : سردار بشیر احمد صدیقی،
سہڑہ : مکتبہ شعاع ادب، ۱۹۹۵ء،
باب ۹،
☆ سردار بشیر احمد صدیقی محکمہ تعلیم آزاد کشمیر میں صدر معلم کے عہدہ پر فائز رہے، ان کی آپ بیتی۔

۴۳ سفیرِ حریت : محمد رفیق خواجہ،
میر پور : کاشر پبلشرز، ۱۹۹۷ء،
باب ۱۲ ، ۱۱۶ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ شہید کشمیر محمد مقبول بٹ کی سوانح عمری، جدوجہد، افکار اور فرار سے شہادت تک کے واقعات پر مشتمل ایک جامع تصنیف۔

۴۴۔ سوانح حیات خواجہ احمد دین مرحوم : خواجہ عبدالغنی،
مظفر آباد : ڈاکٹر بشیر احمد خواجہ ڈی۔ ایچ۔ او، ۱۹۹۰ء،
۱۱۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ محکمہ تعلیم آزاد کشمیر کے ایک سیکشن افسر کا سوانحی خاکہ۔

۴۵۔ شعرائے کشمیر : پروفیسر محمد صغیر آسی،
میر پور : الفضل کتاب گھر، ۱۹۹۳ء،
۵۱۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر کے شعراء کا تذکرہ اور مختصر منتخبہ کلام۔

۴۶۔ شمالی علاقہ جات کی اہم شخصیات (حصہ اول) : سید عالم استوری،
استور : سید عالم استوری معلم ایف۔ جی ہائی سکول، ۱۹۹۵ء،
۲۸۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ شمالی علاقہ جات کے زعماء واکابرین کے حالات اور کارناموں کے بارے میں معلومات۔

۴۷۔ شہاب نامہ : قدرت اللہ شہاب،
لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء،
۱۲۴۷ ص ص،

☆ مصنف کی خودنوشت سوانح حیات جس میں دیگر موضوعات کے علاوہ جہاد کشمیر، جزوی آزادی، یو۔این۔او کی قرار دادوں کی بے حرمتی کا ذکر ہے۔ بھرپور زندگی کے ہنسنے ہنسانے اور رونے رلانے والے واقعات کا حیرت ناک اور عبرت ناک مرقع۔

۴۸۔ شہید کشمیر کرنل حق نواز کیانی : سعید راشد،
جہلم : بک کارنر، ۱۹۹۰ء،
باب ۲، ۱۷۲ ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،

☆ زیر نظر کتاب ۱۹۷۲ء میں وادی لیپہ میں شہید ہونے والے کرنل حق نواز کیانی کے جنگی کارناموں اور سوانح حیات پر مشتمل ہے۔ جنھیں ستارہ جرأت دوبار ملا۔

۴۹۔ شیخ عبداللہ کے نقوش : محمد فاروق رحمانی،
سری نگر : افلاک پبلی کیشنز، ۱۹۸۸ء،
۱۹۹ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ شیخ عبداللہ کی پیدائش سے موت تک سیاسی سٹائل، فکر وفلسفہ کا ایک سنجیدہ اور دلیرانہ تنقیدی جائزہ۔

۵۰۔ شیخ محمد عبداللہ نمبر : (اڈیٹر) رام لعل ورما،
جموں : دفتر ''عوامی دور''، ۱۹۷۸ء،
۳۰۵ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ہفت روزہ ''عوامی دور'' کا شیخ عبداللہ نمبر جس میں موصوف کی زندگی اور کارناموں کو کئی قلمکاروں نے اپنے قلم سے آشکار کیا۔

۵۱۔ شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ : کلیم اختر،

لاہور: سندھ ساگر اکادمی، ۱۹۶۳ء،

۳۴۰ص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

☆ شیخ محمد عبداللہ کی سیاسی زندگی، نشیب و فراز کی داستان اور ان کی سیاسی جدوجہد کا تذکرہ۔

۵۲۔ عارف کھڑی : صاجزادہ میاں محمد سکندر،

لاہور: استقلال پریس،

۱۷۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ حضرت میاں محمد بخشؒ کی سوانح حیات جو کہ سرزمین پنجاب اور کشمیر کے مایہ ناز شاعر اور عظیم مفکر ہیں۔

۵۳۔ عبدالاحد آزادؔ : ڈاکٹر محمد یوسف بخاری،

لاہور: کشمیر کلچرل اکیڈمی، ۱۹۹۴ء،

۱۳۵ص ص، (کتابیات پاکستانی ادبیات ۱۹۹۴ء)،

۵۴۔ علامہ انور شاہ کشمیری اور ان کی علمی خدمات : مولانا تاج الدین مدنی،

کرک: شعبہ نشر و اشاعت دار العلوم آمینیہ، ۱۹۹۱ء،

باب۹ ۱۶۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ایک مایہ ناز کشمیری علمی شخصیت کی سوانح اور علمی خدمات۔

۵۵۔ غازی ملت سردار محمد ابراہیم خان : سید محمود آزادؔ،

مظفر آباد: سیادت پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء،

۱۰۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیر کی ایک سربرآوردہ شخصیت بانی صدر آزاد کشمیر کی سیاسی سوانح عمری۔

۵۶۔ فوق الکشمیر : ڈاکٹر محمد اجمل خان نیازی،
لاہور : سنگ میل، پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء،
۲۷۶ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ محمد دین فوقؔ کشمیری کی علمی وادبی خدمات۔

۵۷۔ فیضان سید علیؒ : سید شبیر احمد شاہ،
دھیر کوٹ : پیرزادہ مولوی شجاع احمد شاہ، ۱۹۹۷ء،
۳۰۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ آزاد کشمیر سوہاوہ ضلع باغ کے ایک مادر زاد ولی کے حالات وکرامات اور علمی خدمات۔

۵۸۔ قائد کشمیر : بشیر احمد قریشی،
مظفر آباد : ریٹائرڈ کرنل دلاور شاہ،
۲۰۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ چوہدری غلام عباسؒ کے سوانح حالات وواقعات اور تحریک آزادی کشمیر میں ان کی خدمات۔

۵۹۔ قصہ درد : ثروت جمال،
راولپنڈی : مرکز مطبوعات کشمیر، ۱۹۸۶ء،
باب ۹، ۲۱۱ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ بھارتی استعمار کے استبداد کو سید علی گیلانی اور آپ کے ساتھیوں نے چیلنج کیا اس ناخوشگوار صورت میں آپ کو کن کن مراحل سے گزرنا پڑا۔ قصہ درد اس مرد مجاہد اور قافلہ حق کی داستان ہے۔

۶۰۔ کاروان یوسف : چوہدری محمد یوسف،
اسلام آباد : العمر پرنٹرز، ۱۹۹۷ء،
۲۹۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ چوہدری محمد یوسف سابق سنیئر وزیر آزاد کشمیر حکومت کی یاداشتوں، مشاہدات پر مبنی آپ بیتی۔

۶۱۔ کشمکش : چوہدری غلام عباس،
لاہور :اردو اکیڈمی ۱۹۵۰ء،
۳۲۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ چوہدری غلام عباس کی خودنوشت سوانح عمری جو حقیقت میں تحریک آزادی کشمیر کی مستند ترین تاریخ ہے۔

۶۲۔ کنز القدیم فی آثار الکریم : قاضی عالم الدین،
میرپور :ویری ناگ پبلشرز ،
(فہرست کتب ویری ناگ پبلشرز)،
☆ عالم اکمل فخر خاندان نقشبندیہ، مجددیہ حضرت خواجہ حافظ عبدالکریمؒ کی سوانح عمری اور تعلیمات کا بسیط مجموعہ۔

۶۳۔ کے۔ایچ خورشید کی یادیں : غلام رسول سندھو،
گوجرانوالہ :گوہر پبلی کیشنز ۱۹۹۱ء،
باب ۱۰، ۱۸۴ص ص، (لائبریری مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)،
☆ یہ کتاب مصنف کی کے۔ایچ خورشید مرحوم سے ملاقاتوں کی یادوں پر مشتمل ہے۔اس میں کے۔ایچ خورشید کی عظمتوں کا احساس اور کشمیر سے متعلق ان کے موقف کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

۶۴۔ متاعِ زندگی : سردار محمد ابراہیم خان،
لاہور :کلاسیک،
۲۶۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیری رہنما سردار محمد ابراہیم خان کی آپ بیتی جو تحریک کشمیر کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے۔

۶۵۔ محسن کشمیر (امیر کبیر شاہ ہمدان) : عبدالحمید اعظمی،
اسلام آباد :لوک ورثہ اشاعت گھر،
باب ۳، ۲۳۳ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ شاہ ہمدان کی سوانح عمری جس میں ان کے حالات زندگی، تصنیفات و تعلیمات، کشمیر میں ان کے ورود اور اثر و رسوخ کو بیان کیا گیا ہے۔

۶۶۔ مرد قلندر حضرت پیر شاہ غازی کی سوانح حیات : میاں محمد سکندر،
لاہور : استقلال پریس،
۴۸ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)

۶۷۔ مشاہیر کشمیر : محمد احمد اندرابی،
میرپور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء،
۲۱۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس مجموعہ میں ۲۱ مشاہیر کشمیر کا تذکرہ ہے۔ ان میں ایسی شخصیات بھی شامل ہیں جو کشمیری نہ ہونے کے باوجود کشمیر کے لیے خدمات انجام دے رہی ہیں۔

۶۸۔ مشاہیر کشمیر : منشی محمد دین فوق،
لاہور : ظفر برادرس تاجران کتب، ۱۹۲۵ء،
۲۰۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۳۷ مشاہیر کشمیر کے سوانحی خاکے جن میں علامہ اقبالؒ کا خاکہ بھی شامل ہے۔ اقبال کے سوانح نگاروں نے اس خاکے کو بنیاد بنا کر اقبال کے خاندانی حالات تحریر کیے۔

۶۹۔ معمار آزادی کشمیر (خواجہ غلام نبی گلکار انور) : محمد اسد اللہ قریشی کاشمیری،
راولپنڈی : غلام احمد ناظم دارالاشاعت کشمیر،
(خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ جدوجہد آزادی میں ایک مجاہد کا سوانحی خاکہ اور اس کی جدوجہد کا تذکرہ۔

۷۰۔ مقبول بٹ شہید : امیر زمان طاہر،
لاہور : کشمیری بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۰ء،
۲۰۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ایک ممتاز کشمیری حریت پسند (مقبول احمد بٹ) کے حالات زندگی اور کشمیر کے لیے ان کی گرانقدر سیاسی جدوجہد کا تذکرہ۔

۷۱۔ میاں محمد بخشؒ : ڈاکٹر غلام حسین اظہر،

آزاد کشمیر :افتخار میموریل ٹرسٹ، ۱۹۸۹ء،

۲۰۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اس کتاب میں میاں محمد بخشؒ کی شاعری کا تذکرہ شامل ہے۔

۷۲۔ نقش دوام : انظر شاہ مسعودی،

لاہور :امجد حسین ملک فینس بک، ۱۹۸۹ء،

۴۶۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری کے سوانح، علمی و عملی شاہکار سیاسی افکار، دینی نظریات اور تحقیقات پر بسیط جائزہ۔

۷۳۔ نقوش کشمیر : مولانا علم الدین سالک (مرتب) پروفیسر ڈاکٹر علی محمد خان ،

لاہور : مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۳ء،

باب ۱۶، ۲۶۱ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)

☆ کشمیر اور مشاہیر کا تذکرہ جس میں حبہ خاتون، علامہ اقبالؒ، آغا حشر کاشمیری اور محمد دین فوقؔ کا تذکرہ بھی شامل ہے۔

۷۴۔ یگانہ کشمیر : (ر) بریگیڈیئر محمد صادق خان، ڈاکٹر غلام حسین اظہر،

پلندری :الحاج خان محمد خان میموریل ایسوسی ایشن، ۱۹۸۶ء،

۴۴۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ بابائے پونچھ غازی کشمیر الحاج کرنل خان محمد خان کی سوانح حیات۔

باب سوم

کتابیات تخلیقی ادبیات

الف۔ ناول، افسانہ، سفرنامہ، ڈرامہ

۱۔ آتشِ چنار : شام بارک پوری،

ڈھاکہ : کلچرل اکیڈمی، ۱۹۹۱ء،

۱۲۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اس ناول میں شام بارک پوری جو کشمیر میں سیاحت کے لیے گے انہوں نے کشمیر کے حسن و جمال کے ساتھ ساتھ ظلم و ستم اور تشدد و بے چارگی کی تصویر فنکارانہ انداز میں پیش کی ہے۔

۲۔ آدھے چاند کی رات : کشمیری لال ذاکر،

دہلی : ایجوکیشن پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۲ء،

۱۶۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اس ناول سے اس حقیقت کو آشکار کیا گیا ہے کہ کشمیر میں رہنے والا ایک عام آدمی آج بھی وہیں ظلم کے دروازے پر کھڑا ہے جہاں راجہ پرور سین کے دور میں کھڑا تھا۔ مصنف کو امید ہے کہ سورج طلوع ہونے میں اب زیادہ دیر نہیں۔

۳۔ آگ : عزیز احمد،

لاہور : مکتبہ جدید، ۱۹۶۵ء،

۲۷۶ ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۴۔ آگ، خون اور کشمیر : آغا اشرف،

لاہور : جہانگیر بک ڈپو،

۳۲۴ ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،

☆ تحریک آزادی کشمیر جس کے سر فروش اور کفن پوش مردان حُر نے اپنے خون سے تحریک آزادی کشمیر میں جو خونی داستان رقم کی ہے یہ ناول اسی جنگ و جہاد کی تفصیل ہے۔

۵۔ اصحاب جنون : محمد صغیر قمر،

پیرامیڈیا پبلشرز، ۱۹۹۸ء،

۱۶۰ ص ص،

☆ کشمیر کے مظلوم عوام کی کہانی افسانوی انداز میں پیش کی گئی ہے۔

۶۔ املتاس کے پیٹر : ثریا خورشید،
میرپور : ویری ناگ پبلشرز،
۱۷۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر کے پس منظر میں لکھے گئے افسانوں کا مجموعہ جس میں وادی کے دکھ بھی ہیں اور اس کی جدوجہد بھی۔

۷۔ اور محاصرہ ٹوٹ گیا : سلیمان عارف،
لاہور : مکتبہ القریش، ۱۹۹۷ء،
باب ۲۷، ۴۳۲ ص ص،
☆ یہ ناول اپنے ماقبل ناول ''ٹوٹی کہاں کمند'' کا ہی تسلسل ہے۔ اس ناول میں جہاد اور تحریک آزادی کشمیر کے غیر متوقع اور غیر منطقی انجام کی روداد ہے۔ اس ناول میں لیڈروں کے لیے سبق ہے کہ وہ تحریک آزادی کشمیر میں ہونے والی غلطیوں سے دامن بچا کر اپنی موجودہ مہم کو منطقی انجام تک پہنچائیں۔

۸۔ بنت کشمیر : بشیر احمد صدیقی،
۱۹۸۴ء،
۱۸۲ ص ص،
☆ تحریک کشمیر کے پس منظر میں ایک تاریخی ناول۔

۹۔ بانہال کے اس پار : ثریا خورشید،
میرپور : ویری ناگ پبلشرز،
☆ ترک وطن کے کئی سالوں بعد وادی کشمیر کے سفر کی روداد کو ایک خوبصورت سفر نامہ میں قلمبند کیا گیا ہے۔ جو صدیوں کی تاریخ سمیٹے ہوئے ہے۔

۱۰۔ ٹوٹی کہاں کمند : سلیمان عارف،
لاہور : مکتبہ القریش، ۱۹۹۳ء،
باب ۲۴، ۴۹۶ ص ص، (لائبریری مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)،
☆ اس ناول میں ہندوؤں اور انگریزوں کی ملی بھگت جو مسلم دشمنی کا باعث تھی اسے اجاگر کیا گیا ہے۔ ریاست کے سرحدی اضلاع کے مسلمانوں کی سرفروشانہ جدوجہد کی داستان احاطہ تحریر میں لائی گئی ہے۔ یہ ناول جہاد اور آزادی کشمیر کے پس منظر اور ابتدائی ایام کی کہانی ہے۔

۱۱۔ جب کشمیر جل رہا تھا : کشمیری لال ذاکر،
دہلی : حالی پبلشنگ ہاؤس،
۱۵۶ص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،
☆ ایک ایسے ادیب کے افسانوں کا مجموعہ ہے۔ جو ہندیونین کا باشندہ اور بہی خواہ ہے۔

۱۲۔ جموں و کشمیر کے سینے پر خونی لکیر : چوہدری محمد شریف طارق،
میرپور : ویری ناگ بک ہاؤس، ۱۹۶۶ء،
۵۹۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ایک ناول۔ ایک حقیقت۔ کشمیریوں کے سسکتے ارمانوں، لٹتے خیالوں، دلدوز داستانوں، دلکش بیابانوں اور ڈوگرہ بربریت کے برہنہ رقص کی ایک داستان ہے۔

۱۳۔ چناروں کی آگ : طارق اسماعیل ساگر،
لاہور : گورا پبلشرز، ۱۹۹۶ء،
۳۱۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس ناول میں کشمیر میں آزادی کی جنگ لڑنے والے حریت پسندوں کو نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے آزادی کے متوالوں کی جدوجہد کو پیش کیا گیا ہے۔

۱۴۔ چناروں کے آنسو : طارق اسماعیل ساگر،
لاہور : ۱۹۹۰ء،

۱۵۔ حبہ خاتون : سید نظر زیدی،
۱۹۵۸ء،
۳۷۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ایک ناول جس میں ماضی کی ایک تاریخ بھی رقم ہے۔

۱۶۔ خونی لکیر : صغیر قمر،

لاہور : پیرامیڈیا کمیونیکیشنز، ۱۹۹۶ء،

۱۳۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ صغیر قمر کے دس افسانے جو تحریک آزادی کشمیر اور اس کے جانثاروں کا خاک و خون میں لتھڑا ہوا پیغام ہم تک پہنچاتے ہیں۔

۱۷۔ دختر کشمیر : حافظ محمد ادریس،

لاہور : مکتبہ احیائے دین، ۱۹۹۲ء،

۲۰۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ جہاد کشمیر کے تناظر میں لکھے گے سترہ افسانے۔

۱۸۔ دختر کشمیر : مقصود احمد راہی،

راولپنڈی : فائیو سٹار پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء،

باب ۱۳، ۱۷۲ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،

☆ ناول "دختر کشمیر" فاطمہ کی کہانی ہے جو کشمیر کی بیٹی ہے۔ یہ ان تمام ایسی بیٹیوں کی کہانی ہے جو کشمیر کی آزادی کے لیے کشمیر کے مجاہدین کے شانہ بشانہ لڑ رہی ہیں۔

۱۹۔ رنگ لائے گا لہو : اکرام الدین،

لاہور : مکتبہ القریش، ۱۹۹۰ء،

۲۴۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ یہ ناول مادر وطن پر قربان ہونے والے مادر وطن کے بیٹوں اور بیٹیوں کی کہانی ہے۔

۲۰۔ سرینگر ۷۵ میل : شمس کاشمیری،

گوجرانوالہ : کاشر پبلی کیشنز، ۱۹۸۴ء،

۱۱۹ص ص، (AIOU اسلام آباد)،

☆ یہ ناولٹ تحریک آزادی کشمیر کا عکاس ہے۔ جس میں ایک کشمیری حریت پسند کی داستان جدوجہد کو احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے۔ ایک ایسا حریت پسند جو اپنے ہی وطن میں اجنبی ہے۔ اس ناولٹ میں کشمیر کے تاریخی عروج و زوال، تہذیب و تمدن، جغرافیائی اہمیت اور جنگ آزادی کو اجاگر کیا گیا ہے۔

۲۱۔ سفر نامہ کشمیر : خلق وخوش،
ملتان : راجپال پریس، ۱۹۰۴ء،
۵۲ ص ص، (کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۲۲۔ سیاحت نامہ کشمیر و پنجاب : بیرن چارلز ہیوگل (ترجمہ) محمد حسن صدیقی،
لاہور : مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۰ء،
۵۱۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ یہ اس وقت کا ایک سیاحت نامہ ہے جب ایسٹ انڈیا کمپنی کی توسیع پسندانہ پالیسی شمال مشرق کی طرف تیزی سے عمل پیرا تھی۔

۲۳۔ طلوعِ سحر : صائمہ صدیقی،
لاہور : ادارہ مطبوعات سلیمانی، ۱۹۹۲ء،
۳۷۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیری ماؤں، بہینوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے جذبہ سے لکھا گیا ایک ناول۔

۲۴۔ غیرت کشمیر : محمد سعید اسعد،
میرپور : کاشر پبلشرز، ۱۹۹۳ء،
۱۹۸ ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،

☆ کشمیر کے پر آشوب پس منظر میں لکھے گے منتخب افسانے۔

۲۵۔ کشمیر اداس ہے : محمود ہاشمی،
لاہور : الفیصل اردو بازار، ۱۹۹۴ء،
باب ۴، ۳۶۶ ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،

☆ مصنف نے ریاست جموں و کشمیر کے مختلف شہروں کا شیخ عبداللہ کی امن فوج کے کمانڈر کی حیثیت سے دورہ کیا۔ ان کے انہی مشاہدات کا نتیجہ ایک سچا اور بہترین رپورتاژ ہے۔

۲۶۔ کشمیر کی کلی : سردار عنایت اللہ،
لاہور : درسی بک ڈپو،
۴۶۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس ناول میں ریشماں نامی کشمیری دوشیزہ کی کہانی بیان ہوئی ہے۔

۲۷۔ کشمیر کے سرفروش : حمید۔اے،
لاہور : مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۲ء،
۲۹۴ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،
☆ اس ناول میں ایک محب وطن پاکستانی کی سچی سرگزشت بیان ہوئی ہے جس نے مقبوضہ کشمیر میں جاکر اپنی جان جوکھوں میں ڈالی۔

۲۸۔ کشمیر لہو رنگ : ظہور الدین بٹ،
لاہور : ادارہ مطبوعات سلیمانی، ۱۹۹۲ء،
۱۷۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ یہ ناول مقبوضہ کشمیر میں رونما ہونے والے ظلم کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔

۲۹۔ کونپلیں (افسانے) : لطیف کاشمیری،
لاہور : اجالا پرنٹنگ، ۱۹۸۱ء،
۱۶۸ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۳۰۔ مقدمہ کشمیر : مختیار احمد،
کراچی : مکتبہ اتحاد،
۱۱۰ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ یہ ڈرامہ پی۔ٹی۔وی پر دکھایا گیا جو خون سے لکھی ہوئی صداقت و حقیقت پر مبنی دستاویز ہے۔اس ڈرامہ مین کشمیر کا مقدمہ بحسن و خوبی پیش کیا گیا ہے۔

۳۱۔ مئین مدنو (میرا محبوب وطن) : حفیظہ رحمن،

اسلام آباد : عمر بک ڈپو، ۱۹۹۷ء،

باب ۱۳ ۱۱۳ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ یہ ناولٹ ہے جس میں دھرتی کشمیر کا دکھ دکھایا گیا ہے۔اس کہانی کے کردار تو اصلی ہیں صرف نام فرضی ہیں۔

۳۲۔ میرا دردنہ جانے کو : شمس کاشمیری،

☆ شمس کاشمیری کا یہ ناول قسط وار روزنامہ "نوائے وقت" میں چھپتا رہا۔

۳۳۔ میں نے کشمیر جلتے دیکھا : سلیم گردیزی،

لاہور : جنگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء،

۱۹۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ آغاز1990ء تک مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین آزادی کے ساتھ رہنے والے شخص کی زبانی آنسوؤں اور آہوں کی روداد ایک سفر نامہ کی صورت میں۔

۳۴۔ نانگا پربت : مستنصر حسین تارڑ،

لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء،

۶۱۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ نانگا پربت کے متعلق مصنف کا ایک دلچسپ سفر نامہ جس میں ان کے تین سفروں کی روداد بیان ہوئی ہے۔

۳۵۔ ننھا مجاہد : بشیر احمد صدیقی،

سہڑہ : منظر بشیر، ۱۹۸۵ء،

۲۷۲ص ص،

☆ تحریک آزادی کشمیر کے پس منظر میں ایک ننھے مجاہد کی داستان پر مبنی ناول۔

۳۶۔ وادی کا خیال رکھنا : نجمہ ثاقب،

لاہور : ادارہ مطبوعات سلیمانی، ۱۹۹۴ء،

۳۰۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ نجمہ ثاقب کے چودہ افسانے جن میں کشمیری بہن بھائیوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے سچے واقعات افسانوی شکل میں پیش کیے گے ہیں۔

۳۷۔ وادی لہورنگ : طارق اسماعیل ساگر،

لاہور : گوراپبلشرز، ۱۹۹۶ء،

۳۶۸ص ص،

☆ کشمیر کے مظلوموں اور نارساؤں کی آہوں اور آنسوؤں کو یکجا کیا گیا ہے۔

۳۸۔ یہ کس کا لہو ہے کون مرا؟ : شبنم قیوم،

سری نگر : کاشانہ ادب،

۲۶۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیری مظلومیت کی داستان جس کو ریاست کے وزیر اعلیٰ شیخ عبداللہ نے ضبط کرایا اور مصنفہ کو پابند سلاسل کر دیا۔

۳۹۔ یہ میرا بلتستان : سلمیٰ اعوان،

لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۸ء،

۲۸۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ بلتستان کا تاریخی پس منظر، اس کے مسائل اور تہذیبی و ثقافتی زندگی کو ناول کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

ب۔ شاعری

۱۔ آزادی کا سفر : محمد اقبال نجمی،
گوجرانوالہ : فروغ ادب، ۱۹۹۱ء،
۲۰۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس منظوم تذکرہ میں وادی کشمیر کے مایہ ناز سپوتوں کی چالیس سالہ جدو جہد آزادی کا عکس اور ظلم وستم کی داستانیں رقم ہیں۔ ایسے شعراء کا کلام بھی شامل ہے جو اپنی حسرتیں لیے اس جہان فانی سے کوچ کر گے۔

۲۔ آسماں کیوں رورہا ہے : جنید انصاری،
میرپور : گلیمر کمپیوٹرز، ۱۹۹۷ء،
۸۳ص ص،
☆ شاعر نے کشمیر، پاکستان اور عالم اسلام کا ذکر کرتے ہوئے ایسا انداز اختیار کیا ہے جس سے قوت متخیلہ حیران کن حد تک بلند ہو جاتی ہے اور کشمیر کے ظلم کو اپنے کلام کے ذریعے واضح کیا ہے۔

۳۔ احتجاج : جواد جعفری،
مظفر آباد : ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۴ء،
۱٦۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کتاب کی منظومات کا غالب حصہ کشمیر کے سوز، درد وداغ اور عزم وہمت پر مشتمل ہے۔

۴۔ ادبی دنیا (کشمیر نمبر) : محمد عبداللہ قریشی،
لاہور : دفتر ادبی دنیا، ۱۹٦٦ء،
۵۰۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر کے سلسلہ میں کئی مضامین ونظمیں شامل ہیں۔

۵۔ ادھورے سپنے : گلزار ساگر،
میرپور : ادبی ثقافتی ادارہ "تعبیر"، ۲۰۰۰ء،
☆ اس شعری مجموعہ میں کشمیری قوم کو شعروں کے ذریعے آزادی کا مژدہ سنایا گیا ہے۔ صوری ومعنوی دونوں خوبیوں سے مزین ہے۔ مزاحمتی ادب کی جاندار مثال ہے۔

۶۔ ارمغان حجاز : اقبال،

لاہور : شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، ۱۹۸۲ء،

۵۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ علامہ اقبال کا فارسی مجموعہ کلام جس کا آخری حصہ اردو کلام پر مشتمل ہے۔اس میں کشمیر کے متعلق فکر انگیز نظمیں شامل ہیں۔

۷۔ ارمغان کشمیر (حصہ اول) : ملک محی الدین قمر قمرازی،

راولپنڈی : نشتر انصاف،

۱۹۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ۱۹۴۷ء سے انقلاب میں شاعر جب افسر مال کے عہدہ پر فائز تھا۔ مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے راولپنڈی منتقل ہوا۔اس شاعر کے جذبات میں ایک محقق ادب کے نصف صدی تک کے ادبی ارتقاء کے نمونے ملیں گے۔

۸۔ اسے میرا غم ستائے گا : محبوب احمد کاشمیری،

کراچی : ٹی کاون پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء،

۱۲۰ص ص،

☆ اس مجموعہ میں چند دیگر نظموں کے علاوہ تذکرہ کشمیر کے عنوان سے کچھ نظمیں شامل ہیں۔

۹۔ الم تا علم (کشمیر) : اصغر عابد،

اسلام آباد : قلم اسلام آباد، ۱۹۹۵ء،

۱۳۵ص ص، (لائبریری اکادمی ادبیات اسلام آباد)،

☆ اس کتاب میں چناروں کی آگ، توپوں کی گھن گرج اور زعفران کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔شاعر کو اس کتاب پر حکومت پاکستان کی جانب سے "یوم تکبیر کشمیر میڈل ۱۹۹۹ء" دیا گیا۔

۱۰۔ برف سے حرف : اسرار ایوب،

لاہور : ایاز نت علی اکرم آرکیڈ، ۱۹۹۵ء،

۹۶ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ شاعر جس کا تعلق راولاکوٹ آزاد کشمیر سے ہے اس کے اس مجموعہ کی منظومات کشمیر کی زمین و زمان سے متعلق ہیں۔

۱۱۔ بزم نہیں رزم : حفیظ جالندھری،

لاہور : مہتمم "شاہنامہ اسلام"، ۱۳۹۳ھ،

باب ۲ ۱۴۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اس کتاب میں جہاد آزادی کشمیر کے جذبہ کو موجزن کرنے والا کلام شامل ہے۔

۱۲۔ بلتستان کی شاعری : سید عطا حسین کلیم،

لاہور : مکتبہ کاروان،

باب ۵ ، ۹۳ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ یہ کتاب بلتی شاعری کی ابتدا سے متعلق ہے۔

۱۳۔ بلتی لوک گیت : (مترجم)سید محمد عباس کاظمی،

اسلام آباد : لوک ورثہ اشاعت گھر، ۱۹۸۵ء،

۱۹۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کتاب ہذا میں بلتی زبان کے لوک گیت اوران کا اردو ترجمہ شامل ہے۔

۱۴۔ بیادِ آزر عسکری (محفل مشاعرہ) :

مظفر آباد : بزم آزر، ۱۹۸۶ء،

۸۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ریاست جموں وکشمیر کے مسلم شاعر آزر عسکری کی یاد میں منعقدہ مشاعرہ میں شعراء کا پیش کردہ کلام کتابی شکل میں۔

۱۵۔ پلک پلک زنجیر : نذیر انجم،

میر پور : کاشر پبلشرز، ۱۹۹۲ء،

۱۹۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اکال گڑھ آزاد کشمیر میں پیدا ہونے والے شاعر نذیر انجم "پلک پلک زنجیر" میں نئی نسل کی ترجمانی کرتے ہیں اور ظلمتوں میں شعاعِ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۶۔ پہاڑی لوک گیت : ڈاکٹر محمد صغیر خان،

مظفر آباد: کشمیر اکیڈمی، ۲۰۰۰ء،

☆ اپنے علاقے کی تہذیب و ثقافت کو اجاگر کرنے والے پہاڑی لوک گیت اور ان کا اردو ترجمہ۔

۱۷۔ تخت یا تختہ : سید تعظیم حسین شاہ گیلانی،

کوٹلی: ہمالہ پبلشرز، ۲۰۰۰ء،

۱۱۸ص ص،

☆ دیگر موضوعات کے علاوہ کشمیر کے شہداء کو خراج عقیدت اور آزادی کا ترانہ جیسی نظمیں۔

۱۸۔ تہہ محراب حرم : بشیر مغل،

افضل پور: حلقہ ارباب ادب، ۱۹۹۴ء،

۱۹۔ جنگ جاری رہے : سلیم ناز بریلوی،

لاہور: اسلامی پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء،

۲۳۶ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،

☆ جہاد کشمیر کے پس منظر میں جہادی ترانوں اور انقلابی نظموں کا مجموعہ ہے۔ یہ ولولہ انگیز ترانے مجاہدین کشمیر کو بھارتی فوج کے خلاف پنجہ آزمائی پر مجبور کرتے ہیں۔

۲۰۔ جہاد کشمیر : محمد آمین طارق قاسمی،

راولپنڈی: ۱۹۵۶ء،

۲۲۴ص ص

☆ معرکہ کشمیر اور اس کا تاریخی و سیاسی پس منظر۔ اردو نظم میں اپنی طرز اور جامعیت کی واحد کتاب ہے۔ جس پر حکومت آزاد کشمیر نے شاعر کو گرانقدر انعام سے سرفراز کیا۔

۲۱۔ چنار، چاندنی اور چنبیلی : سید نثار حسین ہمدانی،

کشمیر سوسائٹی آف سائنٹیفک اینڈ سوشل ریسرچ، ۱۹۹۳ء،

۱۵۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ یہ کتاب آزاد کشمیر میں تخلیق ہونے والی شاعری میں قابل قدر اضافہ ہے۔

۲۲۔ چناروں کی آگ : سیدہ آمنہ بہار رونا،

۱۳۶ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ایک شاعرہ کے جذبات جس کو زیورات کشمیر، فلسطین اور افغانستان کے ارد گرد جکڑی ہوئی زنجیروں کی طرح لگتے ہیں۔ "چناروں کی آگ" میں کرب کی آگ پوشیدہ ہے۔

۲۳۔ حدیث لالہ و گل : ہدائت اللہ اختر،

میرپور: ویری ناگ پبلشرز،

۱۱۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ شاعر کشمیر ہدائت اللہ اختر کا کلام جو وقتاً فوقتاً اخبارات میں شائع ہوتا رہا۔

۲۴۔ خضر دیکھتا ہے ولر کے کنارے : میاں کریم اللہ قریشی،

مظفر آباد: بزم سوز کشمیر، ۱۹۹۵ء،

۱۱۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ میاں کریم اللہ قریشی نے جہاد کشمیر کے حوالہ سے اپنے شعری مجموعہ میں کشمیر کے شہروں، قصبوں، دیہاتوں، پہاڑوں، جھیلوں، خانقاہوں اور ندی نالوں کو موضوعِ سخن بنا کر ایک عوامی شاعر کی حیثیت اختیار کی ہے۔

۲۵۔ خندہ ہائے بیجا : صابر آفاقی،

لاہور: الحمد پبلیکیشنز، ۱۹۹۴ء،

۱۴۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۲۶۔ دردبُرا تنہائی کا : ذوالفقار عادل کشمیری،

لاہور : قصر ادب، ۱۹۹۹ء،

۱۱۴ص ص،

☆ شاعر نے دیگر موضوعات کے علاوہ کشمیر کے حوالے سے بھی کلام پیش کیا ہے۔ چونکہ شاعر کشمیر ہی کا فرزند ہے۔ اس نے کشمیر میں ہونے والے ستم کو اتنی شدت سے محسوس کیا ہے جتنا دوسرے بھارتی ظلم کا شکار کشمیریوں نے کیا ہے۔

۲۷۔ درد سوغات : حمید یوسفی،

راولپنڈی : ادارہ ابلاغ خود، ۱۹۹۴ء،

۱۹۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ حمید یوسفی کا کلام جس میں کشمیر کی جلتی وادیوں کا درد اور اسلام کی سچی لگن و تڑپ موجود ہے۔

۲۸۔ دست چنار : بلبل کاشمیری،

مظفر آباد : کشمیر اکیڈمی، ۱۹۹۴ء،

۷۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ دست چنار، وطن سے دور مگر وطن کو دل میں بسانے والے کشمیری شاعر بلبل کاشمیری کی شاعری کا مجموعہ ہے۔

۲۹۔ دشت تنہائی : صابر حسین صابر،

بزم قرطاس و قلم پاکستان ۱۹۸۴ء،

۹۵ص ص،

☆ شاعر کے کلام میں کشمیر کے متعلق نظمیں بھی شامل ہیں۔

۳۰۔ دہلیز : منور احمد قریشی،

۲۰۰۰ء،

۳۱۔ دھواں دھواں کشمیر : بشیر مغل،

۱۱۰ص ص،

☆ کشمیر اور جہاد کشمیر سے متعلق شاعری کا مجموعہ ہے۔

۳۲۔ دیوار گریہ : ماجد صدیقی،

یاور پبلی کیشنز،

۱۱۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اس مجموعہ میں کشمیر اور فلسطین پر نظمیں شامل ہیں۔

۳۳۔ دیوان صدیقی : بشیر احمد صدیقی،

۱۱۰ص ص،

☆ کشمیر اور جہاد کشمیر سے متعلق شاعری کا مجموعہ

۳۴۔ رشی نامہ : نورالدین رشی، (مترجم) طاؤس بانہالی،

اسلام آباد: لوک ورثہ، ۱۹۸۰ء،

۲۳۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیر کے ایک مشہور صوفی شاعر کے کشمیری کلام کا اردو ترجمہ۔

۳۵۔ ستون دار : محمد رفیق بھٹی،

میرپور: پنجال پبلشرز، ۱۹۹۴ء،

۱۷۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ شاعر نے اہل کشمیر کو اپنے کلام کے ذریعے ان کے تابناک ماضی اور المناک حال سے باخبر کرنے اور تحریک آزادی کشمیر کو تیز تر کرنے کی سعی کی ہے۔

۳۶۔ سروادیٔ کشمیر : شفقت تنویر مرزا،
اسلام آباد : دوست پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء،
۱۵۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ارض کشمیر اور اس کے مکینوں کے بارے میں منظومات کا مجموعہ۔

۳۷۔ شام زندگی : بشیر مغل،
پنڈی بھروال : مغل برادرز، ۱۹۸۳ء،

۳۸۔ شب خون : احمد فراز،
لاہور : ماورا پبلشرز،
۶۳ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ جنگ ۱۹۶۵ء سے متعلق شاعر کا کلام شامل ہے۔

۳۹۔ شعلہ کشمیر : مقصود جعفری،
راولپنڈی : سگما پریس، ۱۹۹۴ء،
۱۳۴ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ یہ کتاب کشمیر کی تصویرِ حسن، داستانِ درد اور نغمہ آزادی ہے۔

۴۰۔ شمالی علاقے کا اردو ادب (حصہ نظم) : (مدیر) محمد آمین ضیا،
گلگت : حلقہ اربابِ ذوق،
۳۶۶ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ مختلف شعراء کے کلام کا مجموعہ۔

۴۱۔ شہر تمنا : صابر آفاقی،

لاہور : آئینہ ادب، ۱۹۸۰ء،

۱۶۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ایک شعری مجموعہ جس میں غم جاں اور غم جہاں دونوں شامل ہیں۔ کشمیر کی کربناک سسکیوں کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔

۴۲۔ شہر دربدراں : بشیر مغل،

میرپور : ۱۹۹۲ء،

۴۳۔ صبح زندگی : بشیر مغل،

افضل پور : حلقہ ارباب ادب، ۱۹۸۴ء

۴۴ صلیبوں کا شہر : مخلص وجدانی،

مظفر آباد : ادبیات، ۱۹۹۵ء،

۸۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیر کے کھوئے کھوئے حسن، بکھرے بکھرے گلابوں کی پائمالی اور جلتے بجھتے چناروں کی بد حالی شاعر کے تغزل میں بوئے پریشاں کی طرح ہویدا ہیں۔

۴۵۔ فرازدار : نذیر انجم،

میرپور : مجلس فکر و ادب، ۱۹۷۰ء،

۵۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ جموں کشمیر میں بیتے حالات کی ترجمانی بازبان شاعر جس نے اکال گڑھ میرپور میں جنم لیا۔

۴۶۔ فصیل کے اس پار : نذر حسین نذر،
میرپور : کاشر پبلشرز، ۱۹۹۲ء،
۱۵۰ص ص،
☆ کئی موضوعات پر نظمیں شامل ہیں جن میں کشمیر سے متعلق نظمیں بھی شامل ہیں۔

۴۷۔ فغان کشمیر : غلام نبی خیال،
اسلام آباد : اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۹ء،
۱۸۴ص ص، (لائبریری اکادمی ادبیات اسلام آباد)،
☆ تحریک آزادی سے متعلق اردو منظومات کا منفرد مجموعہ جس میں مختلف شعراء کا کلام ترتیب دیا گیا ہے۔

۴۸۔ کارواں : مسعود کشفی،
راولپنڈی : بک سنٹر، ۱۹۸۹ء،
۷۶ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اردو اور کشمیری زبان سے آراستہ مجموعہ کلام جس میں جذباتِ حریت کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔

۴۹۔ کاشر شاعری : ڈاکٹر ایس۔ایم یوسف بخاری،
لاہور : کلیم یوسف، فہیم یوسف، ۱۹۸۴ء،
۳۶۸ص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،
☆ کشمیری شعراء کا تذکرہ جس میں کشمیری اشعار کا مفہوم اردو زبان میں واضح کیا گیا ہے۔

۵۰۔ کرب آرزو : حفیظ شاکر،
عباسپور : کشمیر بک ڈپو، ۱۹۹۶ء،
۱۸۴ص ص،
☆ سرزمین کشمیر کے جمالیاتی مناظر اور حسن کا اسیر حفیظ شاکر بڑی سادگی اور دلیری کے ساتھ اپنا کلام پیش کر رہا ہے یہ مجموعہ مختلف موضوعات پر لکھے جانے والے اشعار کا حسین امتزاج ہے۔

۵۱۔ کربِ تمنا : نذیر خرم،

راولپنڈی : ادارہ الناشر، ۱۹۷۶ء،

۹۶ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆

۵۲۔ کشتِ زعفران : آزر عسکری،

مظفر آباد : کشمیر نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۶ء،

۱۱۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ۱۹۴۸ء میں مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے مظفر آباد آنے والے شاعر کے خیالات۔

۵۳۔ کشتِ لالہ و گل : بشیر احمد مغل،

میرپور : بھٹی پرنٹرز، ۱۹۹۸ء،

۵۵۶ص ص،

☆ شاعر کا مختلف موضوعات پر پیش کیا گیا کلام جس میں کشمیر سے متعلق خوبصورت کلام بھی موجود ہے۔

۵۴۔ کشمیر ہمارا ہے، کشمیر ہمارا ہے : (مرتب) ناصر زیدی،

لاہور : نقوش اردو بازار، ۱۹۹۱ء،

۲۲۳ص ص، (لائبریری اکادمی ادبیات اسلام آباد)،

☆ مختلف شعراء کا کلام جس سے کشمیر اور تحریک آزادی کشمیر سے شعراء کی عقیدت، محبت اور اپنائیت کا اظہار ہوتا ہے۔

۵۵۔ کشمیری شعراء۔ المعروف بہ بہار گلشن : برج کشن پنڈت،

۱۹۳۱ء،

(کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۵۶۔ کشمیری غزل کا ارتقاء : ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری،
لاہور : کاشر ڈیپارٹمنٹ اورنٹیل کالج، ۱۹۹۴ء،
۳۵۰ص ص، (کتابیات پاکستانی ادبیات ۱۹۹۴ء)،

۵۷۔ کلام فوق : محمد دین فوق،
لاہور : ظفر برادرس تاجران کتب،
☆ کشمیری مورخ وشاعر کا ۱۹۳۳ء تا ۱۹۴۰ء کا ہشت سالہ کلام جو حسن وعشق سے آزاد ہے۔

۵۸۔ کلیات مہجور : محمد اسرائیل مہجور راجوروی،
لاہور : گوجری ادبی بورڈ، ۱۹۹۵ء،
۴۰۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اردو، ہندکو، فارسی اور گوجری کلام کا انتخاب جس کے پڑھنے سے قاری اپنے آپ کو جمالیاتی ذوق سمیت جنت نظیر کشمیر میں پاتا ہے۔

۵۹۔ کوئی مقتل : آر۔ڈی ساغر،
میر پور : کاشر پبلشرز، ۱۹۹۲ء،
۱۰۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ تحریک آزادی کشمیر کے نغمات سے بھرپور کلام۔

۶۰۔ گرداب : بشیر مغل،
۱۹۹۶ء،
۲۵۱ص ص،
☆ کشمیر کے حوالہ سے اضطراب میں شاعر نے زمین فکر میں احساس کی چنگاریاں بوئی ہیں۔

۶۱۔ گلدستہ سخن : سفیر احمد شمیم،

۶۲۔ لہو کی فصلیں : سید عارف،

راولپنڈی :ناز آرٹ کو، ۱۹۹۱ء

۶۳۔ لہو لہو کشمیر : افتخار مغل،

مظفر آباد : کشمیر سوسائٹی برائے سائنسی و سماجی تحقیق، ۱۹۹۱ء،

۸۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ لہو لہو کشمیر میں وقت کی مناسبت سے وطن عزیز کی محبت کے تار چھیڑ کر احباب فکر و دانش کو احساس ذمہ داری دلانے کی کوشش کی گئی ہے۔

۶۴۔ لہو نگر : پروفیسر محمد رفیق بھٹی،

میر پور : پنجاب پبلشرز، ۱۹۹۷ء،

۱۷۶ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ زیر نظر کتاب میں شاعر نے جموں و کشمیر کی آزادی کی پکار اور وحشیانہ انداز میں انسانی عظمت و حقوق کی پامالی کو اجاگر کیا ہے۔ حریت پسندوں کو نیا ولولہ اور عزم عطا کیا ہے۔

۶۵۔ محبت پیرہن میرا : ماجد نذر،

لاہور : خواب پبلشرز، ۱۹۹۶ء،

۱۱۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ جنت نظیر کشمیر سے تعلق رکھنے والے شاعر کے جذبات۔

۶۶۔ مہاراج نامہ : ثناءاللہ خراباتی،

(کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۶۷۔ من میلہ : ضمیر جعفری،

اسلام آباد: لوک ورثہ، ۱۹۸۰ء،

۸۴۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اس کتاب میں میاں محمد بخشؒ کے کلام کا منظوم اردو ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

۶۸۔ نالہ مشیر : مشیر حسین،

۱۹۲۲ء،

(کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

☆ کشمیر پر نظموں کا مجموعہ۔

۶۹۔ نظم آتشکدہ : زاہد کلیم،

مظفر آباد: ہاشمی بک ڈپو، ۱۹۷۵ء،

۳۰ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۷۰۔ نغمہء فردوس : خوشی محمد ناظر،

لاہور: مکتبہ فانوس، ۱۹۹۲ء،

۲۹۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ شاعر کو اردو ادب کی تاریخ میں اہم مقام حاصل ہے۔ان کی شاعری کا مرکز و محور سرزمین کشمیر ہی ہے۔

۷۱۔ نقوش کشمیر (دھرتی بے اماں) : ایس۔ایم شریف،
راولپنڈی : نیلاب پرنٹرز، ۱۹۹۷ء،
۲۰۰ص ص،
☆ اس مجموعہ کلام میں کشمیر سے متعلق نظمیں شامل ہیں۔

۷۲۔ نمبل : مشتاق شاؔد،
لاہور : الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء،
۱۸۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ''نمبل'' میں کشمیر کے حوالے سے نظمیں شامل ہیں۔ مقامی استعاروں کو شامل کر کے خوبصورت فضاء پیدا کی گئی ہے۔

۷۳۔ وادی کشمیر : محبت خان بنگش ،
کوہاٹ : ادارہ علم وادب، ۱۹۹۴ء،
۸۰ص ص، (کتابیات پاکستانی ادبیات ۱۹۹۴ء)،

۷۴۔ ھائیکو آسی : پروفیسر محمد صغیر آسؔی،
میرپور : الفضل کتاب گھر، ۱۹۹۱ء،
۷۴ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۷۵۔ ھمدردِ زمینداراں : محمد دین فوؔق،
لاہور : ظفر برادرس، ۱۹۳۹ء،
۵۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر کے زمینداروں اور کسانوں کی اصلاح واستفادہ کے لیے مختلف شعراء کا کلام۔

۷۶۔ ہمیں رکنا نہیں آتا : مقصود الزماںؔ سحر (شہید)،
لاہور : الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء،
۱۲۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ایک ایسے شہید کا کلام جس نے جذبات کو شعر کا رنگ دیا۔ پھر اس کی عملی تصویر پیش کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

باب چہارم

کتابیات خصوصی موضوع

تحریک آزادی کشمیر

۱۔ آپریشن جبرالٹر (محاذ کشمیر) : عالمگیر،

چکوال : المکتبہ المختار، ۱۹۹۰ء،

۲۵۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ۱۹۶۵ء میں مقبوضہ کشمیر کے اندر گوریلہ جنگ کی داستان ایک فوجی آفیسر کی زبانی بیان کی گئی ہے۔

۲۔ آتشِ چنار : جی۔ایم۔لون،

میرپور : شعبہ نشر واشاعت محاذ رائے شماری،

۷۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ گنگاہائی جیکنگ کیس میں ماخوذ کشمیری حریت پسند جی۔ایم۔لون کا عدالتی بیان۔

۳۔ آزادی کشمیر : الطاف پرواز،

راولپنڈی : زمیندار بک ڈپو، ۱۹۸۲ء،

۳۰۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ جدوجہد تحریک آزادی کشمیر کی جھلک دکھائی گئی ہے۔

۴۔ آزادی کی تلاش : محمد فاروق رحمانی،

راولپنڈی : افلاک پبلی کیشنز،

۳۲۰ ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،

☆ کشمیر کی جدوجہد آزادی میں شامل محمد فاروق رحمانی چیئرمین جموں وکشمیر پیپلز لیگ نے کشمیر کی جدوجہد منزل بہ منزل بیان کی ہے۔

۵۔ احرار اور تحریک کشمیر ۱۹۳۲ء : تاج الدین لدھیانوی،

لاہور : مکتبہ مجلس احرار، ۱۹۶۸ء،

۷۱ ۴ ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،

☆ "احرار" جماعت اور تحریک کشمیر ۱۹۳۲ء میں اس جماعت کا کردار پیش کیا گیا ہے۔

۶۔ انقلابی شعور : قربان علی،
جموں وکشمیر پیپلز نیشنل پارٹی، ۱۹۹۸ء،
باب ۴، ۲۱۰ص ص،
☆ کشمیری انقلاب کے تقاضوں کی عکاسی کرتی ہے۔

۷۔ ان کہی داستان کشمیر (جلد اول) : ڈاکٹر سلام الدین نیاز،
لاہور : کلاسیک، ۱۹۹۲ء،
باب ۱۰، ۵۶۸ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،
☆ اس کتاب میں سابق وزیر قانون آزاد کشمیر نے تحریک حریت کی ابتداء ۱۸۵۸ء سے ۱۹۲۱ء تک کے حالات بیان کیے ہیں۔

۸۔ ۱۹۔جولائی ۱۹۴۷ء : خواجہ غلام محی الدین ترنبو،
راولپنڈی :
(خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ سابق ممبر مرکزی ورکنگ کمیٹی آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کی ۱۹۔جولائی ۱۹۴۷ء کو پیش کردہ قرارداد الحاق پاکستان کی تفصیلات۔

۹۔ تحریک آزادی کشمیر : عبدالصمد وانی،
راولپنڈی : (کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۱۰۔ تحریک آزادی کشمیر : قمر راجوروی،
راولپنڈی : تعمیر پرنٹنگ پریس، ۱۹۵۸ء،
۶۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ تحریک آزادی کشمیر کے حالات اختصار اور جامعیت کے ساتھ سپرد قلم کئے گئے ہیں۔

۱۱۔ تحریک آزادی کشمیر اور عوامی جنگ : پروفیسر محمد عارف خان،
میر پور : لالہ زار پبلشرز، ۱۹۹۳ء،
باب ۴، ۱۶۰ص ص،
☆ تحریک آزادی کشمیر اور کشمیر میں لڑی جانے والی عوامی جنگ کا تذکرہ۔

۱۲۔ تحریک آزادی کشمیر ایک نظر میں : پروفیسر الیف الدین ترابی،
راولپنڈی : مرکز مطبوعات کشمیر، ۱۹۹۴ء،
باب ۹، ۱۲۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ مصنف کی نگارشات کی کڑی ہے۔ جو کشمیر کے تابناک مستقبل کا آرزو مند ہے۔ ضمیمہ میں چند اہم تاریخی دستاویزات شامل ہیں۔

۱۳۔ تحریک آزادی کشمیر تاریخ کے آئینے میں : ڈاکٹر محمد اسلم رضا،
تھوراڑ : جنت بک ڈپو، ۱۹۹۵ء،
۱۶۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ جذبہ آزادی کے تحت تحریر کی گئی تاریخ تحریک آزادی۔

۱۴۔ تحریک آزادی کشمیر کا سب سے بڑا سانحہ : خواجہ عبدالصمد وانی،
راولپنڈی : ۱۹۶۱ء،
۴۴ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۱۵۔ تحریک آزادی کشمیر کا فیصلہ کن موڑ : پروفیسر عبدالرؤف قریشی،
پاکستان : اورینٹیل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۴ء،
۴۸ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ مسئلہ کشمیر، اقوام متحدہ کا منشور حقوق انسانی، الحاق کشمیر یا خود مختار کشمیر جیسے موضوعات۔

۱۶۔ تحریک آزادی کشمیر منزل بہ منزل : الیف الدین ترابی،
لاہور : البدر پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء،
باب ۱۴، ۴۴۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ یہ کتاب مسئلہ کشمیر کے ہر پہلو کا احاطہ کرتی ہے۔اس میں کشمیر کی تاریخ تحریک آزادی کے مراحل اور بھارتی مظالم کی داستان رقم ہے۔

۱۷۔ تحریک حریت کشمیر (جلد اول) : رشید تاثیر،
سری نگر : محافظ پبلی کیشنز، ۱۹۶۸ء،
باب ۲۴، ۴۲۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۹ء کی تاریخ حریت رقم ہے۔

۱۸۔ تحریک حریت کشمیر (جلد دوم) : رشید تاثیر،
سری نگر : محافظ پبلی کیشنز، ۱۹۷۳ء،
باب ۱۴، ۶۶۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر کے سیاسی دورِ شباب ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۰ء کے واقعات پر مشتمل ایک دستاویزی مجموعہ۔

۱۹۔ تحریک حریت کشمیر (جلد سوم) : رشید تاثیر،
سری نگر : محافظ پبلی کیشنز، ۱۹۸۴ء،
باب ۷، ۵۳۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۱۹۴۶ء تا ۱۹۴۹ء دو عملی حکومت سے لے کر ہندوپاک جنگ بندی کے واقعات وشذرات پر مشتمل مجموعہ۔

۲۰۔ تحریک کشمیر اور احرار : تاج الدین لدھیانوی،
لاہور : مکتبہ مجلس احرار، ۱۹۶۸ء،
۱۷۳ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ احرار کے تحریک کشمیر میں کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۲۱۔ جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کے بیس سال : امان اللہ خان،

۱۹۹۷ء،

۱۰۲اص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ۱۹۷۷ء تا ۱۹۹۷ء لبریشن فرنٹ، اس کے نظریات، اغراض و مقاصد اور اہم واقعات کا تذکرہ۔

۲۲۔ جہاد کشمیر : مشتاق احمد قریشی،

لاہور : قریشی بک ایجنسی، ۱۹۴۸ء،

باب ۷، ۱۸۹اص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

☆ کشمیر کا پس منظر، بیع نامہ امر تسر، جدوجہد پونچھ، قتل عام ۱۹۴۷ء، جہاد کشمیر اور کشمیر کے محاذ جنگ ۱۹۴۸ء تک کے موضوعات شامل ہیں۔

۲۳۔ حزب المجاہدین : نذیر احمد،

راولپنڈی : مرکز مطبوعات کشمیر، ۱۹۹۴ء،

۸۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ روداد جہاد اور مجاہدین آزادی کی تاریخ ساز عسکری کامیابیاں و کامرانیاں بیان ہوئی ہیں۔

۲۴۔ خونی لکیر : محمد شریف طارق،

میرپور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۸ء،

۶۷۵ص ص،

☆ اس کتاب میں مصنف نے ملکی اتحاد اور یک جہتی کو اپنانے کی تلقین کی ہے۔ لیڈروں کی بد عہدیوں کے بے نقاب کرنے اور بھارتی ظلم کی داستانوں کو عیاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ تحریک آزادی کی ایک جامع کتاب ہے۔

۲۵۔ شاہراہِ آزادی : جی۔ایم۔ میر،

میرپور : مکتبہ رضوان، ۱۹۹۲ء،

۱۳۱اص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اس کتاب میں مصنف نے یہ باور کرایا ہے کہ غیر ملکی تسلط، آمریت، نقل و حرکت اور تحریر و تقریر وغیرہ سبھی معاملات کی آزادی ہی حقیقی آزادی ہے۔

۲۶۔ فکری کشمکش کیوں ؟(بسلسلہ تحریک آزادی کشمیر) : پروفیسر محمد عارف خان،

میرپور : ارشد بک سیلرز، ۱۹۸۶ء،

۲۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ روزنامہ "حیدر" میں شائع ہونے والے تحریک آزادی کشمیر سے متعلق ایک مضمون پر مشتمل ہے۔

۲۷۔ کاروان شہداء (کابل سے کشمیر تک) : عباس اختر اعوان،

لاہور : ادارہ مطبوعات طلبہ،

۸۴۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ۳۳ شہداء افغانستان اور ۲۷ شہداء کشمیر کا تذکرہ ہے۔

۲۸۔ کشمیر آزادی کی جدوجہد : سفیر احمد،

اسلام آباد : انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹیڈیز، ۱۹۹۰ء،

باب ۶، ۳۱۶ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،

☆ مقبوضہ کشمیر کی رواں جدوجہد آزادی میں حریت پسندوں کی اخلاقی اور سیاسی امداد کے ذرائع کے متعلق راہنمائی ملتی ہے۔ بھارتی حکمرانوں کی ناکامی کی صورت میں ان کے عزائم کی بھی نشان دہی کی گئی ہے۔

۲۹۔ کشمیر آزادی کی دہلیز پر : خالد یزدانی،

لاہور : ماورا پبلشرز، ۱۹۹۰ء،

۱۱۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ تحریک آزادی کشمیر کی اہم معلومات کا مجموعہ ہے۔

۳۰۔ کشمیر آزادی کی دہلیز پر (یادوں کے چراغ) : خواجہ غلام احمد پنڈت،

لاہور : جنگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء،

۸۹۴ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،

☆ اس کتاب میں نظریاتی کشمکش، جنگ آزادی، انقلابی حکومت کا قیام، اقوام متحدہ میں مقدمہ کشمیر، آزاد کشمیر کی ترقیاتی منصوبہ بندی اور جمہوریت کا سفر جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔ ایک جامع فکر انگیز تاریخی دستاویز ہے۔

۳۱۔ کشمیر الحاق کے بعد :

۱۹۴۸ء،

۸۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اندرون کشمیر کے وہ حالات پیش کیے گے ہیں جو انڈین یونین سے کشمیر کے الحاق کے بعد پیش آئے۔

۳۲۔ کشمیر امن کی تلاش : ہاشم قریشی،

لاہور : جدوجہد پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء،

۲۴۸ص ص، (لائبریری شعبہ کشمیریات اورینٹیل کالج لاہور)،

☆ ہاشم قریشی یرغمالی کیفیت سے آزاد ہونا چاہتے ہیں اور پورے جموں و کشمیر کے عوام کو بھی آزاد کرانا چاہتے ہیں۔اس کے یہ مضامین اس کی اسی جدوجہد کا حصہ ہیں۔

۳۳۔ کشمیر انقلابی فکر کی روشنی میں : پروفیسر محمد عارف خان،

میرپور : لالہ زار بک سیلرز، ۱۹۹۲ء،

باب ۱۶، ۱۸۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیر فریڈم مومنٹ کے قیام (اگست ۱۹۷۸ء) کے بعد سے وقتاً فوقتاً مصنف کے تحریر کیے جانے والے مضامین کا مجموعہ ہے۔جس سے عیاں ہوتا ہے کہ تحریک آزادی کی بنیادیں کیسے ہموار ہوئیں۔

۳۴۔ کشمیر ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۷ء تک : ثناء اللہ بٹ،

سری نگر : علی محمد اینڈ سنز، ۱۹۸۰ء،

باب ۹، ۲۸۱ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۷ء تک کشمیر کے حالات وواقعات پر مشتمل کتاب۔

۳۵۔ کشمیر (ایک کمیونٹری) : صوفی غلام محی الدین،

سری نگر : صنوبر پبلشرز،

۲۸۱ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ تحریک آزادی کشمیر سے متعلق ایک معلوماتی کتاب ہے۔

۳۶۔ کشمیر بلاتا ہے تم کو : شاہین کوثر،
مظفر آباد : اسلامی بک ڈپو اینڈ لائبریری، ۱۹۹۲ء،
۱۶۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ تاریخ کشمیر اور تحریک آزادی سے متعلق کتاب۔

۳۷۔ کشمیر بیلٹ سے بُلٹ تک : سید عارف بہار،
کراچی : ادارہ مطبوعات تکبیر، ۱۹۹۲ء،
باب ۳، ۱۳۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ تحریک آزادی کیسے اور کیوں شروع ہوئی؟ پرامن لوگوں نے بندوق کی زبان میں بات کرنے کا فیصلہ کیوں کیا؟ "کشمیر بیلٹ سے بُلٹ تک" ان سارے سوالات کا جواب ہے۔

۳۸۔ کشمیر پابہ زنجیر : عزیز بیگ،
لاہور : مکتبہ کارواں، ۱۹۵۸ء،
۲۸۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس کتاب میں کشمیر کے مقدمہ کو بڑی سادگی اور موثر انداز سے پیش کیا گیا ہے۔

۳۹۔ کشمیر پکار رہا ہے : انعام اللہ خان،
کراچی : اردو اکیڈمی، ۱۹۵۱ء،
۲۲۴ص ص، (قاموس الکتب جلد دوم)،
☆ تاریخ و تحریک آزادی کشمیر۔

۴۰۔ کشمیر چنگاری سے شعلوں تک : جگموہن،
کراچی : مجلس اینڈ مجلس، ۱۹۹۴ء،
باب ۱۸، ۵۱۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ مقبوضہ کشمیر کے ایک سابق گورنر کے قلم سے کشمیر میں جاری جہاد کی داستان۔

۴۱۔ کشمیر حقائق کے آئینے میں : منیر احمد بخاری،

لاہور : احباب پبلشرز، ۱۹۹۸ء،

باب ۱۵، ۴۹۹ص ص،

☆ تحریک حریت کشمیر کے عروج وزوال کی مکمل تاریخ ہے۔ نظریہ الحاق پاکستان کو تقویت پہنچاتی ہے۔ تاریخی حقائق اور دستاویزات کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے۔ مسئلہ کشمیر کے بارے میں اقوام متحدہ کے کردار پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

۴۲۔ کشمیر کا شاہین : عبدالسلام،

راولپنڈی : مرکز مطبوعات کشمیر، ۱۹۹۶ء،

۲۲۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیر کے ایک مجاہد آزادی، شہید بشارت شاہین کی داستان جو جہاد افغانستان سے فارغ ہو کر جہاد کشمیر میں شامل ہو کر جامِ شہادت نوش کر گیا۔

۴۳۔ کشمیر کا قومی سوال : شمس الرحمٰن (برطانیہ)،

میرپور : کاشر پبلشرز، ۱۹۹۴ء،

۱۱۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اس کتاب میں الحاق پاکستان، الحاق ہندوستان اور آزادی پسندوں کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

۴۴۔ کشمیر کا قومی سوال : قربان علی،

جموں وکشمیر پیپلز نیشنل پارٹی، ۱۹۹۱ء،

باب ۷، ۷۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیر بطور ایک قومی مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۴۵۔ کشمیر کی تحریک آزادی : میر عبدالعزیز،

لاہور : پاکستان پبلشرز،

باب ۱۸، ۱۶۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ڈوگرہ راج ومابعد تحریک آزادی کے حالات جامع انداز میں بیان ہوئے ہیں۔ مصنف کو کشمیریات کے میدان میں نمایاں خدمات کے اعتراف میں وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان نے ادبی ایوارڈ اور خصوصی انعام سے نوازا۔

۴۶ ۔ کشمیر کی جنگ آزادی : سردار محمد ابراہیم خان،

لاہور : کلاسیک، ۱۹۶۶ء،

۳۲۴ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،

☆ یہ کتاب کشمیری حریت پسندوں کی اولوالعزمی کی داستان ہے۔ مسلمانانِ جموں کی دلیری اور اسلام دوستی کی کہانی ہے۔ آزادی کی تڑپ اور بھارتی ظلم کی روداد بھی اس میں شامل ہے۔

۴۷ ۔ کشمیر کی سچی کہانی : پنڈت پریم ناتھ بزاز،

۴۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۴۸ ۔ کشمیر کی سرفروش خواتین : بیگم تنویر لطیف،

لاہور : مکتبہ عالیہ، ۱۹۹۷ء،

۱۴۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیری ماؤں، بہینوں اور بیٹیوں کی قربانیوں پر مشتمل صداقتوں اور حقائق کی مقدس کہانی۔

۴۹ ۔ کشمیر کی کہانی : ظہور احمد،

لاہور : مکتبہ لاہور، ۱۹۶۹ء

۳۱۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ جدوجہدِ آزادی مسلمانانِ کشمیر کی اولین مہم ان اوراق میں محفوظ ہے۔

۵۰ ۔ کشمیر کی کہانی : عبدالصمد وانی کاشمیری،

لاہور : ہفت روزہ اقدام،

☆ یہ کہانی ۱۳۔ نومبر ۱۹۶۰ء تا ۷۔ مئی ۱۹۶۱ء شائع ہوتی رہی۔

۵۱۔ کشمیر کے تاج : کرامت علی،

راولپنڈی : مرکز مطبوعات کشمیر، ۱۹۹۵ء،

۲۰۷ص ص،

☆ ''کشمیر کے تاج''پراسرار جوانوں کی سرفروشی اور جاں سپاری کے واقعات پر مشتمل ہے۔ جن کا مقصود و مطلوب اللہ کی راہ میں شہادت ہے۔ سچے واقعات پُرسوز پیرائے میں بیان ہوئے ہیں۔

۵۲۔ کشمیر کے چراغ : صغیر قمر،

لاہور : پیرامیڈیا کمیونیکیشن، ۱۹۹۴ء،

۲۳۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ''کشمیر کے چراغ''ان پرنور چہروں والے نوجوانوں کا ایمان افروز تذکرہ ہے۔ جن کی کھالیں بھارتی ٹارچر سیلوں میں کھینچی جاتی ہیں مگر وہ اف تک نہیں کرتے۔

۵۳۔ کشمیر کے حملہ آور اور پنڈی سازش کیس : سابق میجر جنرل اکبر خان، عنائت اللہ خان،

لاہور : مکتبہ داستان، ۱۹۷۳ء،

باب ۱۷، ۲۴۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ یہ کتاب میجر جنرل اکبر خان کی کتاب "Raiders in Kashmir"کا ترجمہ ہے۔ کشمیر کی پہلی جنگ آزادی ۴۸۔۱۹۴۷ء کی ابتدا میں شمال مغربی سرحدی صوبے کے پٹھانوں کا اس جنگ میں کردار بھی واضح کیا گیا ہے۔

۵۴ ۔ کشمیر۔ گرتے لاشوں کی روداد : اجمل تیموری،

کشمیر نیشنل تھنکر فورم، ۱۹۹۷ء،

۱۷۴ص ص،

☆ شرح وبسط سے مظلوم کشمیری قوم کے دکھ کی داستان۔

۵۵۔ کشمیر میں پاک لہو : تحریک کشمیر برطانیہ،

لاہور : پیرامیڈیا کمیونیکیشن، ۱۹۹۴ء

۱۹۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ پاکستانی نوجوانوں کی مقبوضہ کشمیر میں ۱۲ شہادتوں کی ایمان افروز حکایات۔

۵۶ ۔ کشمیر میں تحریک مزاحمت (ابتدا، ارتقاء اور امکانات) : ڈاکٹر طاہر آمین، (مترجم) عبدالطیف الفت،
۱۹۹۸ء،
باب ۶، ۱۹۲ ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ یہ کتاب کشمیر کی تحریک آزادی کو اگست ۱۹۴۷ء کی تقسیم برصغیر کے تناظر میں پیش کرتی ہے۔ جدوجہد آزادی کی ابتدا، اس کے مختلف مراحل اور موجودہ عوامی مزاحمت کے متعلق درست معلومات کا مجموعہ ہے۔

۵۷ ۔ کشمیر میں جدوجہد آزادی : ڈاکٹر غلام حسین اظہر،
راولپنڈی : گندھارا بکس، ۱۹۹۲ء،
باب ۱۱، ۲۱۶ ص ص، (لائبریری مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)،
☆ ۱۹۴۷ء کے بعد کشمیر سے متعلق تاریخی واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۵۸ ۔ کشمیر میں خواتین کی بے حرمتی : شبنم قیوم،
مظفر آباد، راولپنڈی، لاہور، لندن، نیویارک : کشمیر سنٹرز،
۲۳۲ ص ص، (لائبریری مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)،
☆ زیر نظر کتاب میں کشمیری خواتین کی بے حرمتی، ظلم و ستم، آتشزنی اور خون ناحق بہانے کی لرزہ خیز داستانیں رقم ہیں۔ کشمیر میں کیے جانے والے ظلم کی تصویری جھلکیاں بھی شامل کتاب ہیں۔

۵۹۔ کشمیر میں خون کا دریا : الحاج حسین احمد اصلاحی،
مظفر آباد : انٹرنیشنل کشمیر ویلفیئر کونسل، ۱۹۹۲ء،
باب ۱۱، ۴۸۸ ص ص، (لائبریری مقتدر قومی زبان اسلام آباد)،
☆ کتاب ہذا میں کشمیر پر قبضہ برقرار رکھنے کے ضمن میں بھارت کے دلائل کو بڑی عمدگی سے رد کیا گیا ہے۔ نیز کشمیر کے پاکستان سے الحاق کے موضوع پر نہایت فکر انگیز اور عمدہ نکات پیش کیے گے ھیں۔

۶۰ ۔ کشمیر میں زلزلے : محمد فاروق رحمانی (چیئرمین پیپلز لیگ)،
سری نگر : افاک پبلی کیشنز، ۱۹۸۸ء،
۲۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر کے بدلتے حالات اور نئے جذبات لی عکاسی کی گئی ہے۔

٦١ ۔ کشمیر میں قومی آزادی کی تحریک : پروفیسر نذیر انجم،
کراچی : جموں و کشمیر نیشنل لبریشن فرنٹ سندھ زون، ۱۹۹۲ء،
۶۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس تحقیقی مقالہ میں کشمیر میں قومی آزادی کی تحریک، اس کے پیش منظر اور مقاصد کا جائزہ لیا گیا ہے۔

٦٢۔ کشمیر (نوائے حریت) : سید علی گیلانی (مرتب) سلیم منصور خالد،
اسلام آباد : انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، ۱۹۹۴ء،
۲۵۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ سید علی گیلانی کے چیدہ چیدہ خطوط، مکالموں، انٹرویوز اور اخباری کانفرنسوں کا انتخاب ہے۔ جن میں وہ مسئلہ کشمیر کے پس منظر، حالات و کیفیات، خدشات اور پیش آمدہ معاملات زیر بحث لائے ہیں۔

٦٣ ۔ کشمیر وادی مسرت وادی موت : ولیم ڈبلیو بیکر،
لاہور : پلس کمیونیکشنز،
باب ۴، ۱۲۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ مسئلہ کشمیر کے متعلق حقائق ایک غیر جانبدرانہ قلمکار سے۔

٦٤ ۔ کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی : پروفیسر محمد سرور عباسی،
مظفر آباد : انسٹی ٹیوٹ آف کشمیر سٹڈیز، ۱۹۹۲ء،
باب ۱۲، ۶۵۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ تحریک جدوجہد آزادی کشمیر کی ۱۸۹۲ء تا ۱۹۴۷ء کی جامع تاریخ رقم ہے۔

٦٥ ۔ کشمیری مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد : شفیق حسین مرزا،
اسلام آباد : قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، ۱۹۸۵ء،
۵۳۱ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،
☆ اس کتاب میں ۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۹ء کی اہم دستاویزات شامل ہیں۔ جن کی تعداد ۲۵ ہے۔

۶۶۔ کون آزاد کون غلام : عارف شاہد،

ہمالیہ پبلشرز انٹر نیشنل، ۱۹۹۹ء،

۴۳۱ ص ص،

☆ ایک کشمیری قوم پرست کے حکمران طبقہ کے متعلق جذبات اور چند دیگر موضوعات شامل ہیں۔

۶۷۔ کے۔ایل۔ایم (تحریک آزادی کشمیر) : عبدالصمد کاشمیری،

راولپنڈی : پرویز برادرز، ۱۹۶۰ء،

۴۰۳ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ۴ مئی ۱۹۵۸ء کو شروع ہونے والی تحریک آزادی کشمیر جس کے سربراہ چوہدری غلام عباسؒ تھے۔اس کا ذکر اور کارہائے نمایاں شامل ہیں۔

۶۸۔ مجاہد کشمیر : جلال انصاری،

مکتبہ پاکستان

۱۲۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ایک کشمیری مجاہد کی غم انگیز داستان حریت جس نے جامِ شہادت نوش کیا۔

۶۹۔ مسئلہ کشمیر : احمد شجاع پاشا،

لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء،

۳۶۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ مسئلہ کشمیر سے متعلق تاریخی حقائق جو جھٹلائے نہیں جا سکتے۔

۷۰۔ مسئلہ کشمیر : ممتاز احمد،

لاہور : المحراب، ۱۹۷۰ء،

۳۹۳ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ مسئلہ کشمیر سے متعلق ایک تاریخی، سیاسی اور قانونی مطالعہ۔

۷۱۔ مسئلہ کشمیر اور اس کا حل : سید ابو الاعلیٰ مودودی،
لاہور : شعبہ تجزیہ وتصنیف اسلامی جمعیت طلبہ، ۱۹۸۶ء،
۱۲۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کتاب کا پہلا حصہ مصنف کے ایک مسلسل مضمون پر مشتمل ہے جبکہ دوسرے حصے میں ان کی وقتاً فوقتاً مسئلہ کشمیر سے متعلق سامنے آنے والی آراء اور موقف پر محیط ہے۔

۷۲۔ مسئلہ کشمیر اور اس کے حل کے مختلف طریقے : سردار محمد عبدالقیوم خان،
مظفر آباد : گورنمنٹ پرنٹنگ پریس، ۱۹۸۸ء،
۴۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ نیشنل ڈیفنس کالج کی ٹیم کو دی گئی بریفنگ جس سے مسئلہ کشمیر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

۷۳۔ مسئلہ کشمیر اور اوپریشن بالاکوٹ : محمد اعظم انقلابی،
مظفر آباد : مرکز بالاکوٹ،
۱۲۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ مقبوضہ کشمیر کے گوریلہ لیڈر کے قلم سے مسئلہ کشمیر اور اوپریشن بالاکوٹ کا بیان۔

۷۴ ۔ مسئلہ کشمیر اور دانشور : محمد آمین کیانی ایڈووکیٹ،
کراچی : مکتبہ کیانی، ۱۹۹۴ء،
۳۰۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ مختلف دانشوروں کی نظر میں مسئلہ کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کی رواں جدوجہد آزادی، حریت پسندوں کی اخلاقی وسیاسی امداد کے ذرائع کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۷۵۔ مسئلہ کشمیر حقائق کے تناظر میں : سردار محمد عبدالقیوم خان،
اسلام آباد : کرسٹل پرنٹرز،
۱۶۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ پاکستان کی مسلح افواج کے سنیئر افسران پر مشتمل ٹیموں کو مختلف اوقات میں تحریک آزادی کشمیر اور مسلم کانفرنس کے کردار سے متعلق دی گئی بریفنگ کو یکجا کیا گیا ہے۔

۷۶ ۔ مسئلہ کشمیر کا جائزہ : مشتاق احمد گورمانی،
محکمہ تعلقات عامہ وزارت امور کشمیر حکومت پاکستان،
باب ۷، ۶۵ص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،
☆ ایک سابق وزیر امور کشمیر کا مسئلہ کشمیر کے سلسلہ میں جائزہ۔ جس میں مسئلہ کشمیر، تحریک آزادی کشمیر، الحاق اور قضیہ کشمیر سلامتی کونسل میں تمام تفصیلات موجود ہیں۔

۷۷۔ مسئلہ کشمیر کل، آج اور کل : سلیم منصور خالد،
اسلام آباد : انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز ،
۳۲۸ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،
☆ یہ کتاب مسئلہ کشمیر سے متعلق سیمینار، مقالات، مباحث اور سفارشات کا مجموعہ ہے۔

۷۸ ۔ مسئلہ کشمیر کے امکانی حل : ارشاد محمود،
اسلام آباد : انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، ۱۹۹۶ء،
باب ۶، ۱۴۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز کے کشمیر واچ گروپ کے مختلف اجلاسوں میں مسئلہ کشمیر کے حل کے امکانات پر جو تبادلہ خیالات کیا گیا۔ یہ کتاب اس کا ماحصل ہے۔

۷۹ ۔ مغربی جموں میں جنگ آزادی : محمد لطیف،
لاہور : مقبول اکیڈمی،
باب ۹، ۱۴۱ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۴۸۔۱۹۴۷ء میں مغربی جموں کے محاذ پر لڑی جانے والی جنگ آزادی کی داستان۔

۸۰ ۔ مقبوضہ کشمیر (تصویریں بولتی ہیں) : صغیر قمر،
لاہور : پیرامیڈیا کمیونیکیشن، ۱۹۹۱ء،
۱۲۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس کتاب میں کشمیر کے نہتے مظلوم اور معصوم لوگوں پر ہندو سامراج کے ظلم و ستم کی کہانی تصویری صورت میں پیش کی گئی ہے۔

۸۱۔ مقبوضہ کشمیر کے ٹارچر سیل : صغیر قمر،

لاہور : البدر پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء،

۱۲۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیری مجاہدین کے انٹرویوز سے ترتیب دی گئی اس کتاب میں بھارتی افواج کے مقبوضہ کشمیر میں انٹیروگیشن سنٹروں کے مظالم کی داستان رقم ہے۔

۸۲ ۔ مقدمہ آزادی : عباس احمد آزاد،

ہمالیہ پبلشرز انٹر نیشنل، ۱۹۹۳ء،

۳۲۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ غلام مادر وطن کشمیر کی آزادی کا مقدمہ ایک آزادی پسند کے قلم سے۔

۸۳۔ مقدمہ کشمیر "آپ کی عدالت میں" : سردار محمد عبدالقیوم خان،

پین گرافکس، ۱۹۹۶ء،

۱۱۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ وزیر اعظم آزاد کشمیر کا بھارتی زی۔ٹی۔وی کے معروف پروگرام "آپ کی عدالت میں" کو دیا گیا ایک معروف انٹرویو اور اس سے متعلق قومی اخبارات میں طبع ہونے والے بعض منتخب مضامین کالم اور تبصرے شامل ہیں۔

۸۴۔ میں نے مقبوضہ کشمیر میں کیا دیکھا : محمد اسماعیل غازی،

لاہور : عمر پبلی کیشنز،

☆ کشمیر، اس کے ناموران اور کشمیر کے حسین مناظر کا دلکش تذکرہ۔

۸۵ ۔ نارہے کشمیر : ہاشم قریشی،

لاہور : جدوجہد پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء،

۳۰۳ص ص، (لائبریری شعبہ کشمیریات اورینٹیل کالج لاہور)،

☆ ہاشم قریشی کے مضامین کا مجموعہ جو مختلف اخباروں اور رسالوں میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔

۸۶ ۔ نیا کشمیر : عارف شاہد،
مہجور پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء،
۱۵اص ص،
☆ کشمیر سے متعلق چند سوالات اور ان کے جوابات۔

۸۷۔ نیا کشمیر : شمس کاشمیری،
گوجرانوالہ : کاشر پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء،
۱۱۹اص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ یہ کتاب پرانی قراردادوں کو بھولنے، ہندو بنیے کی سازشوں کو طشت ازبام کرنے اور بھارت کے مظالم کی تصویر پیش کرنے کی کوشش ہے۔

باب پنجم

کتابیات

متفرق موضوعات و اصناف

۱۔ آپریشن سیاچن : رفیق ڈوگر،

لاہور : جنگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء،

۲۷۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ مصنف نے دو مرتبہ سیاچن کا دورہ کیا۔ جو دیکھا، جانا قلمبند کیا۔ "ضرب مومن" کے نام سے جو جنگی مشق کی گئی کچھ اس کا حال اور کچھ آزاد کشمیر کے مطالعاتی سفر کا حال۔

۲۔ آزاد کشمیر میں تیسرا بلدیاتی انتخاب : غلام حیدر،

مظفر آباد : الیکشن کمیشن،

۸۱ ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ الیکشن رپورٹ ۱۹۸۷ء۔

۳۔ آزاد کشمیر : پریم ناتھ بزاز (مترجم) اے۔ ایچ نظامی،

لاہور : فیروز سنز، ۱۹۵۲ء،

۱۶۴ ص ص، (قاموس الکتب جلد دوم)،

☆ کشمیر کی تحریک آزادی اور ریاست کے تمام کوائف کا جائزہ۔

۴۔ آزاد کشمیر، ایک سیاسی جائزہ : مرزا شفیق حسین،

اسلام آباد : قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، ۱۹۹۰ء،

باب ۱۴، ۵۱۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ آزادی کے بعد آزاد کشمیر کی ۱۹۴۷ء تا ۱۹۷۵ء کی سیاسی تاریخ۔

۵۔ آزاد کشمیر ایک نظر میں :

شماریات سیکشن محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر، ۱۹۹۵ء،

۳۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۶۔ آزاد کشمیر تعمیر و ترقی کا درخشاں دور :
محکمہ اطلاعات آزاد جموں و کشمیر،
۷۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اکتوبر ۱۹۷۰ء تا اکتوبر ۱۹۷۴ء آزاد کشمیر میں ہونے والی تعمیر و ترقی کا جائزہ۔

۷۔ آزاد کشمیر کیا سوچتا ہے ؟ : عباس احمد آزاد،
کوٹلی : کشمیر لٹریری اینڈ کلچرل سوسائٹی، ۱۹۸۷ء،
۱۲۱ ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ مسلم کانفرنس کی کہانی، پیپلز پارٹی کا عزم اور آزادی پسند جماعتوں کا موقف۔

۸۔ آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کا نفاذ : سردار محمد عبدالقیوم خان،
لاہور : الفاروق بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۱ء،
باب ۸، ۲۵۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ مصنف کے مقالات اور خطابات کا مجموعہ ہے جو آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کے نفاذ سے متعلق ہے۔

۹۔ آزاد کشمیر میں نفاذ اردو : پروفیسر ایوب صابر،
اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۴ء،
۴۰ ص ص، (لائبریری علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد)،
☆ آزاد کشمیر کے دفاتر میں پاکستان سے پہلے اردو زبان کا نفاذ ہوا۔ اس کتابچہ میں اردو زبان کے آزاد کشمیر میں نفاذ کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

۱۰۔ آسان کاشر : غلام حسین وانی،
مظفر آباد : کشمیر اکیڈمی، ۱۹۹۴ء،
۹۴ ص ص، (لائبریری گرلز کالج فتح پور)،
☆ کشمیری سیکھنے کے لیے آسان کتاب جس میں روز مرہ کے جملے آسان پیرائے میں کشمیری سے اردو زبان میں ترجمے کے ساتھ درج ہیں۔

۱۱۔ آل انڈیا مسلم کشمیری زراعتی بورڈ کے ہر سہ اجلاس : قطب الدین احمد بیگ،
راولپنڈی : لکشمی آرٹ سٹیم پریس، ۱۹۲۹ء،
۱۳۶ اص ص، (کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،
☆ فوجی وزراعتی مکمل رپورٹ۔

۱۲۔ آؤ کشمیری سیکھیں : ڈاکٹر محمد یوسف بخاری،
لاہور : کلیم یوسف، فہیم یوسف،
۶۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ابتدائی مرحلہ پر کشمیری زبان میں بول چال سیکھنے کی کتاب۔

۱۳۔ آئینہ دردستان : ہدائت اللہ اختر،
گلگت : کے۔اے پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء،
۲۱۳ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ گلگت، بلتستان اور دیامر سے متعلق تاریخی وجغرافیائی معلومات۔

۱۴۔ آئینہ کشمیر : محمد عبداللہ قریشی،
لاہور : آئینہ ادب،
(خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ادیبوں، شاعروں اور مؤرخوں کی کشمیر سے متعلق تحریروں کا مجموعہ۔

۱۵۔ اجنبی موسم میں ابابیل : احمد شمیم،
عکسی پبلشرز، ۱۹۸۳ء،
۱۴۷ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۱۶۔ اردو کشمیری فرہنگ (جلد اول):

سری نگر: جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، ۱۹۶۷ء،

۴۲۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیری زبان سیکھنے کے لیے مفید فرہنگ ہے۔ یہ جلد چھ ہزار پانچ سو الفاظ، محاورات، مرکبات پر مشتمل ہے۔ ''الف'' سے شروع ہونے والے الفاظ اس میں شامل ہیں۔

۱۷۔ اردو کشمیری فرہنگ (جلد دوم):

سری نگر: جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، ۱۹۷۳ء،

۶۳۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ الفاظ ''ب، پ'' پر مشتمل ہے۔ بارہ ہزار سے زائد الفاظ شامل ہیں۔

۱۸۔ اردو کشمیری فرہنگ (جلد سوم):

سری نگر: جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، ۱۹۷۴ء،

۲۴۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ الفاظ ''ت، ٹ'' پر مشتمل ہے۔ چار ہزار پانچ سو الفاظ شامل ہیں۔

۱۹۔ اردو کشمیری فرہنگ (جلد چہارم):

سری نگر: جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، ۱۹۷۵ء،

۳۳۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ الفاظ ''ج، چ'' پر مشتمل ہے۔ چھ ہزار الفاظ شامل ہیں۔

۲۰۔ اردو کشمیری فرہنگ (جلد پنجم):

سری نگر: جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، ۱۹۷۶ء،

۳۴۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ الفاظ ''ح، د'' پر مشتمل ہے۔ آٹھ ہزار پانچ سو الفاظ شامل ہیں۔

۲۱۔ اردو کشمیری فرہنگ (جلد ششم):

سری نگر: جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، ۱۹۷۷ء،

۳۹۵ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ الفاظ "ڈ تاڑ" پر مشتمل ہے۔ چھ ہزار پانچ سو الفاظ شامل ہیں۔

۲۲۔ اردو کشمیری فرہنگ (جلد ہفتم):

سری نگر: جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، ۱۹۷۸ء،

۳۷۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ الفاظ "س، ش" پر مشتمل ہے۔ سات ہزار الفاظ شامل ہیں۔

۲۳۔ اردو کشمیری فرہنگ (جلد ہشتم):

سری نگر: جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، ۱۹۷۹ء،

۳۸۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ الفاظ "ص تاف" پر مشتمل ہے۔ سات ہزار پانچ سو الفاظ شامل ہیں۔

۲۴۔ اردو کشمیری فرہنگ (جلد نہم):

سری نگر: جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، ۱۹۸۰ء،

۴۳۱ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ الفاظ "ق، ک" پر مشتمل ہے۔ آٹھ ہزار پانچ سو الفاظ شامل ہیں۔

۲۵۔ اردو کشمیری فرہنگ (جلد دہم):

سری نگر: جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، ۱۹۸۱ء،

۴۵۳ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ الفاظ "گ تام" پر مشتمل ہے۔ سات ہزار چار سو الفاظ شامل ہیں۔

۲۶۔ اردو کشمیری فرہنگ (جلد یازدہم) :
سری نگر : جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز ، ۱۹۸۲ء،
۴۲۳ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ الفاظ "م" پر مشتمل ہے۔ چھ ہزار سات سو الفاظ شامل ہیں۔

۲۷۔ اردو کشمیری فرہنگ (جلد دوازدہم) :
سری نگر : جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز ، ۱۹۸۳ء،
۳۸۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ الفاظ "ن تا ی" پر مشتمل ہے۔ چھ ہزار سے زائد الفاظ، محاورات اور مرکبات شامل ہیں۔

۲۸۔ ارضِ بلتستان : الحاج محمد ابراہیم زائر،
اسلام آباد : صفہ لائبریری جامعہ مسجد نور بخشیہ ، ۱۹۹۳ء،
۳۶۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ یہ کتاب بلتستان سے تعلق رکھنے والے قلمکاروں کے مقالات، مضامین، نظموں اور غزلوں کا مجموعہ ہے۔

۲۹۔ ارضِ وطن (کرناہ) : منظور ہاشمی،
سری نگر : مرکنٹائل، ۱۹۷۵ء،
۱۲۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۳۰۔ اسلامی تعلیمی پالیسی کے بنیادی خدوخال : سردار محمد عبدالقیوم خان،
۳۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۷ ادسمبر ۱۹۸۸ء کو وفاقی تعلیمی کانفرنس منعقدہ مظفر آباد سے بحیثیت صدر ریاست خطاب۔

۳۱۔ اسلامی فوجداری قوانین آزاد جموں وکشمیر : امیر اللہ خان مغل،
۱۹۹۵ء،
۱۷۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ حدود، قصاص ، دیت کے قوانین اور اہم قانونی نظائر کا مجموعہ۔ قانون کے طالب علم کے لیے ایک ریفرنس بک ہے۔

۳۲۔ اسلامی نظام کا نفاذ اور انتظامیہ کی ذمہ داری : سردار محمد عبدالقیوم خان،
۳۹ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ مظفر آباد میں درس قرآن کے اجتماع سے صدر ریاست کا ۲۹ جون ۱۹۸۷ء کو خطاب۔

۳۳۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی شش سالہ رپورٹ :
مظفر آباد : اسلامی نظریاتی کونسل آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر، ۱۹۹۱ء،
۳۲۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اسلامی قوانین بنانے کے لیے کونسل کی ۱۹۸۴ء تا ۱۹۹۰ء کی سفارشات۔

۳۴۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سہ سالہ رپورٹ :
مظفر آباد : اسلامی نظریاتی کونسل آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر، ۱۹۹۲ء،
۱۶۱ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ۱۹ نومبر ۱۹۸۹ء تا ۱۸ نومبر ۱۹۹۲ء اسلامی نظریاتی کونسل کی پیش کی جانے والی سفارشات۔

۳۵۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سہ سالہ رپورٹ :
مظفر آباد : اسلامی نظریاتی کونسل آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر، ۱۹۹۶ء،
۱۴۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ۱۹ نومبر ۱۹۹۲ء تا ۱۸ نومبر ۱۹۹۵ء اسلامی نظریاتی کونسل کی پیش کردہ سفارشات۔

۳۶۔ افکارلون : سید یوسف نسیم ایڈووکیٹ،
راولپنڈی : شوکت آرٹس پریس، ۱۹۹۵ء،
باب ۱۵، ۱۶۷اص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ قومی اسرار و رموز سے لبریز خواجہ عبدالغنی لون چیئرمین جموں و کشمیر پیپلز کانفرنس کے فکر انگیز خیالات پر مبنی کتاب۔

۳۷۔ اقبال اور کشمیر : جگن ناتھ آزاد،
سری نگر : علی محمد اینڈ سنز، ۱۹۷۷ء،
۲۱۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ یہ کتاب کشمیر اور اقبالؒ کے کشمیر کے ساتھ روحانی تعلق کے پس منظر میں لکھی گئی ہے۔

۳۸۔ اقبال اور کشمیر : سلیم خان گمی،
لاہور : یونیورسل بکس، ۱۹۷۷ء،
باب ۸، ۱۵۲اص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،
☆ کشمیر کا مذہبی، فکری، تاریخی اور سیاسی پس منظر۔ علاوہ ازیں تحریک حریت، اقبال و کشمیر اور اہلِ کشمیر کلام اقبال میں۔

۳۹۔ اقبال اور کشمیر : ڈاکٹر محمد صابر آفاقی،
لاہور : اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷ء،
باب ۱۱، ۱۸۹اص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،
☆ اقبالؒ کا اردو اور فارسی کلام مع ترجمہ شامل ہے۔ اس کلام کا تعلق کشمیر اور اہلِ کشمیر سے ہے۔ سیرت اقبال اور فکرِ اقبال کے نئے گوشے متعارف کرائے گئے ہیں۔

۴۰۔ النساب القبائل اکبریہ کشمیر و پاکستان (جلد اول) : کیپٹن محمد اشرف خان،
باغ (ناڑاکوٹ) : ۱۹۹۰ء،
باب ۴، ۶۰۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ مختلف اقوام کے شجرہ ہائے نسب ہیں۔

۴۱۔ النساب القبائل اکبریہ کشمیر وپاکستان (جلد دوم) : کیپٹن محمد اشرف خان،
باغ (ناڑاکوٹ) : ۱۹۹۲ء،
باب ۴، ۸۲۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ملک قاسم خان عباسی کی بقیہ اولاد کے علاوہ کچھ دیگر قبائل کے جزوی شجرہ ہائے نسب درج ہیں۔

۴۲۔ النساب القبائل اکبریہ کشمیر وپاکستان (جلد سوم) : کیپٹن محمد اشرف خان،
باغ (ناڑاکوٹ) : ۱۹۹۴ء،
۸۸۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اولاد راجہ سکھہ خان اور کچھ دیگر قبائل کا ذکر اس مجموعہ میں شامل ہے۔

۴۳۔ النساب القبائل اکبریہ کشمیر وپاکستان (جلد چہارم) : کیپٹن محمد اشرف خان،
باغ (ناڑاکوٹ) : ۱۹۹۷ء،
۱۳۲۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ جلد ہذا اسد حسن خاندان سے متعلق ہے۔ کچھ دیگر ترامیم بھی شامل ہیں۔

۴۴۔ انقلاب کشمیر (حصہ اول) : سید ابی الکمال غلام حسین شاہ کاظمی،
لاہور : نیشنل بک ڈپو، ۱۹۵۰ء،
۳۵۳ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس کتاب میں انقلاب کشمیر کے اسباب وعلل اور اس پر برپا ہونے سے متعلق دلائل وشواہد رقم کیے گے ہیں۔

۴۵۔ اوراقِ پارینہ : خواجہ غلام احمد پنڈت،
مظفر آباد : سنگم پبلی کیشنز،
باب ۱۱، ۲۶۷ ص ص، (لائبریری مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)،
☆ یہ کتاب خواجہ غلام احمد پنڈت کے وقتاً فوقتاً تحریر کردہ مضامین کا مجموعہ ہے۔ ان مضامین میں کشمیر کے جغرافیائی، تاریخی، تمدنی، مذہبی اور سماجی پہلوؤں پر جامع تبصرہ کیا گیا ہے۔

۴۶۔ اوراق جموں وکشمیر : پروفیسر نذیر احمد تشنہ،
بھمبر : عتیق پبلشرز، ۱۹۹۹ء،
باب ۱۴، ۲۸۸ص ص،
☆ جموں وکشمیر سے متعلق جغرافیائی، تاریخی، تہذیبی وسیاسی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لیے معلومات عامہ۔

۴۷۔ ایران کبیر وایران صغیر : محمد عبداللہ قریشی،
لاہور : آئینہ ادب، ۱۹۷۱ء،
باب ۷، ۱۹۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر پر ایران کے روحانی، ثقافتی، تہذیبی اور لسانی اثرات کا تذکرہ۔

۴۸۔ ایشیا کا محاذ آزادی : سید محمد مصور گردیزی،
ملتان : نیا مکتبہ،
۹۱ص ص، (قاموس الکتب جلد دوم)،
☆ جنگ ویتنام اور امریکہ کے تصادم کا خاص نقطہ نظر سے جائزہ اور اس کی روشنی میں مسئلہ کشمیر کی اہمیت۔

۴۹۔ اے میرے کشمیر : ضیاء ساجد،
لاہور : حکیم پبلشرز، ۱۹۹۴ء،
۳۲۴ص ص، (کتابیات پاکستانی ادبیات ۱۹۹۴ء)،

۵۰۔ برفیلے شعلے اور وادی کشمیر : جگموہن،
نئی دہلی : سیمانت پرکاش، ۱۹۹۳ء،
۵۱۸ص ص، (کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۵۱۔ بلتستان پر ایک نظر : محمد یوسف حسین آبادی،

راولپنڈی : ۱۹۸۴ء،

باب ۴، ۱۹۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ اس کتاب میں بلتستان کی تاریخ، ادب وثقافت، جغرافیہ اور جنگ آزادی ۱۹۴۸ء پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۵۲۔ بہار کشمیر : ضامن علی، سید محمد،

حیدر آباد دکن : انتظامی پریس، ۱۹۳۳ء،

۹۵ص ص، (قاموس الکتب جلد دوم)،

☆ کشمیر کے تاریخی وجغرافیائی حالات۔

۵۳۔ بھٹو اور کشمیر : احمد سلیم،

لاہور : جنگ پبلشرز، ۱۹۹۲ء،

باب ۵، ۳۹۲ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،

☆ مسئلہ کشمیر کے ضمن میں بھٹو کی کاوشوں کا ذکر۔

۵۴۔ پاکستان اور بھارت کے دوطرفہ تعلقات اور کشمیر : اے۔آر شبلی،

لاہور : آتش فشاں پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء،

باب ۱۳، ۲۶۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ برصغیر اور کشمیر کے حالات وواقعات جن میں شملہ معائدہ اور بھٹو کی کامیابیوں کا ذکر ہے۔

۵۵۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ (جلد۔۳) پاک بھارت تنازعہ اور مسئلہ کشمیر کا آغاز : زاہد چوہدری،

لاہور : ادارہ مطالعہ تاریخ، ۱۹۹۰ء،

باب ۱۸، ۷۴۴ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،

☆ اس کتاب کے پانچویں باب سے مسئلہ کشمیر کا آغاز اور ۱۹۵۸ء تک کے چیدہ چیدہ اہم واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۵۶۔ پاکستان، وزارت امور کشمیر : مشتاق احمد گورمانی،
(کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۵۷۔ پاک کشمیر : پروفیسر خواجہ عبدالصمد،
راولپنڈی : مکتبہ الختار، ۱۹۹۵ء،
۲۵۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ پاکستان اور کشمیر کے تاریخی، تہذیبی اور سیاسی روابط۔

۵۸۔ پیرتوِ اقبال : رشید نازکی،
سری نگر : جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی ۱۹۷۸ء،
۳۷۴ ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۵۹۔ پنجاب، کشمیر اور ہندوستان کے واقعات کے قبائلی علاقوں پر اثرات :
لاہور : فیروز پرنٹنگ ورکس،
۴۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ وسط اگست ۱۹۴۷ء تا جنوری ۱۹۴۸ء کے درمیان ہندوؤں اور سکھوں کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے واقعات کی معتبر اطلاعات جن کے اثرات قبائلی علاقوں پر مرتب ہوئے۔

۶۰۔ پیر پنجال : شمس کاشمیری،
گوجرانوالہ : کاشر پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء،
۱۱۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۰ء کے دوران کشمیر کے پس منظر میں مختلف اصناف میں تحریر شدہ مواد۔

٦۱۔ تاریخ سدھن قبائل : عارف خان سدوزئی،
ادارہ تحقیق و تصنیف تاریخ سدھن قبائل،
باب ٦، ۲۸۵ ص ص،

٦۲۔ تاشقند کے اصل راز اور قادیانیوں کی سازشیں : میجر (ر) امیر افضل خان،
راولپنڈی : ذی شان کالونی، ۱۹۸۵ء،
باب ۱۱، ۲۷۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۴۸۔۱۹۴۷ء کی جنگ کشمیر، جنگ ۱۹٦۵ء اور جنگ ۱۹۷۱ء کے حالات ایک فوجی آفیسر کے قلم سے۔
نیز قادیانیوں کی سازشوں کا انکشاف۔

٦۳۔ تحریک آزادی کشمیر۔ چیلنج اور ذمہ داریاں :
شعبہ نشر و اشاعت پیپلز لیگ،
۱۳ ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،

٦۴۔ تحریک پاکستان کے سیاسیات کشمیر پر اثرات : ڈاکٹر محمد سرور عباسی،
مظفر آباد : ادارہ مطالعہ کشمیر آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی، ۱۹۸۷ء،

۲۰۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ریاست کی آزادی اور دفاع پاکستان کے لیے اہلِ کشمیر کے فکر و عمل کی مختصر روداد۔

٦۵۔ تحریک پاکستان میں شمالی علاقہ جات کا کردار : سید عالم استوری،
رٹو : ایف۔جی ہائی سکول، ۱۹۹۴ء،
باب ۴، ۱۳۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ یہ کتاب تحریک پاکستان و تاریخ پاکستان کے گوشوں کو اجاگر کرتی ہے۔ اس میں واضح کیا گیا ہے کہ کشمیر اور اہل کشمیر کی
بقاء پاکستان کے ساتھ وابستہ ہے۔

۶۶۔ تذکرہ سادات گردیزیہ جعفریہ : سید احمد شاہ گردیزی جعفری،
۶۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ سادات گردیزیہ جعفریہ ریاست پونچھ کا شجرہ نسب ودیگر تاریخی حالات۔

۶۷۔ تزک تیموری : (ترجمہ) ابوہاشم ندوی،
لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۵ء،
۱۵۲ ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۶۸۔ تصویر کشمیر : ڈاکٹر ایم۔ ایس ناز،
لاہور : مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۲ء،
باب ۷، ۳۸۴ ص ص، (لائبریری مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)،
☆ حسین کشمیر کی سحر انگیز کہانی جس میں کشمیر کی گلیوں، وادیوں، مرغزاروں، جھیلوں مسجدوں، مدرسوں، خانقاہوں، کشمیری زبان وثقافت شعراء وصوفیاء کرام کے تذکرے ہیں۔

۶۹۔ تعلیمی مسائل اوران کا حل۔ اقدامات، اصلاحات : سردار محمد عبدالقیوم خان،
اسلام آباد : پین گرافکس،
(خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ وزیراعظم آزاد کشمیر سردار محمد عبدالقیوم خان کی سات تقریروں کا مجموعہ جو مختلف کانفرنسوں، اجتماعات اور سیمیناروں میں کی گئیں۔

۷۰۔ تقاریر شیر کشمیر : مرزا افضل بیگ،
سری نگر : شعبہ نشر واشاعت جموں وکشمیر محاذ رائے شماری، ۱۹۶۸ء،
۹۵ ص ص (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ شیخ عبداللہ کے انٹرویوز اور تقاریر کا خلاصہ۔

۷۱۔ تقدیر کشمیر : حاجی لق لق،
لاہور : ۱۹۵۰ء،
(کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۷۲۔ تنازعہ جموں وکشمیر سے متعلق قرطاسِ ابیض :
وزارت امور خارجہ حکومت پاکستان، ۱۹۷۷ء،
۱۰۲ص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،
☆ تنازعہ کشمیر سے متعلق حکومت پاکستان کے موقف کی وضاحت۔

۷۳۔ جب کشمیر ڈوب رہا تھا : محمد افضل ضیائی،
میرپور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۶ء،
باب ۸، ۱۷۴ص ص،
☆ کشمیر سے متعلق چند واقعات کا مجموعہ۔

۷۴۔ جدیدیت اور نورالدین رشی : ڈاکٹر محمد یوسف بخاری،
لاہور : کشمیر کلچرل اکادمی، ۱۹۹۴ء،
۱۳۵ص ص، (کتابیات پاکستانی ادبیات ۱۹۹۴ء)،

۷۵۔ جرال راجپوت ڈائریکٹری : آئی۔یو جرال،
اسلام آباد : جرال پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء،
۲۸۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر اور پاکستان کے خاص خاص جرالوں کا تعارف۔

۷۶۔ جغرافیہ پونچھ : محمد الدین فوق،
لاہور : ظفر برادرز تاجران کتب،
(کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۷۷۔ جموں کشمیر بک آف نالج : محمد سعید اسعد،
میرپور : نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کشمیر سٹڈیز، ۱۹۹۹ء،
باب ۱۱، ۲۰۸ ص ص،
☆ کشمیر سے متعلق معلومات عامہ کی کتاب جو آزاد کشمیر میں مقابلے کے امتحان کے لیے موزوں ہے۔

۷۸۔ جموں و کشمیر کے گوجر : ڈاکٹر آر۔ آر کھجوریہ، اے۔این بھاردواج،
سری نگر : گلشن پبلشرز، ۱۹۸۱ء،
باب ۱۶، ۱۸۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ گوجر قبائل اور ان کے مفصل حالات۔

۷۹۔ جموں و کشمیر البم : پروفیسر ایم۔ نذیر احمد تشنہ،
بھمبر : عتیق پبلشرز، ۱۹۹۹ء،
باب ۹، ۲۲۴ ص ص،
☆ کشمیر سے متعلق سوالاً جواباً معلومات کی کوئز بک۔

۸۰۔ جموں و کشمیر اور زاویے : راجۂ لطیف طاہر،
۲۰۰۰ء،

☆ جموں و کشمیر کی تاریخی، آئینی اور جغرافیائی حیثیت پر خود مختار کشمیر کے داعی کے دلائل۔

۸۱۔ جموں و کشمیر کا مستقبل اور پاکستان : امیر زمان طاہر،
لاہور : کشمیر بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۴ء،
باب ۷، ۱۸۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ پاکستان کے حوالے سے جموں و کشمیر کا مستقبل۔

۸۲۔ جموں و کشمیر کی جغرافیائی حقیقتیں : جی۔ایم۔میر،
۱۹۹۱ء،
۱۶۳ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ جموں و کشمیر کے مفصل جغرافیائی حالات کا مجموعہ۔

۸۳۔ جموں و کشمیر کی مجلس آئین ساز کا دستور العمل و ضابطہ کارروائی :
سری نگر : پرتاب پریس،
۱۰۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ زیر ریگولیشن نمبر ۱ تا ۱۹۹۱۔

۸۴۔ جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کا سالانہ اجلاس :
مظفر آباد : پبلسٹی سیکرٹری، ۱۹۶۱ء،
۳۱ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ سالانہ اجلاس کی رپورٹ منعقدہ ۶، ۷ مئی ۱۹۶۱ء۔

۸۵۔ جموں و کشمیر میں اردو ادب کی نشو و نما : ڈاکٹر برج پریمی،
سری نگر : دیپ پبلی کیشنز "تسپیا"، ۱۹۹۲ء،
(خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ جموں و کشمیر میں اردو نثر، افسانہ، ناول، ڈرامہ اور صحافت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ۔

۸۶۔ جموں وکشمیر میں اردو صحافت : صوفی غلام محی الدین،
سری نگر : ٹائمز پبلی کیشنز، ۱۹۷۳ء،
۲۱۴ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۸۷۔ جموں وکشمیر ہمارا اکیسویں صدی میں داخلہ : پروفیسر احسان اکبر،
راولپنڈی : المسطر، ۱۹۹۴ء،
۱۲۸ص ص، (لائبریری مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)،
☆ مصنف نے غیروں کے تجزیوں اور معروضی مبصرین کے نقطہ نظر کو پرجوش انداز میں بیان کیا ہے۔

۸۸۔ جناب سردار محمد عبدالقیوم خان کا قوم سے خطاب :
مظفر آباد : نظامت اطلاعات آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر،
۳۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ تیسری بار منصب صدارت کی حلف برداری کے موقع پر خطاب۔

۸۹۔ جنگ آزادی کشمیر اور جرال راجپوت : رعنا نظامی راجوروی،
جہلم : ۱۹۴۹ء،
۱۲۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ جرال راجپوتوں کی شوکت وعظمت اور جہاد کشمیر میں ان کا حصہ۔

۹۰۔ جہاد کشمیر ۴۸۔۱۹۴۷ء : امیر افضل خان،
راولپنڈی : ۱۹۹۴ء،
باب ۴۷، ۶۳۱ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیری مجاہدین کے ۴۸۔۱۹۴۷ء کے جہاد آزادی کی مفصل داستان۔

۹۱۔ چب راجپوت : محمد افتخار علی خان،
برھنگ آزاد کشمیر : مکتبہ نوید، ۱۹۷۹ء،
۱۴۶ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ خاندان چب راجپوت کا ایک اجمالی تعارف۔

۹۲۔ چھٹیاں۔ میاں محمد بخشؒ : افضل پرویز،
اسلام آباد : لوک ورثہ اشاعت گھر، ۱۹۸۵ء،
۱۶۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ میاں محمد بخشؒ کے منظوم خطوط۔

۹۳۔ چناروں کا دیس (کشمیر) : ارباب علی دانش،
اسلام آباد : ۱۹۹۲ء،
۴۶ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ کشمیر کے چند جغرافیائی خدوخال اور احوال۔

۹۴۔ چناروں کے سائے : ثریا خورشید،
لاہور : مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۰ء،
۱۸۷ص ص، (لائبریری مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)،
☆ یہ کتاب مصنفہ کی ذاتی یادداشتوں پر مبنی ہے۔اس کتاب میں قدیم وجدید کشمیر کے حالات وکوائف، تہذیب و تمدن، ادب وصحافت اور ثقافت کو بیان کیا گیا ہے۔

۹۵۔ حدود و قصاص سے متعلق نافذ العمل قوانین : محکمہ قانون،
مظفر آباد : محکمہ قانون و پارلیمانی امور آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر، ۱۹۷۴ء،
۴۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۹۶۔ حسن بے پرواہ : منصف دار مرزا،
بھمبر : بھمبر کتاب گھر،
۸۳ص ص،
☆ جموں و کشمیر سے متعلق متفرق موضوعات۔

۹۷۔ حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال : ڈاکٹر محمد ریاض،
لاہور : اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۵ء،
۸۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس مجموعے میں دیگر مشمولات کے علاوہ حضرت شاہ ہمدان کے ۳۱ حق آموز مکاتیب شامل ہیں۔

۹۸۔ حق کے پرستار : نسیم کاشمیری و راحت اللہ خان،
لاہور : تعمیر ادب، ۱۹۶۶ء،
۸۶۴ص ص، (قاموس الکتب جلد دوم)،

۹۹۔ حکایات کشمیر : محمد الدین فوقؔ،
لاہور : خادم پرنٹنگ پریس، ۱۹۴۰ء،
۱۲۸ص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،
☆ جموں و کشمیر اور پونچھ کی تاریخوں کے بعض نتیجہ خیز اور سبق آموز واقعات آسان و دلنشین پیرائے میں۔

۱۰۰۔ خطبات خورشید : محمد سعید اسعد،
میرپور : نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کشمیر سٹڈیز، ۱۹۹۸ء،
۱۸۳ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کے۔ایچ خورشید کے فکر انگیز بارہ خطبات کا مجموعہ۔

۱۰۱۔ خطہ قراقرم : پروفیسر عثمان علی،

۱۰۲۔ خواتین کشمیر : محمد الدین فوق،
لاہور : ظفر برادرس تاجران کتب،

☆ کشمیر اور ڈوگرستان کی قریباً تیس عالمہ، زاہدہ اور سیاسی و جنگی سپرٹ رکھنے والی مشہور عورتوں کے حالات۔

۱۰۳۔ خون آشام وطن : سید نثار حسین نقوی،
میرپور : کاشر پبلشرز، ۱۹۹۴ء،
۱۴۹ص ص،
☆ کشمیر سے متعلق چند موضوعات۔

۱۰۴۔ دو قومی نظریہ اور مسئلہ کشمیر : یوسف ثانی،
برمنگھم (انگلینڈ) : ایم فاروق پبلشرز، ۱۹۹۵ء،

۱۰۵۔ ڈیفنس کالج ٹیم سے سردار محمد عبدالقیوم خان کا خطاب :
۵۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۱۸ مارچ ۱۹۸۷ء کو کیا گیا خطاب۔

۱۰۶۔ ذخیرۃ الملوک : امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ (مترجم) مولانا مولوی غلام قادر،

راولپنڈی : بک سنٹر، ۱۹۸۷ء،

☆ کشمیر میں علم کی اشاعت، دین وسیاست کے زریں اصول اور علم و معرفت کا خزانہ ایک شہرہ آفاق کتاب جس کا دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

۱۰۷۔ ذکر شاہ ہمدانؒ : ڈاکٹر سید آغا حسین ہمدانی، سید فیض الرحمٰن ہمدانی،

لاہور : مکتبہ تعمیر انسانیت، ۱۹۸۸ء،

۱۹۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ مجموعہ مقالات بین الاقوامی شاہ ہمدان کانفرنس منعقدہ ہمدرد مرکز راولپنڈی بتارخ ۲۵ مارچ ۱۹۸۶ء جس میں شاہ ہمدان اور کشمیر سے متعلق موضوعات شامل ہیں

۱۰۸۔ ذوالفقار علی بھٹو۔ کشمیر :

(کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ سلامتی کونسل سے ذوالفقار علی بھٹو کا مسئلہ کشمیر سے متعلق ۱۹۶۴ء میں خطاب۔

۱۰۹۔ رقعات حکیم ابوالفتح گیلانی : حکیم ابوالفتح گیلانی، باتصحیح ڈاکٹر محمد بشیر حسین،

لاہور : ادارہ تحقیقات جامعہ پنجاب، ۱۹۸۹ء،

۲۰۷ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۱۱۰۔ روبرو : ڈاکٹر غلام حسین اظہر،

میرپور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء،

۳۰۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ بیس اہم شخصیات کے انٹرویوز۔

۱۱۱۔ رہبر کشمیر : صغرا ہمایوں مرزا،
حیدر آباد دکن : مکتبہ ابراھیمیہ، ۱۹۳۱ء،
۷۴اص ص، (قاموس الکتب جلد دوم)،
☆ گائیڈ مع حالات۔ دیباچہ عبدالماجد دریا آبادی نے لکھا۔

۱۱۲۔ راہنمائے کشمیر :
۱۹۸اص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ علاقہ کشمیر اور ذرائع رسل و رسائل وغیرہ۔

۱۱۳۔ ریاض الاخیار : (ترجمہ) اسرار الابرار،
سری نگر : ادارہ محبوب العالم، ۱۹۸۹ء،
۲۰۷ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۱۱۴۔ زعفران کے پھول (افکار و اقوال) : لطیف کاشمیری،
لاہور : آئینہ ادب، ۱۹۸۱ء،
۱۵۶اص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۱۱۵۔ زمینی جنگ کے لیے موزوں سر زمین : سردار محمد عبدالقیوم خان،
مظفر آباد : نظامت اطلاعات آزاد حکومت،
۳۳ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۳ نومبر ۱۹۸۶ء کو صدر ریاست کی پی۔اے۔ایف ٹیم کے ساتھ گفتگو۔

۱۱۶۔ سرینگر کی بیٹیاں : ظہور الدین بٹ،
لاہور : ادارہ مطبوعات سلیمانی، ۱۹۹۴ء،
باب ۷، ۱۷۹ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیریوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور سچے واقعات کی کہانیاں۔

۱۱۷۔ سلسلہ جہاد کشمیر۔ فکری کشمکش : محمد عارف،
میرپور : لالہ زار پبلشرز،

۱۱۸۔ سیاچن کی سرحد پر : غضنفر عباس۔ قیصر فاروقی،
راولپنڈی : مسعود برادرز پبلشرز، ۱۹۹۵ء،
۸۷۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ سیاچن کی سرحد، غازیوں اور مجاہدوں کی کٹھن فوجی خدمات۔

۱۱۹۔ سیاچن کے ہیرو : سید نواب عالم بارہوی،
اسلام آباد : عتیق پبلشنگ ہاؤس،
(کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ سیاچن کے مختصر حالات اور جنگ سیاچن۔

۱۲۰۔ سیاچن گلیشئر : کرنل محمد ذاکر،
سکردو بلتستان : بلتستان اکیڈمی، ۱۹۹۰ء،
باب ۸، ۲۱۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ دنیا کے بلند ترین محاذ جنگ کے اہم موضوع پر معلوماتی و دلچسپ کتاب جس میں پاک فوج کے کارنامے شامل ہیں۔

۱۲۱۔ سیاحت کشمیر : غلام دستگیر،
لاہور :
(کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۱۲۲۔ سیاسیات کشمیر : سید مبارک،
لاہور : حجازی پریس،
۱۶۴ ص ص، (کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۱۲۳۔ شاہی سیر کشمیر : محمد الدین فوق،
لاہور : ظفر برادرس تاجران کتب، ۱۹۳۰ء،
(کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۱۲۴۔ شجرہ نسب قوم قریش عثمانی : محمد قاسم قریشی،
مظفر آباد : تنظیم القریش عثمانی، ۱۹۸۲ء،
۱۶۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ریاست کشمیر و پاکستان کی قوم قریش عثمانی کا مکمل شجرہ نسب۔

۱۲۵۔ شعورِ فردا : محمد سعید اسعد،
میر پور : نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کشمیر سٹڈیز، ۱۹۹۸ء،
۱۶۳ ص ص،
☆ شہید کشمیر مقبول بٹ کے فکر انگیز خطوط کا مجموعہ۔

۱۲۶۔ شمالی علاقہ جات (گلگت بلتستان) کی آئینی حیثیت کے بارہ میں : سردار محمد عبدالقیوم خان،

۱۶اص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ۷ امارچ ۱۹۸۹ء کو جناب صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام لکھا گیا مکتوب۔

۱۲۷۔ شمالی علاقہ جات کا لسانی و ادبی جائزہ : سید عالم،

۱۹۹۰ء،

باب ۴، ۱۶۸اص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ شمالی علاقہ جات کے بارہ میں مفید تاریخی، تہذیبی، ادبی و لسانی معلومات۔

۱۲۸۔ شمالی علاقہ جات میں اردو : سید عالم،

رٹو : سید عالم استوری معلم ایف۔جی ہائی سکول، ۱۹۹۱ء،

۱۸۴اص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ زیر نظر کتاب شمالی علاقہ جات میں اردو کے فروغ، ادبی سرگرمیوں اور اردو شعراء و مصنفین کے تفصیلی تعارف پر مشتمل ہے۔

۱۲۹۔ شمالی علاقے عدالتی کٹہرے میں : عبدالخالق انصاری، سہیل احمد انصاری،

میرپور : الفضل کتاب گھر، ۱۹۹۱ء،

۱۴۵اص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ مصنف کا عدالتی بیان جو آزاد جموں و کشمیر عدالت عالیہ میں گلگت و بلتستان کی آئینی حیثیت کے بارے میں دیا گیا۔

۱۳۰۔ شمشیر سے زنجیر تک : کرنل مرزا حسن خان (ملٹری کراس۔ فخر کشمیر)،

اسلام آباد : مکتب پبلشرز،

۳۷۱ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ مصنف کی زندگی کے مشاہدات و تجربات اور جنگ آزادی ۴۸۔۱۹۴۷ء کے واقعات۔

۱۳۱۔ شناخت : محمد یوسف ٹینگ،

دہلی : ۱۹۸۸ء،

۲۲۵ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ تحقیقی و تنقیدی مقالات۔

۱۳۲۔ شہید کشمیر اور جے۔ کے۔ ایل۔ ایف : امان اللہ خان،

مظفر آباد : جے۔ کے۔ ایل۔ ایف پبلشرز،

۱۳۳۔ شیخ عبداللہ۔ دوست یا دشمن ؟ : ایک ملاقاتی،

راولپنڈی : اعوان پبلی کیشنز،

۲۱۱ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ شیر کشمیر کا ایک تاریخی طویل انٹرویو پیش کیا گیا ہے۔

۱۳۴۔ شیخ عبداللہ، کشمیر اور ہم : عتیق صدیقی،

دہلی : مکتبہ شاہراہ، ۱۹۶۷ء،

۱۶۸ص ص، (کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۱۳۵۔ شیرازہ : (مدیر اعلیٰ) محمد یوسف ٹینگ،

سری نگر : جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف کلچرل اینڈ لینگویجز، ۱۹۸۹ء،

۳۲۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ کشمیر سے متعلق متفرق مضامین کا ماہنامہ کتابی شکل میں۔

۱۳۶۔ ضیاء الحق، افغانستان اور کشمیر : ارشاد صدیقی،
لاہور : فاران نشریات، ۱۹۹۲ء،
۳۰۳ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ جنرل ضیاء الحق کے جہاد افغانستان اور آزادی کشمیر کے بارے میں کاوشوں، کوششوں اور خدمات کے سلسلے میں وقتاً فوقتاً لکھے گے مضامین اور نگارشات۔

۱۳۷۔ عالم تصوف اور کشمیر : ڈاکٹر یوسف بخاری،
لاہور : کلیم یوسف، فہیم یوسف، ۱۹۸۳ء،
۱۴۱ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ چند نامور صوفیاء کشمیر کا تبصرہ۔

۱۳۸۔ عالمی سامراج اور کشمیر : عباس احمد آزاد،
کشمیر لٹریری اینڈ کلچرل سوسائٹی و نیشنل تھنکرز فورم ۱۹۸۹ء،
۳۰۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ یہ کتاب تاریخ کی ایک کسوٹی اور فکری گہرائیوں کا مرقع ہے۔

۱۳۹۔ عبوری آئین آزاد جموں و کشمیر : (مترجم) چوہدری مختار حسین،
مظفر آباد : بشارت بک سنٹر،
۸۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اپریل ۱۹۹۴ء تک عبوری آئین کا ترمیم شدہ اردو ترجمہ۔

۱۴۰۔ عکس کشمیر : ڈاکٹر صابر آفاقی،
لاہور : مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۱ء،
۱۷۶ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ وادی گل لالہ اور اس سے منسوب چند شخصیات پر مصنف کے مضامین کا مجموعہ۔

۱۴۱۔ عوامی سوشلسٹ کانفرنس کا نعرہ حق : خواجہ عمرہٹ،
سری نگر : عوامی سوشلسٹ کانفرنس کشمیر،
۱۶اص ص، (قاموس الکتب جلد دوم)،
☆ کشمیر کے تنازعہ پر سوشلسٹ نقطہ نظر۔

۱۴۲۔ فغان کشمیر :
لاہور : آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس،
۳۰ص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،
☆ کشمیر کی ۹۷ فی صد مسلم رعایا کے حقوق و مطالبات کی بے دردانہ پامالی کی پُر درد داستان۔

۱۴۳۔ قانون ساز اسمبلی آزاد جموں و کشمیر : ایک سرکاری رپورٹ،
مظفر آباد : الشیخ پرنٹنگ پریس، ۱۹۸۶ء،
۱۵۱، ۱۱۹، ۱۲۳اص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۳، ۴، ۵ فروری ۱۹۸۶ء کے قانون ساز اسمبلی کے اجلاسوں کی رپورٹ۔

۱۴۴۔ قائداعظم اور کشمیر : ڈاکٹر غلام حسین اظہر،
۱۷۶اص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ قائداعظم کی آزادی کشمیر کی تگ و دو کو سامنے لانے والی چند اہم دستاویزات۔

۱۴۵۔ قدیم ترین جغرافیہ جموں و کشمیر : پنڈت کلہن (مترجم) ٹھاکر اچھر چند شاہپوریہ،
میرپور : ویری ناگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء،
باب ۴، ۳۱۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۱۴۶۔ قصاص ودیت : عبدالحمید خان شاہد،
مظفر آباد : انٹر نیشنل کشمیر ویلفیئر کونسل، ۱۹۹۸ء،
باب ۷، ۲۷۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ آزاد جموں وکشمیر میں نافذ العمل قوانین، حدود، قصاص اور دیت۔ آزاد جموں وکشمیر ایکٹ۔

۱۴۷۔ کشمیر ادب وثقافت : سلیم خان گمی،
لاہور : یونیورسل بکس، ۱۹۸۷ء،
۲۶۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیری ادب وثقافت کے پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

۱۴۸۔ کشمیر ادب وثقافت : مظفر فاضلی وسعید نقشبندی،
کراچی : ایجوکیشنل پبلشرز،
۵۵ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر کے ادب وثقافت کا ایک تنقیدی جائزہ۔

۱۴۹۔ کشمیر الحاق کے بعد :
۸۱ ص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،
☆ اندرون کشمیر کے وہ حالات جو انڈین یونین سے اس کے الحاق کے بعد پیدا ہوئے۔

۱۵۰۔ کشمیر الحاق وخود مختاری کی بحث : پروفیسر محمد عارف خان،
میرپور : لالہ زار پبلشرز، ۱۹۹۳ء،
باب ۷، ۳۵۱ ص ص،
☆ کشمیر کے الحاق وخود مختاری کے متعلق بہت سی آراء۔

۱۵۱۔ کشمیر اور عالم اسلام : سردار محمد عبدالقیوم خان،
مظفر آباد : شعبہ پریس اینڈ پبلی کیشنز وزیر اعظم سیکرٹریٹ، ۱۹۹۳ء،
۴۰ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،

۱۵۲۔ کشمیر اور علامہ مشرقی : سید شبیر حسین،
اسلام آباد : ورلڈ آفیئرز پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء،
۲۰۶ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۱۵۳۔ کشمیر اور وسط ایشیا : خواجہ غلام احمد پنڈت،
لاہور : جنگ پبلشرز، ۱۹۹۳ء،
باب ۴، ۱۶۴ص ص، (لائبریری اکادمی ادبیات اسلام آباد)،
☆ کشمیر اور وسط ایشیا کے اہم واقعات پر فکر انگیز تاریخی دستاویز۔

۱۵۴۔ کشمیر ایک سرسری جائزہ : عرفان رضوی،
راولپنڈی : بزم نعت پبلی کیشنز،
۴۰ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ ۱۹۴۷ء تا ۱۹۹۲ء کشمیر کے احوال کا مختصر جائزہ۔

۱۵۵۔ کشمیر بربادیوں کی دہلیز پر : عباس احمد آزاد،
کشمیر لٹریری اینڈ کلچرل سوسائٹی و نیشنل تھنکرز فورم ۱۹۹۵ء،
باب ۸، ۳۲۰ص ص،
☆ کشمیر کی بربادی کی داستان۔

۱۵۶۔ کشمیر بنے گا پاکستان : سردار محمد عبدالقیوم خان،
لاہور : الفاروق بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۹ء،
باب ۱۸، ۳۵۹ ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،
☆ مسئلہ کشمیر، آزاد کشمیر کی سیاسی صورت حال، مسلم کانفرنس اور آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کے نفاذ جیسے موضوع۔

۱۵۷۔ کشمیر پر حملہ : شری متی کرشنا مہتا،
دہلی : رتن پریس، ۱۹۵۲ء،
۲۱۲ ص ص، (قاموس الکتب جلد دوم)،
☆ ۱۹۴۷ء اور اس کے بعد کشمیر کی صورت حال۔

۱۵۸۔ کشمیر چھوڑ دو : جی۔ ایم صادق،
لاہور : تعلیمی پریس،
۲۰۸ ص ص، (کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،
☆ کشمیر کی تاریخ، ظالمانہ طرز حکومت، راجہ کے استبداد اور کشمیریوں کی تحریک جدو جہد آزادی۔

۱۵۹۔ کشمیر خطرات کی گود میں : جوزف کاربل (مترجم) ایس۔ اے محمود،
راولپنڈی : ندیم پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء،
۳۷۱ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ جوزف کاربل کی تصنیف "Danger in Kashmir" کشمیر کے موضوع پر شہرہ آفاق کتاب کا ترجمہ۔

۱۶۰۔ کشمیر دانشوروں کی نظر میں : سردار عبدالرؤف خان،
کراچی : قمر کتاب گھر، ۱۹۸۸ء،
۱۱۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر کے متعلق مختلف مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے دانشوروں کی آراء، مضامین اور انٹرویوز۔

۱۶۱۔ کشمیر۔دفاعی اہمیت : سردار محمد عبدالقیوم خان،
مظفر آباد: شعبہ پریس اینڈ پبلی کیشنز وزیراعظم سیکرٹریٹ، ۱۹۹۳ء،
۲۸ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول میں زیر تربیت کیڈٹوں سے خطاب۔

۱۶۲۔ کشمیر سازش کا شکار : بریگیڈیئر ریٹائرڈ محمد شفیع خان (ترجمہ) کریم اللہ قریشی،
راولپنڈی: کشمیر لبریشن سیل،
☆ "Kashmir victim of conspiracy" کا اردو ترجمہ ہے۔ جس میں امریکی دانشوروں کی مسئلہ کشمیر کے حل سے متعلق ۱۹۹۷ء کی رپورٹ کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

۱۶۳۔ کشمیر شناسی (جلد اول) : جی۔ایم میر،
میر پور: مکتبہ رضوان، ۱۹۹۹ء،
باب ۱۳، ۲۶۷ص ص،
☆ مسئلہ کشمیر کے مختلف پہلوؤں پر لکھے گے مضامین کا انتخاب۔

۱۶۴۔ کشمیر، قائداعظم اور کے ایچ خورشید : محمد سعید اسعد،
لاہور: جنگ پبلشرز، ۱۹۹۲ء،
۲۹۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کے۔ایچ خورشید کی تقریروں، تحریروں اور انٹرویوز کا مرقع۔

۱۶۵۔ کشمیر کا بیٹا : ظہور الدین بٹ،
لاہور: ادب اطفال،
۸۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ نشان حیدر کیپٹن راجہ محمد سرور خان کی کہانی۔

۱۶۶۔ کشمیر کا تاریک جغرافیہ : کبیر خان،
لاہور : مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۱ء،
(نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ کشمیر سے متعلق طنز و مزاح کا مجموعہ۔

۱۶۷۔ کشمیر کا مجاہد : آغا اشرف،
لاہور : مقبول اکیڈمی،
۱۱۹ص ص، (خورشید نیشنل نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ یونس نامی ایک مجاہد کی داستان۔

۱۶۸۔ کشمیر کا نادر شاہ : محمد الدین فوق،
لاہور : ظفر برادرس تاجران کتب،
☆ کشمیر کے مشہور افغان گورنر آزاد خان کے حالات جس نے بادشاہ افغانستان سے آزاد ہو کر اپنا لقب نادر شاہ ثانی رکھا۔

۱۶۹۔ کشمیر کراس : عبدالجبار ھرنال، امتیاز احمد بٹ،
لاہور : قومی پبلشرز پنجاب، ۱۹۹۷ء،
۱۴۹ص ص،
☆ ایک کشمیری مجاہد کی کہانی۔

۱۷۰۔ کشمیر کی بیٹی : حفیظ الرحمٰن کوہلوی،
جہلم : چوہدری برادرز،
۱۳۶ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ ''کشمیر کی بیٹی ''کشمیری دوشیزہ صنوبر کی کہانی ہے۔ در حقیقت یہ ان تمام بیٹیوں کی کہانی ہے۔ جو کشمیر کی آزادی کے لیے مجاہدین کے شانہ بشانہ لڑ رہی ہیں۔

۱۷۱۔ کشمیر کی تاریخی داستانیں : محمد دین فوق،
میر پور : ویری ناگ پبلشرز،
۱۲۸ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ چند کشمیری راجاؤں کی تاریخی کہانیوں کا مجموعہ۔

۱۷۲۔ کشمیر کی سرگذشت :
کراچی : محکمہ مطبوعات حکومت پاکستان، ۱۹۶۵ء،
۷۴ص ص، (قاموس الکتب جلد دوم)،
☆ مسئلہ کشمیر کے بارے میں ۱۹۴۷ء تا ۱۹۶۵ء تک کے کوائف مع ضمیمہ جات۔

۱۷۳۔ کشمیر کی فروخت : ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی،
لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء،
۱۱۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اس مجموعے میں کشمیر سے متعلق نصف صدی پر محیط ۲۳ دستاویزات شامل ہیں۔

۱۷۴۔ کشمیر کی قومی آزادی اور پاکستان : شبیر احمد چوہدری،
میر پور : کشمیر انٹر نیشنل فرینڈ شپ کلب، ۱۹۹۱ء،
۲۸۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ یہ کتاب مسئلہ کشمیر کے بارے میں گہری تحقیق اور وسیع مطالعہ پر مبنی حقائق اور دلائل کا نچوڑ ہے۔

۱۷۵۔ کشمیر کی کلی اور دوسری کہانیاں : الیاس سیتاپوری،
کراچی : جاوید پریس، ۱۹۷۵ء،
۲۵۵ص ص، (کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۱۷۶۔ کشمیر کیا، کیوں اور کیسے ؟ : پروفیسر محمد عارف،
میر پور : لالہ زار پبلشرز،

۱۷۷۔ کشمیر کی لوک کہانیاں : محمد سعید اسعد،
میر پور : ادبی ثقافتی ادارہ "تعبیر"، ۲۰۰۰ء،

۱۷۸۔ کشمیر کے شب و روز : پیارے لال کول،
سری نگر : سُمن پبلی کیشنز، ۱۹۷۲ء،
۱۹۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ مقبوضہ کشمیر میں رہائش پذیر ایک ایڈووکیٹ کے قلم سے کشمیر کا بیان۔

۱۷۹۔ کشمیر کے فنون لطیفہ : ہدائت اللہ اختر،
سیالکوٹ : ڈاکٹر عبدالکریم پوسٹ گریجویٹ ریسرچ لائبریری، ۱۹۶۶ء،
۱۳۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر کے فنون لطیفہ اور چند تاریخی شواہد۔

۱۸۰۔ کشمیر میں اردو (پہلا حصہ) : پروفیسر عبدالقادر سروری،
سری نگر : جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچرل اینڈ لینگویجز، ۱۹۸۱ء،
باب ۱۰، ۲۳۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ اردو زبان کی کشمیر میں ابتدا کا پس منظر اور دیگر زبانوں کا تذکرہ۔

۱۸۱۔ کشمیر میں اردو (دوسرا حصہ) : پروفیسر عبدالقادر سروری،
سری نگر : جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچرل اینڈ لینگویجز، ۱۹۸۲ء،
باب ۵، ۵۸۲ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر میں اردو کے ارتقاء کی کہانی اس سلسلے کا اہم حصہ ہے۔

۱۸۲۔ کشمیر میں اردو (تیسرا حصہ) : پروفیسر عبدالقادر سروری،
سری نگر : جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچرل اینڈ لینگویجز، ۱۹۸۴ء،
باب ۴، ۷۶۳ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ موجودہ دور میں اردو شاعری، افسانہ، ناول، مضمون، انشائیہ اور صحافت۔

۱۸۳۔ کشمیر میں اردو : حبیب کیفوی،
لاہور : مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۹ء،
۵۶۶ ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،
☆ کشمیر میں اردو شعر و ادب کی جامع اور مستند تاریخ۔

۱۸۴۔ کشمیر میں اسلامی تبرکات : علامہ سید غلام حسن شاہ کاظمی،
مظفر آباد : اسلامک ریسرچ اکادمی، ۱۹۹۰ء،
۱۰۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ سرزمین کشمیر میں اسلامی تبرکات کی نشاندہی کر کے اسلامی اعتبار سے اس خطہ کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔

۱۸۵۔ کشمیر میں اشاعت اسلام : سلیم خان گمی،
لاہور : یونیورسل بکس، ۱۹۸۶ء،
باب ۸، ۱۶۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیر میں اشاعت اسلام کی ولولہ انگیز داستان۔

۱۸۶۔ کشمیر میں انقلاب کی راہ : پروفیسر محمد عارف،
میر پور : لالہ زار پبلشرز،

۱۸۷۔ کشمیر میں ایک آزاد اسلامی ریاست کیوں ؟ : پروفیسر محمد عارف،
میر پور : لالہ زار پبلشرز،

۱۸۸۔ کشمیر میں جدوجہد آزادی کی صلاحیت : سردار محمد عبدالقیوم خان،
۷۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۱۸۹۔ کشمیر میں عوامی جنگ کیوں ؟ : پروفیسر محمد عارف،
میر پور : لالہ زار پبلشرز،

۱۹۰۔ کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ :
سری نگر : مجلس تحقیق اردو، ۱۹۶۸ء،
باب ۱۲، ۳۴۷ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۱۹۱۔ کشمیر نے جب انگڑائی لی : محمد یوسف علیگ،
راولپنڈی : علیگ ہاؤس، ۱۹۹۴ء،
۴۸ص ص، (کتابیات پاکستانی ادبیات ۱۹۹۴ء)،

۱۹۲۔ کشمیر ھمارا ہے : میر غلام احمد کشفی،
لاہور: کلاسیک پبلشرز، ۱۹۶۵ء،
۴۰۸ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ کشمیر سے متعلق متفرق موضوعات پر مضامین کا مجموعہ۔ تحریک آزادی کشمیر سے متعلق معلومات، کشمیر کا جغرافیہ، ادب، ثقافت اور تہذیب و تمدن کی جھلکیاں۔

۱۹۳۔ کشمیر یورپ : عطر چندر کپور،
۱۹۷۲ء،
(کیٹلاگ پنجاب لائبریری لاہور)،

۱۹۴۔ کشمیری انشایئے۔ کانٹے : ڈاکٹر محمد زمان،
لاہور: فکشن ہاؤس، ۱۹۹۲ء،
۹۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیری انشائیوں کا اردو ترجمہ۔

۱۹۵۔ کشمیری اور اردو زبان کا تقابلی مطالعہ : ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری،
لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۸۲ء،
باب ۶، ۳۲۴ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،
☆ کشمیری زبان و ادب کی جامع و مستند کتاب ہے۔ جس میں کشمیری زبان اور اردو زبان کی مماثلتوں اور اختلافات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ کشمیری زبان و ادب کی عمدہ تاریخ ہے۔

۱۹۶۔ کشمیر اور عالم اسلام : سردار محمد عبدالقیوم خان،
حکومت آزاد جموں و کشمیر
۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۲۵ نومبر ۱۹۸۵ء کو صدر ریاست کا خطاب در استقبالیہ باعزاز مندوبین تیسری بین الاقوامی سیرت کانفرنس منعقدہ اسلام آباد۔

۱۹۷۔ کشمیری زبان اور شاعری (جلد اول) : عبدالاحد آزاد،
سرینگر : جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچرل اینڈ لینگویجز، ۱۹۵۹ء،
باب ۶، ۲۱۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیری زبان و ادب سے متعلق بحث۔

۱۹۸۔ کشمیری زبان اور شاعری (جلد دوم) : عبدالاحد آزاد،
سرینگر : جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچرل اینڈ لینگویجز، ۱۹۶۲ء،
۴۸۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیری زبان اور شاعری سے متعلق جامع کتاب۔

۱۹۹۔ کشمیری زبان اور شاعری (جلد سوم) : عبدالاحد آزاد،
سرینگر : جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچرل اینڈ لینگویجز، ۱۹۶۳ء،
باب ۳۰، ۲۷۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۲۰۰۔ کشمیری زبان سیکھنے کے لیے بعض بنیادی رہنما اصول :
راولپنڈی : مرکز ادب و ثقافت کشمیر، ۱۹۸۵ء،
۱۱۰ص ص، (لائبریری AIOU اسلام آباد)،
☆ قواعد کا کتابچہ۔

۲۰۱۔ کشمیری زبان وادب کی مختصر تاریخ : ڈاکٹر محمد یوسف بخاری،
اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء،
(نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ کشمیری زبان وادب کی مختصر و مستند تاریخ۔

۲۰۲۔ کشمیری قوم اور قومیتیں اور نئے کشمیر میں ان کی حیثیت : شیراز کاشمیری،
کشمیر اکیڈمی آف سوشل سائنسز، ۱۹۹۳ء،
باب ۷، ۳۳۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۲۰۳۔ کشمیری لوک کہانیاں : (تحقیق وترجمہ) رسول طاؤس بانہالی،
اسلام آباد : لوک ورثہ کا قومی ادارہ، ۱۹۷۸ء،
۱۳۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ کشمیری تہذیب وثقافت کی ترجمان ۷۲ لوک کہانیاں۔

۲۰۴۔ کشمیری لوک کہانیاں : طاؤس بانہالی،
اسلام آباد : لوک ورثہ اشاعت گھر، ۱۹۸۷ء،
۲۰۵ ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ کشمیر کی تہذیب وثقافت کی ترجمان ۱۴ لوک کہانیاں۔

۲۰۵۔ کل جماعتی کشمیر کانفرنس : محمد علی وزیر اعظم،
کراچی : ۱۹۵۵ء،
(کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۲۰۶۔ کوھستان قراقرم سے بحر قزوین تک : جی۔ایم میر،

لاہور : مکتبہ داستان، ۱۹۹۶ء،

باب ۶، ۱۶۶اص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ جموں وکشمیر کے وسط ایشیائی ممالک کے ساتھ مختلف النوع تعلقات کا اجمالی جائزہ۔

۲۰۷۔ گلدستہ جشن کشمیر : ہری گوپال،

لاہور : ۱۹۸۳ء،

(قاموس الکتب جلد دوم)،

۲۰۸۔ گلدستہ کشمیر : پنڈت ہر گوپال،

۱۹۳۴ء،

۲۲۸ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ حصہ اول جغرافیہ، حصہ دوم تاریخ اور حصہ سوم نقشہ جات وغیرہ۔

۲۰۹۔ گلگت اور شنازبان : ڈاکٹر ناموس،

بہاولپور : اردو اکادمی، ۱۹۶۱ء،

۴۹۹ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،

☆ گلگت اور شنازبان پر اولین کتاب جو اردو میں لکھی گئی۔

۲۱۰۔ گلگت بلتستان کی آئینی حیثیت : جی۔ایم میر،

میرپور : مرکزی دفتر جموں وکشمیر محاذ رائے شماری، ۱۹۸۲ء،

۴۸ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،

☆ گلگت بلتستان کی آئینی حیثیت واضح کرتے ہوئے اسے کشمیر کا حصہ ثابت کیا گیا۔

۲۱۱۔ گلگت، نظریہ اور آزادی : پروفیسر عثمان علی،

۲۱۲۔ لالہ و گل : اثر لکھنوی،
لاہور : فیروز پرنٹنگ ورکس،
۱۱۲ص ص، (کیٹلاگ خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۲۱۳۔ لمحہ فکریہ : سردار عبدالقیوم خان،
مظفر آباد : نظامت اطلاعات آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر،
۱۱۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ صدر آزاد جموں و کشمیر کی چند تقاریر جن میں مسائل اور ضروری امور پر بات کی گئی ہے۔

۲۱۴۔ لہو شہیدوں کا : صادق ضیائی،
لاہور : گاہی کارپوریشن پبلشرز، ۱۹۴۹ء،
۲۰۳ص ص، (کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۲۱۵۔ مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خان صدر آزاد کشمیر کے نام
میر باز کھیتران وزیر امور کشمیر کا خط اور اس کا جواب : سردار عبدالقیوم خان،
مظفر آباد : نظامت اطلاعات آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر،
۱۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ یہ خط ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو لکھا گیا۔

۲۱۶۔ مجموعہ قوانین حدود و اسلامی تعزیرات مع قانونی نظائر : امیر اللہ خان،

۱۹۹۳ء،

۱۱۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۲۱۷۔ مجید نظامی کے نام سردار محمد عبد القیوم خان کا کھلا خط : سردار عبد القیوم خان،

۱۳ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ ایڈیٹر روزنامہ "نوائے وقت" کے نام کھلا خط۔

۲۱۸۔ محاسن السلوک : (تالیف) محمد ریاض قادری،

لاہور : قادریہ مجلس، ۱۹۸۶ء،

باب ۱۰، ۳۸۸ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ یہ کتاب ذخیرۃ الملوک از سید امیر کبیر علی ہمدانی " (جنھوں نے کشمیر میں اشاعت اسلام کے لیے خدمات انجام دیں) کا ترجمہ۔

۲۱۹۔ محتسب آزاد جموں و کشمیر کی سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۹۱ء :

مظفر آباد : آزاد جموں و کشمیر محتسب سیکرٹریٹ، ۱۹۹۱ء،

۲۴ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ محتسب آزاد جموں و کشمیر کی پہلی سالانہ رپورٹ جو صدر ریاست کو پیش کی گئی۔

۲۲۰۔ محتسب آزاد جموں و کشمیر کی سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۹۲ء :

مظفر آباد : آزاد جموں و کشمیر محتسب سیکرٹریٹ، ۱۹۹۲ء،

باب ۹، ۱۹۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ محتسب آزاد جموں و کشمیر کی سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۹۲ء۔

۲۲۱۔ محتسب آزاد جموں و کشمیر کی سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۹۳ء :
مظفر آباد : آزاد جموں و کشمیر محتسب سیکرٹریٹ، ۱۹۹۳ء،
باب ۹، ۳۰۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ محتسب آزاد جموں و کشمیر کی سالانہ رپورٹ برائے ۱۹۹۳ء۔

۲۲۲۔ محتسب آزاد جموں و کشمیر کی سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۹۴ء :
مظفر آباد : آزاد جموں و کشمیر محتسب سیکرٹریٹ، ۱۹۹۴ء،
باب ۷، ۴۱۳ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۲۲۳۔ محتسب آزاد جموں و کشمیر کی سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۹۶ء :
مظفر آباد : آزاد جموں و کشمیر محتسب سیکرٹریٹ، ۱۹۹۶ء،
باب ۸، ۳۰۵ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۲۲۴۔ مذاکرات سے مارشل لاء تک : سردار محمد عبدالقیوم خان،
لاہور : جنگ پبلشرز، ۱۹۸۸ء،
۱۴۹ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ایک کشمیری سیاسی راہنما کا مولانا کوثر نیازی کے نام لکھا گیا مکتوب کتابی شکل میں۔

۲۲۵۔ مسلح افواج اور کورس ٹیم سے جناب سردار محمد عبدالقیوم خان صدر آزاد جموں و کشمیر کا خطاب :
۷۴ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)
☆ ۱۱ فروری ۱۹۸۷ء کو مظفر آباد میں کیا گیا خطاب۔

۲۲۶۔ مسلمان، کشمیر اور ڈوگرہ راج : فضل حسین ملک،
پنجاب (بھارت) : اسٹیم پریس قادیان، ۱۹۳۱ء،
۱۶۶ص ص،
☆ حکومت کے ظلم واستبداد اور مسلمانوں کے معاشی، سماجی اور تعلیمی وثقافتی حالات۔

۲۲۷۔ مسلم کشمیری کانفرنس : سید محسن شاہ،
لاہور : رفاہ عام، ۱۹۱۴ء،
۹۸ص ص، (کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،
☆ روئیداد کانفرنس منعقدہ ۲۷ اپریل ۱۹۱۳ء بمقام گوجرانوالہ۔

۲۲۸۔ مسئلہ جہاد کشمیر اور اس کی مختصر تاریخ : امیر المجاہدین مولانا فضل الٰہی،
راولپنڈی : تنظیم الدعوۃ الی القرآن والسنۃ، ۱۹۹۷ء،
۲۵۶ص ص،
☆ جہاد کی اہمیت، فرضیت اور جہاد کشمیر پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تفصیلی بحث۔

۲۲۹۔ مسئلہ کشمیر :
۷۶ص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،
☆ سر محمد ظفر اللہ خان (سابق وزیر خارجہ پاکستان) کی فروری ۱۹۵۰ء میں سلامتی کونسل کے سامنے کی گئی تقریر کے اقتباسات۔

۲۳۰۔ مسئلہ کشمیر تبادلہ خیال : (شرکاء) وید بھسین ایڈیٹر کشمیر ٹائمز جموں اور
میر عبدالعزیز ایڈیٹر ٹائمز آف کشمیر مظفر آباد
☆ دسمبر ۱۹۹۸ء اسلام آباد پاکستان ٹیلی ویژن پر تبادلہ خیال کتابی شکل میں۔

۲۳۱۔ مسئلہ کشمیر : سردار محمد عبدالقیوم خان،

مظفر آباد : شعبہ پریس اینڈ پبلی کیشنز وزیر اعظم سیکر ٹریٹ، ۱۹۹۲ء،

۳۴ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،

☆ نظریہ خود مختار کشمیر پاکستان، ملت اسلامیہ اور خود کشمیریوں کے مفادات کے خلاف ہے۔ایک تفصیلی ٹی۔وی انٹرویو۔

۲۳۲۔ مسئلہ کشمیر اور تقسیم ہند : وجاہت مسعود،

لاہور : جنگ پبلشرز، ۱۹۹۳ء،

باب ۳، ۱۴۳ص ص، (لائبریری اکادمی ادبیات اسلام آباد)،

☆ مونٹ بیٹن اور اقوام متحدہ کے حوالے سے مسئلہ کشمیر کا ذکر انتقال اقتدار کی دستاویزات کی روشنی میں۔

۲۳۳۔ مسئلہ کشمیر اور جہاد : (ماخوذ از تقریر) الحاج غازی عبدالصمد سراج دین

کراچی : نسرین فاطمہ سیکرٹری شعبہ خواتین اسلام لیگ، ۱۹۹۲ء،

۳۲ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،

۲۳۴۔ مسئلہ کشمیر اور ہندو مہا سبھائی : فضل حسین،

بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان، ۱۹۳۲ء،

۲۱۸ص ص، (کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور،

۲۳۵۔ مسئلہ کشمیر بارود کا انبار ہے : سردار محمد عبدالقیوم خان،

۶۲ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ چوتھی سارک سربراہ کانفرنس بتاریخ ۲۹، ۳۰، ۳۱ دسمبر ۱۹۸۸ء کے موقع پر مسئلہ کشمیر کو اجاگر کرنے کے لیے کی گئی تقریر۔ان لمحات کی کہانی جب اہل کشمیر سراپا احتجاج بن گے۔

۲۳۶۔ مسئلہ کشمیر، پاک بھارت مذاکرات : ارشاد محمود،
اسلام آباد : انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، ۱۹۹۴ء،
۱۳۸ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ مسئلہ کشمیر پر پاک بھارت مذاکرات کا ایک مطالعہ۔

۲۳۷۔ مظفر آباد میں دیہی ترقی : امیر اللہ۔ سعید اللہ،
پشاور : پاکستان اکیڈمی برائے دیہی ترقی، ۱۹۸۹ء،
باب ۷، ۳۰۰ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

۲۳۸۔ معرکہ کارگل۔ کیا کھویا؟ کیا پایا؟ : ارشاد احمد حقانی،
لاہور : تخلیقات، ۱۹۹۰ء،
۱۶۳ص ص،
☆ معرکہ کارگل کے حقائق جن میں اس معرکہ کے احوال سے لے کر اعلان واشنگٹن تک کی کہانی شامل ہے۔

۲۳۹۔ معلومات جموں وکشمیر : محمد سعید اسعد،
میرپور : نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کشمیر سٹڈیز، ۱۹۹۹ء،
۱۴۴ص ص،
☆ کشمیر سے متعلق معلوماتی سوالاً جواباً کوئز بک۔

۲۴۰۔ مقبوضہ جموں وکشمیر میں سنگین صورت حال : سردار محمد عبدالقیوم خان،
کشمیر سنٹرز ،
۲۱ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ غیر ملکی ذرائع ابلاغ کو دی گئی پریس بریفنگ۔

۲۴۱۔ مقبوضہ کشمیر کی اندرونی تصویر :

مظفر آباد : موتمر عالم اسلامی آزاد جموں وکشمیر، ۱۹۸۸ء،

۴۰ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد،

☆ جناب عبدالہادی احمد کا ایک مضمون جو اردو ڈائجسٹ لاہور میں شائع ہوا۔ اس میں بھارتی سامراج کی مخصوص اسلام دشمن حکمت عملی صحیح آئینہ داری کی گئی ہے۔

۲۴۲۔ مقدمہ کشمیر : سردار محمد عبدالقیوم خان،

لاہور : جنگ پبلشرز، ۱۹۹۰ء،

۱۴۲ص ص، (لائبریری مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)،

☆ مسئلہ کشمیر، مسلم کانفرنس، الحاق پاکستان کے متعلق افکار اور صاحب کتاب کی زندگی کے چند اہم واقعات۔

۲۴۳۔ مولانا راجی الرحمت نظر۔ (شخصیت اور فن) :

گلگت : حلقہ ارباب ذوق، ۱۹۹۷ء،

۱۳۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ مولانا کی شخصیت اور فن پر تحریر کیے گے مختصر مقالہ جات، تاثرات اور نمونہ کلام۔

۲۴۴۔ میاں محمد بخشؒ۔ ایک مطالعہ : جواد حسین جعفری،

مظفر آباد : کشمیر اکیڈمی، ۱۹۹۴ء،

۱۶۵ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ چند قلمکاروں کے قلم سے میاں محمد بخشؒ اور ان کے کلام کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ۔

۲۴۵۔ میرے ساتھی۔ میرے غازی۔ میرے شہید : بریگیڈئر نصرت جہاں سلیم (تمغہ امتیاز)

اسلام آباد : ماڈرن بک ڈپو، ۱۹۹۱ء،

۱۹۵ص ص، (لائبریری گرلز کالج فتح پور تھکیالہ)،

☆ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں کے واقعات اور مصنف کی آپ بیتی جو جگ بیتی بھی ہے۔

۲۴۶۔ میں اور میرا کشمیر : حبیب کیفوی،
لاہور : جنگ پبلشرز، ۱۹۹۹ء،
۳۱۹ص ص، (نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد)،
☆ زیر نظر کتاب میں مصنف کے کشمیر پر لکھے گے مضامین جو کشمیریات میں ایک گرانقدر اضافہ ہیں۔

۲۴۷۔ نظریاتی کشمکش۔ چند فکر انگیز تحریریں : سردار محمد عبدالقیوم خان،
اسلام آباد : خورشید پرنٹرز،
۱۴۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ سردار محمد عبدالقیوم خان کے چند مضامین، تقاریر اور مکتوبات کا مجموعہ۔

۲۴۸۔ نظریہ خود مختار کشمیر : امان اللہ خان،
مظفر آباد : جے۔ کے۔ ایل۔ ایف پبلشرز، ۱۹۹۱ء،

۲۴۹۔ نوشتہ دیوار : اعجاز احمد فاروقی،
لاہور : ادارہ مطبوعات سلیمانی، ۱۹۹۴ء،
۱۶۸ص ص، (کیٹلاگ پنجاب لائبریری لاہور)،

۲۵۰۔ نیا کشمیر :
سری نگر : آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس،
۱۱۲ص ص، (پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،
☆ آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کا سیاسی آئین اور اقتصادی منصوبہ بندی۔

۲۵۱۔ وزیراعظم آزاد کشمیر سردار محمد عبدالقیوم خان کا آزاد کشمیر قانون
ساز اسمبلی کے بجٹ اجلاس ۹۳۔۱۹۹۲ سے خطاب :
مظفر آباد : شعبہ پریس اینڈ پبلی کیشنز وزیراعظم سیکرٹریٹ،
۲۳ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۲۹ جون ۱۹۹۲ء کو قانون ساز اسمبلی میں تعلیم، صحت عامہ، تعمیرات، انتظامیہ اور اسلامائزیشن کے لیے کی جانے والی تقریر۔

۲۵۲۔ وقت کی پکار : حیدر علی ملک،
لاہور : ۱۹۵۷ء،
(کیٹلاگ پنجاب پبلک لائبریری لاہور)،

۲۵۳۔ ہمارا ادب : محمد احمد اندرابی،
سری نگر : سیکرٹری جے اینڈ کے اکیڈمی آف آرٹ کلچرل اینڈ لینگویجز، ۸۰۔۱۹۷۹ء،
باب ۳، ۳۳۶ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ریاست کی تمدنی تاریخ سے متعلق مضامین۔

۲۵۴۔ ہمارا ادب : محمد احمد اندرابی،
سری نگر : سیکرٹری جے اینڈ کے اکیڈمی آف آرٹ کلچرل اینڈ لینگویجز، ۸۳۔۱۹۸۲ء،
باب ۳، ۲۳۰ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ ۸۳۔۱۹۸۲ء میں ریاست کی تینوں اکائیوں سے متعلق مضامین کا مجموعہ۔

۲۵۵۔ ہندوکش کے قبائل : جون بدلف (ترجمہ) جاوید شاہین،
لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء،
باب ۱۴، ۲۰۸ ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،
☆ جون بدلف جو گلگت میں ہندوستانی حکومت کا پولیٹیکل ایجنٹ رہا۔ اس نے یہاں کے باشندوں کی معاشرتی، سماجی اور سیاسی زندگی کی طلسماتی اور حیران کن اطلاعات بہم پہنچائی ہیں۔

۲۵٦۔ یاغستان : میر محمد علی ہٹل،
مظفر آباد : ۱۹۹۷ء،
۱۹۹ص ص، (خورشید نیشنل لائبریری مظفر آباد)،

☆ انیسویں صدی کے اوائل میں ضلع مظفر آباد کے مشہور و معروف خاندانوں کی معاشرتی، سیاسی اور سماجی زندگی کے دلچسپ واقعات۔

ماحصل

کچھ عرصہ پہلے تک اردو زبان میں کتابیات سازی کا رواج کم تھا۔ دور حاضر میں علمی ذخائر میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے اس لیے مختلف موضوعات پر کتابیات کی ضرورت و اہمیت کو شدت سے محسوس کیا جانے لگا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو زبان میں بھی کئی موضوعات پر کتابیات مرتب ہو چکی ہیں۔

اہم موضوعات پر کتابیات کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کشمیر بھی ایک اہم موضوع ہے اس موضوع سے متعلق بے شمار مطبوعات شائع ہو چکی ہیں۔ اس لیے "کتابیات کشمیر (اردو)" مرتب کرنے کی بھی ضرورت تھی۔

"کتابیات کشمیر (اردو)" سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ کشمیر سے متعلق مختلف اصناف میں کئی موضوعات پر بہت سی مطبوعات موجود ہیں۔ جن کی کتابیات مرتب کرنے کی واقعی ضرورت تھی۔

باب اول (الف-i)

کشمیر کا جغرافیائی، تاریخی و سیاسی تعارف پیش کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ سرزمین کشمیر جو پانی میں ڈوبی ہوئی تھی اس کا ظہور دس کروڑ سال قبل ہوا۔ لفظ "کشمیر" کی وجہ تسمیہ سے متعلق بہت سی روایات موجود ہیں۔ اس لیے حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کون سی روایت درست ہے۔

کشمیر کے رقبہ سے متعلق بھی مختلف اعداد و شمار ملتے ہیں۔ چونکہ مختلف ادوار میں کشمیر کا رقبہ گھٹتا بڑھتا رہا۔ اس وقت کشمیر کا وہ رقبہ زیر بحث ہے جو مہاراجہ گلاب سنگھ نے عہد نامہ امرتسر کی رو سے حاصل کیا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق یہ رقبہ ۸۴۴۷۱ مربع میل بنتا ہے۔

انتظامی طور پر ریاست چار حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔

۱۔ بھارتی مقبوضہ کشمیر ۲۔ گلگت بلتستان

۳۔ آزاد کشمیر ۴۔ اقصائی چن

باب اول (الف-ii)

ریاست جموں و کشمیر کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ کشمیر کو تاریخ عالم میں اس وجہ سے ایک اہم مقام حاصل ہے کہ اس کی تاریخ کا ۴ ہزار قبل مسیح سے بھی پہلے کا سراغ ملتا ہے۔

پنڈت کلہن نے قدیم ترین تاریخ کشمیر "راج ترنگی" میں کشمیر میں شخصی حکومت کی ابتداء گونند اول (۲۴۵۰ ق م) سے شروع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے پہلے ۵۲ حکمرانوں کے ادوار اندھیروں میں مدفن ہیں۔

تاریخ کے حوالے سے کشمیر پر مختلف ادوار میں حکمرانی کی تفصیل ذیل ہے :۔

۴۰۰۰ق۔م	تا	۱۳۲۰ء	ہندو راجاؤں کا دور	
۱۳۲۰ء	تا	۱۳۲۳ء	سلطان صدر الدین رینچن شاہ (کشمیر کا پہلا مسلمان حکمران)	(۳سال)
۱۳۲۳ء	تا	۱۳۳۸ء	ادیان دیو	(۱۵سال)
۱۳۳۸ء	تا	۱۵۵۵ء	کشمیری شاہ میری خاندان	(۲۱۶سال)
۱۵۵۵ء	تا	۱۵۸۶ء	کشمیری چک خاندان	(۳۱سال)
۱۵۸۶ء	تا	۱۷۵۲ء	مغلیہ خاندان	(۱۶۶سال)
۱۷۵۲ء	تا	۱۸۱۹ء	افغان دور حکومت	(۶۶سال)
۱۸۱۹ء	تا	۱۸۴۶ء	سکھ دور حکومت	(۲۷سال)
۱۸۴۶ء	تا	۱۹۴۷ء	ڈوگرہ راج	(۱۰۱سال)

۱۹۴۷ء کے بعد ریاست جموں و کشمیر مختلف حصوں میں بٹ گئی۔ جس کو ایک یونٹ بنانے اور ہندوؤں کے قبضہ سے آزاد کرانے کے لیے مجاہدین تحریک آزادی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

باب اول (الف-iii)

دراصل ڈوگرہ راج کے دوران چند اہم واقعات کے رونما ہونے سے تحریک آزادی کشمیر کا آغاز ہو گیا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں جب برطانوی سامراج نے تقسیم برصغیر کا اعلان کیا تو ساتھ ہی کشمیر جیسی ریاستوں کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ ہندوستان یا پاکستان کے ساتھ الحاق کرلیں یا خود مختار رہیں۔

ریاست جموں و کشمیر جس میں اکثریت مسلم آبادی کی تھی اس کا الحاق فطری طور پر پاکستان کے ساتھ ہونا تھا۔ مگر بھارت نے سازش سے ریاست پر قبضہ جمانے کی ٹھان لی۔ چند قبائلیوں کی مدد سے نہتے مجاہدین نے اپنی جانوں پر کھیل کر کشمیر کا ایک حصہ جس کا رقبہ ۳۹۵۸ مربع میل ہے آزاد کرا لیا۔ جس کے کچھ علاقے گلگت، بلتستان جن کا رقبہ ۲۹۸۱۴ مربع میل ہے حکومت پاکستان کے کنٹرول میں دے دیے گئے اور ایک چھوٹے سے خطے میں جس کا رقبہ ۴۱۴۴ مربع میل ہے اس پر ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر قائم ہوئی۔ جبکہ کشمیر کے دوسرے بڑے حصے جس کا رقبہ ۴۱۳۴۲ مربع میل ہے اس پر بھارت نے اپنی مسلح افواج داخل کر کے غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ مجاہدین آزادی اپنی آزادی کے لیے

بر سر پیکار تھے۔ جب پاکستان کو اپنی سالمیت خطرے میں نظر آئی تو اس نے محدود پیمانے پر کشمیریوں کی مدد شروع کی۔ اسی اثناء میں بھارت نے اقوام متحدہ میں جنگ بندی کی اپیل کر دی۔

اقوام متحدہ نے فریقین کا مؤقف سننے کے بعد سیز فائر کی قرار داد منظور کی۔ اور کشمیری مسلمانوں کو یہ حق دیا کہ ان کے مستقبل کا فیصلہ رائے شماری کے ذریعے ہوگا۔ اس طرح ہندوستان اور پاکستان دونوں ریاستوں نے کشمیریوں کے حق خود ارادیت کو تسلیم کر لیا اور یکم جنوری ۱۹۴۹ء کی درمیانی شب فائر بندی کر دی۔

اقوام متحدہ نے کشمیریوں کو حق خود ارادیت دلانے اور رائے شماری کرانے کے لیے جو کوششیں کیں ان میں ۲۱ اپریل ۱۹۴۸ء کو پانچ رکنی کمیشن کا تقرر، اپریل ۱۹۴۸ء کے شروع میں ناظم استصواب کے منصب کے لیے امیر البحر چیسٹر ڈبلیو ۔نمٹز کی نامزدگی، اس مسئلے کے حل کا منصوبہ تیار کرنے کے لیے کینیڈا کے نمائندے اے۔جی۔ایل میکناٹن کی نامزدگی، جنرل میکناٹن کے منصوبہ کی بنیاد پر کشمیر سے فوجوں کے انخلاء کے لیے ۱۴ مارچ ۱۹۵۰ء کو معروف قانون دان آسٹریلیا ہائی کورٹ کے ایک جج سر اوون ڈکسن کی تقرری، ۳۰ مارچ ۱۹۵۱ء کی قرارداد کی روشنی میں امریکی سینیٹر ڈاکٹر فرینک پی گراہم کی بطور ثالث تقرری، ۱۴ فروری ۱۹۵۷ء کو سلامتی کونسل کے صدر گنار یارنگ کو تنازعہ کا حل پیش کرنے کی ہدائت، ۱۸ نومبر ۱۹۵۷ء کو تصفیہ کے لیے دوبارہ ڈاکٹر فرینک پی گراہم کو ہدائت شامل ہیں۔

اقوام متحدہ کی ان تمام کوششوں میں پاکستان نے سخت سے سخت شرائط کو بھی تسلیم کرتے ہوئے اپنے مثبت رویہ کا اظہار کیا۔ جبکہ بھارت نے اپنے جابرانہ تسلط کو ریاست پر قائم رکھنے کے لیے ہمیشہ رخنہ اندازی کرتے ہوئے اپنے منفی رویہ کا اظہار کیا۔ اور رائے شماری کے لیے تیار نہ ہوا۔

باب اول (الف-iv)

اقوام متحدہ نے کشمیریوں سے اپنی مختلف قراردادوں کے ذریعے حق خود اختیاری دلانے کا جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کرنے میں ناکام رہا۔ بھارت کی ضد، ہٹ دھرمی اور اقوام عالم کے سامنے کشمیریوں سے کیے گے وعدے سے انحراف کے باوجود اقوام متحدہ کا ادارہ بھارت کے خلاف کوئی موثر قدم نہ اٹھا سکا۔ جس سے مایوس ہو کر بالآخر مجاہدین آزادی نے نئے جوش و جذبے اور بھرپور عزم کے ساتھ گذشتہ دس سالوں سے جہاد شروع کر رکھا ہے۔ ۷۰ ہزار سے زائد جانیں قربان ہو چکی ہیں۔ کئی عصمتیں لٹ چکی ہیں۔ ٹارچر سیلوں میں بے پناہ تشدد کا سامنا کیا جا رہا ہے۔ ہزاروں بچے یتیم ہو چکے ہیں اور والدین اپنے جگر گوشوں سے محروم ہو چکے ہیں۔ بستیوں کی بستیاں جل کر راکھ کا ڈھیر بنا دی گئی ہیں۔ کشمیر کے اس پار کنٹرول لائن پر بسنے والے کشمیریوں کی زندگیوں کے چراغ بے دریغ گُل کیے جا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود مجاہدین آزادی آہنی عزم

واستقلال کے ساتھ اپنی تحریک جاری رکھے ہوئے ہیں۔ دشمن کی سات لاکھ سے زائد فوج ان کے سامنے بے بس دکھائی دے رہی ہے۔ اسلامیان کشمیر اللہ کے بھروسے پر امید لگائے بیٹھے ہیں کہ ایک دن ضرور صبح آزادی طلوع ہو کر رہے گی۔

باب اول (ب)

کشمیر میں اردو زبان کی ابتداء سترھویں صدی کے اواخر میں ہوئی۔ اس زمانے میں کشمیر میں اردو زبان کا انداز ریختہ سے ملتا جلتا تھا۔ ہندوستان کے دیگر صوبوں کی نسبت ریاست کشمیر میں اردو نے تیزی سے ترقی کی۔ حتیٰ کہ ڈوگرہ عہد میں اردو زبان کو سرکاری سرپرستی حاصل ہو گئی۔ مہاراجہ پرتاب سنگھ کے عہد میں اردو کو سرکاری زبان کا درجہ ملنے کے باعث اسے دفتری اور درسی زبان کا درجہ مل گیا۔

کشمیر میں اردو زبان کو فروغ دینے میں جہاں دیگر شعراء و ادباء کا بڑا حصہ ہے وہاں علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کا کردار بہت اہم ہے۔ کشمیر میں جدید اردو شاعری کے فروغ کے حوالے سے خوشی محمد ناظر کا نام بڑا معتبر ہے۔

تقسیم برصغیر اور تقسیم کشمیر ۱۹۴۷ء سے قبل کشمیر میں اردو زبان میں مختلف اصناف نظم و نثر میں ادب تخلیق ہو چکا تھا۔ کئی اُردو اخبارات اور جرائد شائع ہو رہے تھے۔ اُس وقت تک ریاست جموں و کشمیر میں اُردو نہ صرف رابطے کی زبان تھی بلکہ ترویج و اشاعت کی منازل طے کر چکی تھی۔ مکمل شعری و ادبی روایت کی داغ بیل پڑ چکی تھی۔ تقسیم کشمیر کے بعد اردو زبان کو مزید فروغ حاصل ہوا۔ تحریک آزادی کشمیر کے حوالے سے اس زبان میں بہت سا ادب تخلیق ہوا۔ بہت سی تصنیفات اور اخبارات و رسائل شائع ہوئے۔

۱۴ اپریل ۱۹۶۷ء کو آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر نے تمام سطحوں پر اردو زبان کو نافذ کرنے کا حکم نامہ جاری کیا۔

اس وقت ریاست جموں و کشمیر میں اسی زبان میں عام طور پر تصنیف و تالیف کا کام ہو رہا ہے۔ کئی اخبارات اور رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ کم و بیش ہر شہر میں علمی و ادبی انجمنیں قائم ہیں۔ جو فروغ اردو میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔

باب اول (ج)

اس حصہ میں کتابیات اور فنِ کتابیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتابیات کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے۔

"ذرائع ابلاغ کی ایسی فہرست جو باقاعدہ طور پر کسی ترتیب اور مخصوص اندراجات کے ساتھ پیش کی گئی ہو۔ کتابیات (BIBLIOGRAPHY) کہلاتی ہے۔"

دور حاضر میں جب کہ اشاعتی مواد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ مختلف موضوعات پر کتابیات کی ضرورت و

...ہمیت بڑھ گئی ہے۔

کتابیات کو تین شاخوں منظم کتابیات، تجزیاتی کتابیات یا تنقیدی کتابیات اور تاریخی کتابیات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

کتابیات کی اقسام میں قومی کتابیات، تجارتی کتابیات، لائبریری کیٹلاگ، تحقیقی کتابیات، منتخب کتابیات، موضوعی کتابیات، اشاریے / خلاصے، کتابیاتی کتابیات، شخصی کتابیات، اجتماعی کتابیات اور عالمی کتابیات شامل ہیں۔

"کتابیات کشمیر (اردو)" کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ اس کتابیات میں کشمیر سے متعلق تعدادی ۶۰۱ کتب شامل ہیں۔

کشمیر کی تحریک آزادی کے بعد اس موضوع سے متعلق اتنی بڑی تعداد میں تصنیفات منظر عام پر آئی ہیں کہ اس کی کتابیات مرتب کرنے کی ضرورت پڑی۔

"کتابیات کشمیر (اردو)" کے باب دوم سے باقاعدہ کتابیات مرتب کرنے کا آغاز ہوتا ہے۔ باب دوم (حصہ۔الف) میں تاریخ کشمیر سے متعلق مطبوعات شامل ہیں۔ جن کی تعداد ۶۹ ہے۔

باب دوم (حصہ۔ب) میں سوانح حیات، آپ بیتی اور تذکرے شامل ہیں۔ جن کی تعداد ۷۴ ہے۔

باب سوم (حصہ۔الف) میں ناول، افسانے، سفرنامے اور ڈرامے شامل ہیں۔ جن کی تعداد ۳۹ ہے۔

باب سوم (حصہ۔ب) میں شاعری (غزل و نظم) کی مطبوعات درج ہیں۔ جن کی تعداد ۷۶ ہے۔

باب چہارم میں تحریک آزادی کشمیر کے خصوصی موضوع پر مطبوعات شامل کی گئی ہیں۔ جن کی تعداد ۸۷ ہے۔

باب پنجم میں متفرق اصناف و موضوعات پر کتابیں شامل کی گئی ہیں جن کی تعداد ۲۵۶ ہے۔ اس طرح یہ کتابیات کل ۶۰۱ کتب پر مشتمل ہے۔ سب سے زیادہ کتب متفرق موضوعات و اصناف کے باب میں شامل ہیں۔ جبکہ سب سے کم کتب تخلیقی ادبیات (ناول، افسانہ، سفرنامہ اور ڈرامہ) کے باب میں ہیں۔ جس سے عیاں ہوتا ہے کہ ان اصناف میں کشمیر سے متعلق کم ادب تخلیق ہوا ہے۔

کتابیات میں اعلیٰ پائے کی مستند کتب بھی شامل ہیں اور عام نوعیت کی کتب بھی۔

کتابیات میں کتب کو شامل کرتے وقت کسی تخصیص سے کام نہیں لیا گیا بلکہ اعلیٰ و ادنیٰ ہر قسم کی کتب شامل کر دی گئی ...ں۔ ان میں مستند تواریخ، اعلیٰ پائے کی شاعری کی کتب، بیش قیمت نثری کتب اور عام نوعیت کی کتب بھی شامل ہیں۔ معیاری ...ب پر تحقیقی و تنقیدی کام ایک الگ موضوع کے طور پر کیا جا سکتا ہے۔ تاہم یہ بات مسلمہ ہے کہ کشمیر میں تخلیق ہونے والے ...ب میں کشمیر میں جاری تحریک آزادی کے اثرات نمایاں ہیں۔ اس تحریک کے حوالے سے کشمیر میں قابل قدر اردو ادب تخلیق

ہوا ہے۔ کتابیات میں حسب ذیل ترتیب سے معلومات پیش کی گئی ہیں :-

نام کتاب : نام مصنف،

مقام اشاعت : ناشر، سال اشاعت،

تعداد ابواب، تعداد صفحات، (ماخذ)،

☆ تعارف۔

کتاب کے مختصر ترین تعارف سے سکالر / قاری آسانی سے اپنی ضرورت کی مطبوعات کا انتخاب کر سکتا ہے۔

ALLAMA IQBAL
Open University Library
(ACQUISITION SECTION)
Acc. No. 98545
Date 19-02-03